

مطبوعاتِ مجلسِ یادگارِ غالب

پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۱۱

درفشِ کاویانی

نجم الدولہ میرزا اسد اللہ خان بہادر غالب



مطبوعاتِ مجلسِ یادگارِ غالب

پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۱۱

درفشِ کاویانی

نجم الدولہ میرزا اسد اللہ خان بہادر غالب

باھتمام

پروفیسر محمد باقر

۱۹۶۹

مجلسِ یادگارِ غالب



صدرِ مجلس:

پروفیسر حمید احمد خان ستارۂ پاکستان / ستارۂ امتیاز وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور

ارکان

جناب عبد الرحمٰن چغتائی لاہور

مولانا غلام رسول مہر لاہور

پروفیسر ڈاکٹر سعید اللہ سابق صدر شعبہ فلسفہ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور

سید امتیاز علی تاج سیکرٹری مجلس ترقی ادب لاہور

مولانا حامد علی خان، مدیر مؤسسہ مطبوعات فرینکلن لاہور

کیپٹن عبد الواحد مؤسسہ مطبوعات فرینکلن لاہور

ڈاکٹر جسٹس ایس اے رحمٰن سابق چیف جسٹس پاکستان لاہور

پروفیسر ڈاکٹر قاضی سعید الدین احمد صدر شعبہ امور طلبا پنجاب یونیورسٹی لاہور

گروپ کیپٹن سید فیاض محمود ناظم شعبہ تاریخ ادبیات پنجاب یونیورسٹی لاہور

پروفیسر ڈاکٹر سید عبد اللہ صدر دائرۃ المعارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور

ڈاکٹر شیخ محمد اکرام ناظم ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور

پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر، پرنسپل یونیورسٹی اورنٹیل کالج و صدر شعبہ فارسی پنجاب یونیورسٹی لاہور

سید وقار عظیم، ریڈر شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی لاہور

سید وزیر الحسن عابدی، ریڈر شعبہ فارسی پنجاب یونیورسٹی لاہور

جناب احمد ندیم قاسمی، مدیر مجلہ "فنون" لاہور

پروفیسر ڈاکٹر عبادت بریلوی، صدر شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی لاہور

جناب صفدر میر، روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور

پروفیسر ڈاکٹر محمد اجمل، صدر شعبہ نفسیات گورنمنٹ کالج لاہور

پروفیسر اختر اقبال کمالی، شعبہ انگریزی اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور

ڈاکٹر وحید قریشی، ریڈر شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی لاہور

جناب انتظار حسین، روزنامہ مشرق لاہور

جناب اقبال حسین، شعبہ تاریخ ادبیات پنجاب یونیورسٹی لاہور

معتمد

ڈاکٹر آفتاب احمد خان، جائنٹ سیکرٹری وزارت اطلاعات و نشریات حکومت پاکستان ڈھاکہ

ڈاکٹر عبد الشکور احسن، ریڈر شعبہ فارسی پنجاب یونیورسٹی لاہور

نائب معتمد

سید سجاد باقر رضوی، لیکچرر انگریزی یونیورسٹی اورنٹیل کالج لاہور

پیش لفظ

مجلسِ یادگارِ غالب کا قیام پنجاب یونیورسٹی کے ایک فیصلے کے مُطابق عمل میں آیا اور پروفیسر حمید احمد خاں صاحب اس کے صدر مُقرر ہُوئے۔ مجلّس نے غالب کی یاد کو تازہ رکھنے کے لیے جو کتابیں شائع کرنے کا منصُوبہ بنایا تھا اُنھیں مَیں غالب شناسوں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہُوں۔

یُونیورسٹی کے ایک اور فیصلے کی رُو سے شعبۂ اردُو میں کُرسئ غالب قائم ہُوئی۔ مَیں مسرّت کے ساتھ اِعلان کر رہا ہُوں کہ اِس اسامی پر پروفیسر سیّد وقار عظیم کا تقرر کیا جا چُکا ہے۔

(پروفیسر) علاءُ الدّین صِدّیقی

وائس چانسلر، جامعۂ پنجاب

لاہور

سینیٹ ہال

مارچ ۱۹۶۹ء

تعارف



فروری ۱۹۶۹ء میں مرزا غالب کی وفات پر ایک سو برس پُورے ہو رہے ہیں۔ اِس موقع کی مناسبت سے پنجاب یونیورسٹی نے شاعر کی عظمت کے اعتراف کے طور پر نہ صرف شعبۂ اُردو میں ایک پروفیسر کی نئی اسامی "(کرسیِ غالب)" قائم کی ہے، بلکہ مجلسِ یادگارِ غالب کے تعاون سے ایک سلسلۂ مطبوعات شائع کرنے کا اہتمام بھی کیا ہے۔ یہ کتاب اِسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

مجلسِ یادگارِ غالب کے قیام کی تحریک جنوری ۱۹۶۷ء میں ڈاکٹر آفتاب احمد خان نے کی۔ وہ مجلس کے پہلے معتمد اور سیّد سجّاد باقر رضوی شریکِ معتمد مقرر ہوئے۔ ڈاکٹر آفتاب احمد خان کے لاہور سے ڈھاکے منتقل ہو جانے پر ڈاکٹر عبدالشکور احسن مجلس کے دُوسرے معتمد قرار پائے۔

اواخر ۱۹۶۸ء میں جب ہمارا سلسلۂ کتب طباعت کے مرحلے میں داخل ہوا تو صدرِ مجلس کو ڈاکٹر محمد باقر کی مسلسل اعانت اور مشورہ بھی قدم قدم پر میسّر رہا۔ جن اربابِ فکر و نظر نے مجلس کی درخواست پر اس سلسلۂ کُتب کی ترتیب، تالیف یا تصنیف میں حصّہ لیا اُن میں سے ہر ایک کا نام متعلّقہ کتاب کے سرورق

کی زینت ہے۔ مجلسِ یادگارِ غالب کے ارکان کے ناموں کی پوری فہرست اِس کتاب کے شروع میں الگ شائع کی جارہی ہے۔

مجلس کے سلسلۂ مطبُوعات میں سب سے پہلے مرزا غالب کی تصانیف آتی ہیں جو اُردو اور فارسی نظم و نثر پر مشتمل ہیں۔ یہ تصانیف نفسِ مضمُون کی رعایت سے یا موزونی ضخامت کا لحاظ کر کے مختلف جِلدوں میں تقسیم کر دی گئی ہیں۔ اِن سب کتابوں پر مؤلفین نے دیباچے لکھے ہیں اور حسبِ ضرورت حواشی کا اضافہ بھی کیا ہے۔ نیز جہاں تک ممکن ہو سکا دستیاب وسائل کی مدد سے ہر متن کی تصحیح کی ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ مرزا غالب کی تصانیف میں سے کوئی کتاب رہ نہ جائے۔ چنانچہ اُن کی بعض نگارشات جو مرورِ زمانہ سے تقریباً ناپید ہو چکی تھیں، اب پھر اہلِ نظر کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہیں۔ دیوانِ غالب کا نسخۂ حمیدیہ، جسے صدرِ مجلس نے مرتّب کیا ہے، ایک پہلے فیصلے کے مطابق مجلسِ ترقّیِ ادب، لاہور، کی طرف سے شائع ہو رہا ہے۔ غالب کی صرف یہی ایک کتاب مجلسِ یادگارِ غالب کی مطبُوعات میں شامل نہیں۔

مرزا غالب کی تصانیف کے علاوہ مجلس کی مطبُوعات میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن میں اِس یگانۂ رُوزگار کے شخصی، فنّی اور فکری کمال کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو انگریزی دان لوگ اُردو نہیں جانتے انھیں

غالب کے فکر و فن سے متعارف کرنے کے لئے ایک مفصّل کتاب انگریزی زبان میں شائع کی جارہی ہے۔ ایک اور کتاب میں غالب پر شائع شدہ مواد کے متعلّق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ پھر اس سوال کا جواب کہ "میں نے غالب سے کیا پایا" ایک تیسری کتاب کی بنیاد بنایا گیا ہے۔ اِس میں متعدّد غالب شناس حضرات کے ذاتی تاثّرات جمع کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ایک اور مجموعے میں گذشتہ ایک سو برس کی تنقیدِ غالب کا خاکہ اقتباسات کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

یہ کتابیں فروری ۱۹۶۹ء میں شائع ہورہی ہیں۔ گویا اِن کی تاریخِ اشاعت سے مرزا غالب کی حیات بعدِ ممات کی دوسری صدی شروع ہوتی ہے۔ مجلس کو یقین ہے کہ اس دوسری صدی میں غالب کے قبولِ عام کی سرحدیں کچھ اور وسیع ہو جائیں گی۔ خدا کرے کہ دنیا کو ہند اسلامی تمدن کے آخری ترجمان سے روشناس کرانے میں مجلس کی یہ سعی رائگاں نہ جائے۔

حمید احمد خاں
صدر مجلس یادگار غالب
جامعۂ پنجاب، لاہور

سینیٹ ہال
فروری ۱۹۶۹ء

محمد باقر

پیش لفظ

دهلی کے ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کے معروف فساد کے بعد میرزا اسد اللہ خان غالب مؤلف درفش کاویانی گوشہ گیر ہو کر بیٹھ گئے اور انہوں نے تنہائی کی اذیت سے بچنے کے لئے اپنے سوانح حیات ترتیب دینے شروع کئے۔

"۱۱ مئی سنہ ۱۸۵۷ء کو یہاں فساد ہوا۔ میں نے اسی دن سے گھر کا دروازہ بند کیا اور آنا جانا موقوف کردیا۔ بے شغل زندگی بسر نہیں ہوتی۔ اپنی سرگذشت لکھنی شروع کی"[۱]۔

اس کتاب کا نام انہوں نے دستنبو رکھا:

۱۔ غالب کے خط کا اقتباس، بنقل از غالب، ص ۳۲۶۔

پیش لفظ

دھلی کے ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کے معروف فساد کے بعد مرزا اسد اللہ خان غالب مؤلف درفش کاویانی گوشہ‌گیر ہو کر بیٹھ گئے اور انہوں نے تنہائی کی اذیت سے بچنے لئے اپنے سوانح حیات ترتیب دینے شروع کئے -

"۱۱ مئی سنہ ۱۸۵۷ء کو یہاں فساد ہوا۔ میں نے اسی دن سے گھر کا دروازہ بند کیا اور آنا جانا موقوف کردیا - بے شغل زندگی بسر نہیں ہوتی - اپنی سرگذشت لکھنی شروع کی"۱ -

اس کتاب کا نام انہوں نے دستنبو رکھا :

۱ - غالب کے خط کا اقتباس، بنقل از غالب، ص ۳۲۶ -

''بنگارش سرگذشت پرداختم
و موسوم به دستنبو ساختم''[1]

اس سرگذشت کی تحریر و تسوید سے فارغ ہوئے تو غم تنہائی سے نبرد آزمائی کے لئے انہوں نے محمد حسین بن خلف تبریزی متخلص بہ برہان کی معروف فارسی لغت برہان قاطع (مؤلف بسال ۱۰۶۲ ھجری قمری) کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اور اسے ناقص پا کر اس پر تنقید لکھنی شروع کی :

''من بدان تنهایی و بینوایی که جز سایهٔ خویش در برابر و جز دساتیر و برهان قاطع سوادی در نظر نداشتم، در ستم آباد دهلی بکنج کاشانه، چون تصویر دیوار خانه از حس و حرکت اثر نداشتم - اگرچه به بند نبوده ام، اما بی گزند نه بوده ام . . . . . .

''چون آن نمط گسترده آمد و آن تحریر [دستنبو] انجام یافت، هرگاه غم تنهایی زور آوردی برهان قاطع را نگرستمی - چون آن سفینه گفتارهای نا درست داشت و مردم از راه میبرد

---

۱ - درفش کاویانی، ص ۲ -

و من آئین آموزگاری داشتم، بر پیروان خودم دل سوخت - جادہای نمایان ساختم تا بیراهه نپویند،، ۱ -

غالب نے برهان قاطع پر جو تنقید لکھی اُس کا نام قاطع برهان رکھا:

،،گذارش در نگارش برین آرش اساس گزید، که سر آغاز عبارت کتاب را بنام کتاب که برهان قاطع است امتیاز داده ام و قلب برهان قاطع که قاطع برهان خواهد بود نام عبارت خویش نهاده ام،،۲

قاطع برهان سنه ۱۲۷۶ھ (مطابق سنه ۱۸۶۰ء) میں مکمل ہوئی:

یافت چون گوشمال زین تحریر
آنکه برهان قاطعش نامست
شد مسمی به قاطع برهان
،،درس الفاظ،، سال اتمامست۳

،،درس الفاظ،، سے ۱۲۷۶ کے اعداد برآمد ہوتے ہیں جو اس کتاب کا سال تالیف ہے -

---

۱ - درفش کاویانی، ص ۳ -
۲ - درفش کاویانی، ص ۴ -
۳ - درفش کاویانی، ص ۴ -

حالی کے بقول :

''اس کتاب کا شایع ہونا تھا کہ ہر کس و ناکس مرزا کی مخالفت پر کمربستہ ہوگیا،،[۱]

لیکن حقیقت یہ ہے کہ برہان قاطع پر غالب کی تنقید اور اصلاح سے بہت پہلے تیرھویں صدی ہجری کے آغاز میں جب برہان قاطع کا ترکی میں ترجمہ ہوا تو سید احمد عاصم عنتابی نے اور بہت سے فرہنگوں کی مدد سے برہان قاطع کے اغلاط درست کیے - انہوں نے اس کتاب کا نام تبیان نافع رکھا اور ۱۲۱۴ ہجری قمری میں اسے قسطنطنیہ سے پہلی مرتبہ شایع کیا - اس کا دوسرا ایڈیشن بولاق سے ایک سال بعد ۱۲۱۵ میں اور تیسرا ایڈیشن قاھرہ سے ۱۲۵۱ میں شایع ہوا[۲] -

لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ پر قابل ذکر ہے کہ ترکی تبیان نافع کے شایع ہونے سے تقریباً ۶۲ سال بعد جب غالب نے برہان قاطع پر اپنا انتقاد شایع کیا تو ہندوستان کے فارسی دان حلقوں میں ہلچل مچ گئی اور

---

۱ - یادگار غالب، ص ۶۵ -

۲ - دانشمندان آذربایجان، ص ۹۶ اور فہرست کتابخانۂ مدرسۂ عالی سپہسالار، ج ۲، ص ۱۶۱ -

پھر اس سلسلے میں مخالف اور موافق آرا پر مشتمل پوری چودہ کتابیں اور رسالے فارسی اور اردو اور نظم و نثر میں شایع ہوئے - ان میں سے قاطع برہان کی حمایت میں غالب نے خود بہت کچھ لکھا - چونکہ ان تالیفات پر مالک رام[1] نے بڑی تفصیل سے کام کیا ہے اور مولانا غلام رسول مہر[2] اور ڈاکٹر محمد معین[3] نے بھی کافی معلومات بہم پہنچائی ہیں اس لئے یہاں صرف ان کے نام اور سنین دینے پر اکتفا کی جاتی ہے :

قاطع برہان کے خلاف

۱ - ساطع برہان (فارسی) از میرزا رحیم بیگ میرٹھی مؤلف بسال ۱۲۷۶ھ (۱۸۶۰ء) - مطبوعہ ۱۲۸۲ (۱۸۶۶) -

۲ - محرق قاطع (فارسی) سید سعادت علی مطبوعہ ۱۲۸۰ھ (۱۸۶۳ء) -

۳ - مؤید برہان (فارسی) تالیف آغا احمد علی شیرازی

---

۱ - ذکر غالب، ص ص ۱۹۲-۱۷۶ -
۲ - غالب، ص ص ۳۵۰-۳۳۴ -
۳ - مقدمۂ برہان قاطع، ج ۱، ص ص صدوسیزدہ تا صد وشانزدہ -

جہانگیر نگری، متخلص باحمد، مؤلف بسال ۱۲۸۰ (۱۸۶۴) مطبوعہ ۱۲۸۲ (۱۸۶۶) -

۴ - قاطع القاطع (فارسی) تالیف امین الدین دہلوی متخلص بامین ، مؤلف بسال ۱۲۸۱ (۱۸۶۵) - مطبوعہ ۱۲۸۳ (۱۸۶۷) -

۵ - شمشیر تیزتر (فارسی) تالیف عبدالصمد فدا سلہٹی، شاگرد آغا احمد علی شیرازی جہانگیر نگری، مؤلف بسال ۱۲۸۳ (۱۸۶۷) - مطبوعہ ۱۸۶۸ -

۶ - تیغ تیز تر (فارسی منظوم) از عبدالصمد فدا یا آغا احمد علی (''ہنگامۂ دل‌آشوب،، شمارہ ۱۴ کا جواب) - مطبوعہ ۱۲۸۴ (۱۸۶۷) -

قاطع برہان کی حمایت اور مخالف تالیفات کی تردید میں

۷ - نامۂ غالب (اردو) از غالب - ''ساطع برہان،، کے جواب میں - ۱۸۶۵ء -

۸ - دافع ہذیان (فارسی) تالیف نجف علی خان جھجری متخلص بہ نجف - ''محرق قاطع،، کے جواب میں - مطبوعہ ۱۲۸۱ (۱۸۶۵) -

۹ - سوالات عبدالکریم (اردو) بنام عبدالکریم -
''محرق قاطع،، کے جواب میں - مطبوعہ ۱۲۸۱
(۱۸۶۵) -

۱۰ - لطایف غیبی (اردو) بنام میاں داد خان سیاح -
''محرق قاطع،، کے جواب میں - مطبوعہ ۱۲۸۱ (۱۸۶۵) -

۱۱ - قطعۂ غالب (فارسی منظوم) از غالب - مطبوعہ
۱۲۸۲ (۱۸۶٦) -

۱۲ - تیغ تیز (اردو) از غالب - مطبوعہ ۱۸۶۷ -

۱۳ - ہنگامۂ دل آشوب (فارسی منظوم) - یہ ایک
مجموعہ ہے جس میں مندرجہ ذیل شامل ہیں:

(الف) قطعۂ غالب (مذکورہ بالا)

(ب) قطعۂ منظوم از عبدالصمد فدا (اوپر کے قطعے کے
جواب میں) -

(ج) غالب کے دو شاگردوں سید محمد باقر علی باقر آروی
اور

(د) خواجہ سید فخر الدین حسین سخن کے قطعات فدا
کے جواب میں - مطبوعہ ۱۲۸۳ (۱۸۶۷) -

۱۴ - ہنگامۂ دل آشوب (حصۂ دوم) -

(الف) قطعۂ منشی جواہر سنگھ جوہر لکھنوی (شاگرد ناطق مکرانی) آغا احمد علی احمد کی حمایت میں ۱ -

(ب) باقر اور سخن کی طرف سے جوہر اور فدا کے

(ج) قطعات کا جواب -

(د) میر آغا شمس لکھنوی کا اودھ اخبار (۲۵ جون ۱۸۶۷) میں غالب کے خلاف مضمون اردو نثر میں - اس کے جواب میں -

(ہ) سخن کا مضمون اردو نثر میں -

اور (و) باقر کا مضمون فارسی نثر میں -

---

۱ - اس ہنگامے میں منشی جواہر سنگھ ''جوہر'' لکھنوی کا کردار عجیب نظر آتا ہے - ایک طرف تو وہ آغا احمد علی ''احمد'' کی حمایت میں قطعہ لکھتا ہے جس سے بظاہر غالب کی مخالفت مقصود تھی اور دوسری طرف وہ ''قاطع برہان'' کی توصیف بھی کرتا ہے - قاطع برہان کی طباعت پر جوہر کا قطعۂ تاریخ ملاحظہ ہو :

درین کتاب مسمی بہ قاطع برہان
نگر کہ خانۂ غالب چہ مایہ گوہر سفت
بیا کہ جوہر رنگین صفیر بی کم و بیش
نگار خانۂ فرہنگ سال طبعش گفت

(ر) منشی محمد امیر امیر لکھنوی کا قطعہ اردو میں غالب کی حمایت میں - ان ساتوں کا مجموعہ مطبوعہ ۱۲۸۴ (۱۸۶۷) -

اسی ہنگامے کے دوران میں غالب نے قاطع برہان کو دوبارہ چھاپنے کا ارادہ کیا اور اب کے اس میں مزید مطالب، ایک دیباچے اور اعتراضات کا اضافہ کیا - پھر اس کا نام بدل کر درفش کاویانی رکھ دیا :

''قاطع برہان که صنعت نقشبند خیال منست، نه نامهٔ اعمال منست که در آن جہان بمن خواهند سپرد - همدرین جہان خواهد ماند - در دل فرود آمد که بمقامی چند کلامی چند بفزایم و این مجموعه را که قاطع برهان نام نهاده ام سپس درفش کاویانی خطاب دهم :

قطعه

نازم بخرام و کلک و طرز رقمش
ماناست ز تیزی بدم تیغ دمش
چون اسم کتاب قاطع برهان بود
گردید درفش کاویانی علمش[۱]

---

۱ - درفش کاویانی، ص ۱۱

درفش کاویانی غالب کی زندگی میں پہلی اور آخری مرتبہ ۱۲۸۲ھ (۱۸۶۵ء) میں شایع ہوئی، جیسا کہ مندرجہ ذیل قطعات تاریخ سے ظاہر ہے:

قطعۂ تاریخ سیف الحق منشی میاں داد خان سیاح جامع لطایف غیبی

واقعی برہان قاطع کی ہوئی ترمیم خوب
واہ واہ ای کلک تیز آہنگ غالب واہ واہ
یوں کیا سیاح نے اظہار سن عیسوی
قاطع برہان ہے فرہنگ غالب واہ واہ[1]
۱۸۶۵

قطعۂ تاریخ میرزا یوسف علی خان متخلص بہ عزیز[2]

دوبارا طبع شد قاطع کنون یافت
درفش کاویانی اسم ثانی
پی سالش شمر بی عیب من بعد
مکرر گو درفش کاویانی[2]
۱۲۸۲

---

۱ - درفش کاویانی، ص ۲۷۲ -
۲ - ''درفش کاویانی'' کے دگنے اعداد میں سے ''عیب'' کے اعداد منہا کرنے سے سنہ ۱۲۸۲ بر آمد ہوتا ہے -

اس ایڈیشن کی اشاعت کے لئے میر غلام بابا خان رئیس سورت نے پہلے غالب کو گھڑی[1] بھیجی اور پھر سو روپے نقد[2] - اس روپے سے اکمل المطابع، دھلی میں میر فخر الدین کے اہتمام سے اس کتاب کے صرف تین سو نسخے شایع ہوئے - ظاہر ہے کہ گذشتہ سو سال میں اس مطبوعہ نسخے کی بیشتر جلدیں دستبرد زمانہ کی نذر ہو گئیں اور بہت کم باقی بچیں - ان میں سے ایک جلد دانشگاہ پنجاب کے کتابخانے میں محفوظ ہے، جس کی مدد سے اشاعت زیر نظر کی ترتیب و تدوین کی گئی ہے -

مطالب درفش کاویانی

غالب نے اپنے بقول برہان قاطع میں تقریباً دو سو لفظ قابل اعتراض پائے - اور ان پر تنقید کی - قاطع برہان یا اس کے دوسرے ایڈیشن درفش کاویانی کے مقدمہ میں انہوں نے جو بات لکھی وہی مضمون اردو میں دہراتے ہوئے عالم مارہروی کو ایک خط میں لکھتے ہیں :

" اس درماندگی کے دنوں میں چھاپے کی برہان قاطع میرے پاس تھی - اس کو میں

۱ - اردوئے معلی، ص ۹ -

۲ - اردوئے معلی، ص ۲۲ -

دیکھا کرتا تھا - ہزارہا لغت غلط، ہزار ہا بیان لغو، عبارت پوچ، اشارت پا در ہوا - میں نے دو سو لغت کے اغلاط لکھ کر ایک مجموعہ بنایا ہے اور قاطع برہان اس کا نام رکھا ہے،،۔

غالب کے مجموعے کے مطالب دو انواع کے اجزا پر مشتمل ہیں - ایک طرح کے اجزا میں پہلے برہان قاطع سے اصل عبارت نقل اور پھر قاطع برہان کے عنوان سے ان پر تنقید کی گئی ہے - دوسری طرح کے اجزا میں آغاز کلام تنبیہ کے کلمہ سے ہوتا ہے اور ان تنبیہات میں براہ راست ایک کلمہ یا کئی کلمات پر یک جا تنقید کی گئی ہے - غالب کو اپنی فارسی دانی پر بہت ناز تھا - اور جہاں تک فارسی شعر گوئی کا تعلق ہے یہ ادعا اور ناز صحیح اور بجا تھا - لیکن لغت نویسی کے میدان میں وہ ان شہسواروں میں سے نہ تھے جو ان سے پہلے اور برہان سے بھی پہلے گوے سبقت لے جا چکے تھے - غالب نے برہان پر اعتراض کرتے ہوئے اس بنیادی حقیقت کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا کہ برہان زیادہ سے زیادہ اس قسم کے عالم لغت نویس تھے، جنہوں نے اپنے پیشروؤں کی خوشہ چینی کر کے برہان قاطع مرتب کی تھی -

اور انہوں نے برہان قاطع کے دیباچے میں چند عمدہ کتابوں، مثلاً **فرہنگ جہانگیری** (تالیف جمال الدین حسین اینجو مؤلف بسال ۱۰۱۷ ق)، **مجمع الفرس سروری** (تالیف محمد قاسم بن حاجی محمد کاشانی معروف بسروری مؤلف بسال ۱۰۰۸ق) **سرمۂ سلیمانی** (تالیف تقی بن محمد بن سعید الدین محمد بلیانی حسینی واعظ)، **صحاح الادویہ** حسین الانصاری (تالیف حسین بن زین العابدین انصاری) وغیرہ کے نام بھی گنوا دیے تھے۔ اس لئے برہان قاطع کی تدوین کے وقت یا تو برہان کے پاس معانی بیان کرنے کے لیے نظائر موجود تھے یا شواھد۔ چنانچہ برہان قاطع میں جو اغلاط شامل ہوئے اس کی تمام تر ذمہ داری برہان کی نہ تھی۔ اس کے باوجود یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ برہان نے چند مقامات پر ٹھوکر ضرور کھائی ہے اور غالب کی دقت پسند نظر نے اسے بھانپ لیا ہے۔ تاہم برہان اس سخت گیری کا مستحق نہ تھا، جو غالب جیسے عمومی حیثیت سے خوشگوار قسم کے شاعر اور عالم نے اختیار کی۔ بعض مقامات پر تو غالب نے صرف نکتہ چینی کی غرض سے نکتہ چینی کی ہے، مثلاً برہان نے آبدار کے معنی لکھے:

''بر وزن تابدار، گیاهیست مانند لیف خرما۔ و هر چیز با طراوت و پر آب را نیز گویند از میوہ و جواهر۔ و کارد و شمشیر را هم گفته اند و کنایه از مردم صاحب سامان و مالدار هم هست''۔

غالب کو سب سے پہلا اعتراض اس کلمہ پر یہ تھا کہ یہ اتنا اہم نہیں کہ اسے لغت میں جگہ دی جائے اور اس کا وزن یا تلفظ بیان کیا جائے؛ چنانچہ انہوں نے قاطع برھان میں لکھا:

''آبدار نه لفظی‌ست که در شمار لغات جا تواند یافت و از بهر آن هموزن باید آورد''۔

غالب نے آگے چل کر اس لفظ کے معانی پر یہ اعتراض کیا ہے کہ ایک گھاس کے جو معنی درج کیے گئے ہیں وہ محل تامل ہے۔ اور صاحب سامان اور مالدار تو اس کے ہرگز معنی نہیں ہوسکتے۔

''اسم گیاہ محل تامل و بمعنی صاحب سامان و مالدار زنهار نیست، آن آبمند است نه آبدار''۔

جیسا که میں نے پہلے عرض کیا ہے، برھان سے پہلے اور برھان کے معاصر علماء نے آبدار کے یه معنی قبول کر لیے تھے جن پر غالب کو اعتراض تھا؛ مثلاً جمال الدین حسین اینجو نے ۱۰۱۷ قمری میں جو فرھنگ جہانگیری مرتب کی تو اس میں آبدار کے یه تمام معنی لکھے جو برھان نے لکھے ھیں :

"آبدار - با بای موقوف، چہار معنی دارد : اول چیزی با طراوت را گویند، دوم کنایت مردم صاحب جمعیت و سامان بود، حکیم سنائی نظم نموده :

ثقة الملک طاهر آنکه چو آب
ایزدش آبدار خواهد کرد

سوم هر چیزی را آبدار خوانند مانند میوه و جواهر و تیغها چون کارد و خنجر و شمشیر و مثل آن، حکیم فردوسی فرماید :

چو با او ندید آنچه جای درنگ
همان آبداری که بودش بچنگ

بزد بر سر ترگ آن نامدار
تو گفتی تنش سر نیاورد بار

چهارم نام گیاهی است که شبیه باشد بلیف خرما،،۔

برہان سے ۶۱ سال پہلے الله داد فیضی سرهندی نے ۱۰۰۱ قمری میں مدار الافاضل، کے نام سے ایک لغت ترتیب دی ۔ جس کی تین جلدیں راقم اب تک شایع کرچکا ہے ۔ اس میں وہ معنی دیے ہوئے ہیں جو برہان نے لکھے ہیں :

،،آبدار ۔ نام گیاهی است و مروارید اول جنس و نو و تیغ بران و مثل آن و در ادات‌ست بمعنی تر و تازه،، ۔

بلکه اس بیان سے یه بھی پته چلتا ہے ۔ که قاضی خان بدر محمد المعروف بدھاروال نے ۸۲۲ق/۱۴۱۹م میں ادات الفضلاء کے نام سے جو لغت مرتب کی تھی اس میں آبدار کے معنی تر و تازه دیے ہوئے ہیں ۔ اسی طرح مولوی محمد لاد نے مؤید الفضلا (مؤلف بسال ۹۲۵ق/۱۵۱۹م) میں آبدار کے معنی یه لکھے ہیں :

،،گیاهیست بلیف ماند و اندک طعم باشد و اندک بوی ۔ کذا فی بعض لغات الطب ۔ مروارید اول جنس، و نو و تیغ بران و امثال آن آورده اند و بمعنی دارندهٔ آب ....،، ۔

(سترہ)

پھر برھان کے معاصر ملا عبدالرشید تتوی نے اپنی تالیف فرھنگ رشیدی (جو برھان قاطع سے صرف دو سال بعد، یعنی ۱۰۶۴ قمری میں ترتیب دی گئی) میں آبدار کے معنی وھی لکھے ھیں جو برھان نے دیئے ھیں اور شواھد بھی پیش کیے ھیں -

عصر حاضر کے سب سے بڑے ایرانی لغت نویس علامہ دھخدا نے بھی آبدار کے وھی معنی اپنی گرانقدر تالیف لغت نامہ میں گنوائے ھیں جو برھان نے پیش کیے ھیں -

ان حالات میں غالب کے انتقاد کو قبول کرنے میں ھمیں تامل کرنا پڑتا ہے اور یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ کم از کم اس کلمہ پر غالب کے جو اعتراضات ھیں وہ صحیح نہیں -

یہ تصویر کا ایک رخ ہے - جس میں یہ ظاھر کرنے کی سعی کی گئی ہے کہ برھان قاطع پر غالب کا ھر اعتراض صحیح نہ تھا - اس مختصر سی فرصت میں ان دو سو کلمات پر بحث کرنے کی گنجایش نہیں جو غالب نے برھان قاطع سے چن کر اپنی تالیف قاطع برھان میں مورد انتقاد قرار دیئے ھیں - لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان میں سے

(اٹھارہ)

بیشتر کلمات ایسے ہیں جن کے متعلق بحث کرتے ہوئے غالب نے بنیادی وسایل لغت مہیا نہ ہونے کی وجہ سے یا سن ستاون کے ہنگامی مضر نفسیاتی اثرات کی وجہ سے برہان سے انصاف نہیں کیا۔

تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ کہیں کہیں غالب نے غلطی کو بھانپ تو لیا ہے، لیکن اس کی تصحیح کرتے ہوئے خود بھی اصل مطلب سے دور نکل گئے ہیں؛ مثلاً برہان نے ایک کلمہ بر پروشان[1] کا وزن پردہ پوشان دیا ہے اور اس کے معنی آمت لکھا ہے۔ غالب نے پہلے تو برہان کے دیے ہوئے وزن پر یوں اعتراض کیا ہے:

"بر پروشان، بوزن پردہ پوشان بمعنی امت میفرماید۔ هموزن را بمیزان نظر باید سنجید - بر پروشان از پردہ پوشان در وزن بمقدار یک هاى هوز کم است - یکی از معتقدان این کتاب گفت که قصور کاپی نویس است که بای فارسی را با رای بی نقطه متصل نوشت - اگر بدین صورت بر په روشان نوشتی در وزن برابر آمدی - گفتم :

---

[1] - برہان نے اپنی لغت میں اس کی مختلف شکلیں لکھی ہیں، مثلاً بر فروشان، بروسان، بروشان، پروسنان اور ورشنان، اور ان میں سے کوئی شکل بھی درست نہیں۔

گرفتم کہ چنین است، بر پہروشان زبان کدام سر زمین است؟ گفت در اقصای ملک دکن جنیان بدین زبان سخن می کنند،،۔

'بر پروشان، کو 'پردہ پوشان، کا ہموزن قرار نہ دیتے ہوئے غالب نے برہان کو جنوں تک کا ہم جنس بنا دیا ہے، حالانکہ بات صرف اتنی ہے کہ ''پردہ پوشان،، میں ہائے غیر ملفوظ ہے۔ اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو ''پر پروشان،، اور ''پردہ پوشان،، کا وزن ایک قرار پاتا ہے۔

اب بر پروشان کے مطلب کی طرف آئیے۔ غالب لکھتے ہیں:

''یاد دار برسان بمعنی آمت آمدہ، اما بی مضاف الیہ نیارند یعنی برسان فلان نبی، و آن خود پیداست کہ 'بر، بمعنی علی و 'سان، بمعنی طرز و اسلوب است،،۔

غالب نے غلطی تو ضرور بھانپ لی ہے، لیکن اس کی اصلاح صحیح طور پر نہ کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ

''بر پروشان،، در اصل کلمۂ بر روشنان کی تصحیف ہے۔ کیونکہ ملک الشعراء ابو منصور علی بن احمد الاسدی الطوسی نے اپنی تالیف کتاب لغت فرس (جو پانچویں صدی هجری کے نصف میں تالیف هوئی) میں اس کلمه کو دقیقی کے ایک شعر کی سند پیش کرتے هوے یونہی درج کیا ہے۔ دقیقی کا شعر یه ہے:

شفیع باش بر شه مرا بدین زلت
چو مصطفلی بر دادار بر روشنان را

لغت فرس کے ناشر اور عصر حاضر کے ایران کے ایک بہت بڑے فاضل مرحوم عباس اقبال نے یه رائے ظاهر کی ہے کہ میرے خیال میں صحیح کلمه بد روشنان، یعنی ''بد روشن،، کی جمع ہے۔ جس کے معنی گمراه یا گناهگار کے هیں۔ لیکن اسدی نے اس کے معنی صاف طور پر امت هی لکھے هیں اور راقم بھی دکتر محمد معین اور برهان قاطع کے حاشیه نگار سے متفق ہے کہ کلمه کی اصلی شکل ''بر روشنان،، هی تھی، کیونکہ پہلوی میں اس کی شکل ور وشنیکان، بمعنی مؤمنان اور پیروان ہے۔ اور داربگرد فارس میں عبداللہ بن زبیر (جو خلافت کے دعویدار تھے)

کے ۶۵ قمری سال میں بنائے جانے والے سکوں پر پہلوی میں یہ کلمہ درج ہے:

''عبداللہ امیر ور وشنیکان،، یعنی عبداللہ امیرالمؤمنین۔ لہذا غالب کی تصحیح بھی صحیح کلمہ تک ہماری رہنمائی نہیں کرتی گو برہان نے بھی یہ کلمہ صحیح طور پر برہان قاطع میں درج نہیں کیا۔

قاطع برہان اور درفش کاویانی کا ایک حصہ

ان اشتباہات کی تنقید پر مشتمل ہے جن میں برہان نے کسی دلیل اور وجہ کے بغیر حقائق سے انحراف کیا ہے اور غالب کا ایراد جائز، بجا اور صحیح ہے۔ ایک دو مثالیں پیش خدمت ہیں۔ برہان نے بذلہ بمعنی سخنان شیرین و لطیف، کو بزلہ بزای ہوز لکھا ہے، حالانکہ یہ عام طور پر معلوم ہے کہ بذلہ بذال ثخذ سے نہ کہ بزای ہوز۔ غالب نے اس غلطی کی نشاندھی کی ہے اور صحیح کی ہے۔ اسی طرح برہان نے ببغا، بفتح اول و سکون ثانی و غین نقطہ دار، بمعنی طوطا کی تصحیف کر کے اور اسے بیغا بنا کر اپنی لغت میں درج کیا ہے۔ غالب نے اس اشتباہ پر بھی گرفت کی ہے

اور غالب کا اعتراض سو فی صد درست ہے۔ بیغا فارسی کا کوئی لفظ نہیں۔ صحیح کلمہ بیغا ہی ہے۔

خلاصہ یہ کہ ان مثالوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ لغت نویسی میں جگر کاوی کے باوجود قطعی فیصلے صادر کرنا کوئی آسان کام نہیں۔

درفش کاویانی کی طباعت کے دوران یہ حقیقت بھی واضح ہوئی کہ برہان قاطع پر غالب کا انتقاد اس اعتبار سے قابل توجہ ہے کہ اس نے ان کلمات کی نشاندھی کی ہے جن کے مطالب کی تائید یا تصحیح لغوی لحاظ سے ایک اہم کارنامہ ہوگا۔ افسوس ہے وقت کی قلت کے باعث راقم اس قسم کا تفصیلی کام سر انجام نہ دے سکا۔ لیکن اس کام کی جہات ضرور معین کی جا سکتی ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱ - برہان سے جہاں ایسی اغلاط سرزد ہوئی ہیں جن کی تصحیح پہلوی اور قدیم فارسی سے ناواقفیت کی وجہ سے غالب بھی نہیں کرسکا، لیکن عصر حاضر کے ایرانی لغت نویس ڈاکٹر محمد معین نے ان کی تصحیح کی ہے، ان کا مفصل جائزہ لیا جانا چاہئیے۔ مثلاً کلمۂ بر پروشان۔

۲ - برهان نے جہاں غلط خوانی کی وجہ سے ایک ایک لفظ کی کئی شکلیں پیش کی ھیں اور ان میں سے صرف ایک ھی صحیح شکل ہے، ان کی اصلاح ھونی چاھئیے - مثلاً برھان نے ترفند کو ترفند، ترقند، ترکند، تروند چار مختلف شکلوں میں لغت میں داخل کیا ہے اور غالب نے اسے بھانپ لیا ہے کہ صحیح اور اصل کلمہ صرف ترفند ہے -

۳ - غالب کا انتقاد جہاں خود غلط خوانی کی وجہ سے درست نہیں ان کلمات کا تفصیلی جائزہ لغوی اعتبار سے بہت مفید ھوگا -

غالب اور برھان قاطع کے نسخے

راقم کی معلومات کے مطابق اس وقت تک برھان قاطع کے جو خطی نسخے دریافت ھوئے ھین ان میں سے قدیم ترین وہ ہے جس کی کتابت عبدالحسین بن عبداللہ نے شہر حیدرآباد دکن میں تالیف برھان سے تقریباً ایک سال بعد یعنی ۱۰۶۳ قمری ھجری میں کی ہے - یہ نسخہ

اس وقت کتاب خانۂ ملی تہران میں (شمارہ ۷۱) محفوظ ہے ۱۔

حالی نے لکھا ہے :

"جس وقت مرزا نے قاطع برہان لکھی ہے نہ اس وقت ان کے پاس ایک قلمی برہان کے سوا کوئی فرہنگ و لغات تھی، اور نہ کوئی ایسا سامان موجود تھا جس پر تحقیق لغت کی بنیاد رکھی جاتی" ۲ -

جیسا کہ غالب کے ایک خط سے (صفحہ گیارہ) واضح ہوتا ہے غالب کے پاس برہان کا خطی نسخہ نہیں بلکہ مطبوعہ نسخہ موجود تھا - برہان کے مطبوعہ نسخوں میں سب سے پہلا نسخہ وہ ہے جو لارڈ ہیسٹنگز (۱۸۱۳—۱۸۲۳) کے عہد میں جولائی ۱۸۱۸ میلادی میں کلکتے سے شایع ہوا تھا - اسے مشہور مستشرق کپتان ٹامس روبک Captain Thomas Roebuck نے سید کرم حسین الحسینی بلگرامی کے مقدمے کے ساتھ اور

---

۱ - فہرست کتابخانۂ ملی تہران -

۱ - یادگار غالب، ص ۶۴ -

متعدد علما اور ۳۴ کتابوں سے مراجعه اور برهان کے تیره خطی نسخوں سے مقابلے کے بعد شایع کیا - راقم کے پاس برهان کا یه اولین اور نایاب نسخه موجود ہے - اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۲۲ء میں کلکتے سے شایع هوا - اور تیسرا ایڈیشن کلکتے سے هی لارڈ بنٹنک کے عهد میں ۱۸۳۴ء میں حکیم عبدالمجید نے چھ اور علماء کے تعاون سے شایع کیا - راقم کے پاس یه نایاب ایڈیشن[1] بھی موجود ہے - اور غالب کے اپنے بیان کے مطابق قاطع برهان لکھتے وقت یہی نسخه اُس کے سامنے تھا - غالب متعدد مقامات پر اس نسخے کے صفحات کے حوالے بھی دیتا ہے - چند بیانات ملاحظه هوں :

''در برهان قاطع که به عهد لارڈ بنٹنک در کلکته به تصحیح حکیم عبدالمجید و مولوی بدیع الدین و مولوی عبدالله و چار فاضل دیگر مطبوع شده است، آخر صفحه ۷ این هفت دانشمند از طرفگی جامع برهان ستوده آمده، حاشیه نوشته اند،، - ۲

---

۱ - یه دیکھ کر تعجب هوتا ہے که اُس زمانے میں اس کتاب کی قیمت ۳۲ روپے تھی جو کتاب کے اوپر درج ہے -
۲ - درفش کاویانی، ص ۵۰ -

''فرزانگان صدر [مدیران برهان] دربارهٔ سکون حرف ثانی چخی با غالب همزبانند، چنانکه از حاشیهٔ صفحه ۲۵۳ واضح است،، -۱

''در صفحه ۲۶۲ برهان نامطبوعه و مطبوعهٔ علمای والا قدر صدر [کلمهٔ] چکری را زادهٔ طبع فرتوت فرهنگ نگار دکن شمرده اند،، -۲

''حاشیهٔ صفحه ۳۵۵ برهان منطبعهٔ کلکته دیدنیست، تا دانند که اهل دانش و داد بودن رای بی نقطه را در اسم مشتری که زاوش است روا نداشته اند،، -۳

یه تمام حوالے اور صفحات حکیم عبدالمجید کے ٹائپ میں چھاپے ہوئے نسخے کے عین مطابق ہیں - لیکن امتیاز علی خان عرشی نے کتابخانۂ رضا رامپور سے برهان کا ایک مطبوعہ نسخہ ڈھونڈھ نکالا ہے جو ان کے بیان کے مطابق افضل المطابع کلکتہ میں ۱۲۵۱ھ/۱۸۳۶ء میں بڑے سائز کے ۹۲۳ صفحات پر چھپا تھا اور جس پر

---

۱ - درفش کاویانی، ص ۱۰۸ -

۲ - ایضاً ص ۱۰۸ -

۳ - ایضاً ص ۱۲۸ -

غالب نے برہان کی اغلاط کی نشاندہی کی ہے ۱ - یہ نسخہ غالب نے یکم اگست ۱۸۵۸ء کو علاؤالدین خان علائی کو تحفہ دے دیا تھا - چنانچہ یہ نوابان لوہارو کے کتابخانے میں محفوظ رہا اور جب یہ کتابخانہ رامپور منتقل ہوا تو یہ نسخہ بھی وہاں پہنچ گیا -

راقم کا خیال ہے کہ برہان کے ۱۸۳۴ کے مطبوعہ نسخے کے علاوہ یہ دوسرا نسخہ تھا جو غالب کے زیر مطالعہ رہا ؛ لیکن ایک آدھ مقام پر مجھے یہ شبہ بھی ہوا ہے کہ غالب کے پاس ان دونوں نسخوں کے علاوہ کوئی اور نسخہ بھی موجود تھا - کیونکہ اس نے برہان میں شایع ہونے والی مہمل ترکیب

''ماهوچی شمۂ خضو''

پر تنقید کی ہے وہ برہان کے ۱۸۳۴ء کے مطبوعہ نسخے میں صحیح طور پر یوں درج ہے :

''ماهی و چشمۂ خضر : کنایہ از زبان و دهان معشوق است'' -

---

۱ - ماهنامۂ آج کل، دهلی، مارچ ۱۹۵۸ء و ماهنامۂ تحریک دهلی، اپریل ۱۹۶۱ء -

(اٹھائیس)

ظاہر ہے کہ غالب اگر اس کنایہ اور اس کے معانی کو صحیح طور پر چھپا ہوا دیکھتا تو اسے اعتراض کی ضرورت اور گنجایش نظر نہ آتی - میرے اپنے پاس برہان کے جو متعدد مطبوعہ نسخے ہیں، ان میں ''ماہی و چشمۂ خضر،، صحیح طور پر درج ہے - لیکن مولانا غلام رسول مہر صاحب کے پاس برہان کا ایک مطبوعہ نسخہ موجود ہے جو ۱۲۷۳ قمری میں کلکتے سے شایع ہوا ہے - مہر صاحب کی کمک سے یہ راز کھلا کہ اس کے صفحہ ۲۵۴ پر ''ماہی و چشمۂ خضر،،

ماہوچی شمۂ خضر

اشتباہاً چھپا ہوا ہے اور غالب کا ایراد درست ہے - کیونکہ اس کے پاس کوئی تیسرا نسخہ بھی تھا جس میں یہ اسی طرح درج تھا -

تشکر

اس کتاب کے مطبوعہ نسخے سے میری عزیز شاگرد گلشن بتول خانم نے متن کا بیشتر حصہ میرے لئے نقل کیا - ان کی اس زحمت کشی کے لئے میں بے حد ممنون ہوں اللہ تعالی انہیں جزائے خیر دے - آمین -

(أنيس)

کتاب کی طباعت کے دوران میں محب مکرم پیر سید حسام الدین راشدی اور مولانا غلام رسول مہر نے اپنے نجی کتابخانوں سے درفش کاویانی اور قاطع برهان کے مطبوعه نسخے مرحمت فرمائے - ان کی اس کرم فرمائی کے لئے میں شکر گذار ہوں - کیونکہ صرف انہی مزید نسخوں سے استفادہ کر کے یہ متن مرتب کیا گیا - اور مہر صاحب کا خصوصی شکریہ اس لئے بھی واجب ہے، کیونکہ قاطع برهان کا کوئی اور نسخہ مجھے پاکستان میں کسی معروف یا نجی کتاب خانے سے نہ مل سکا - غالباً پاکستان میں قاطع برهان کے مطبوعه نسخے کے وہ واحد مالک ہیں - اور اگر وہ مدد نہ فرماتے تو کئی اشتباهات کو حل کرنے کا کوئی وسیلہ بہم نہ پہنچتا -

---:---

مآخذ و منابع

۱ - اردوے معلی میرزا اسد اللہ غالب -
۲ - برهان قاطع محمد حسین برهان - تہران ۱۳۳۰ شمسی -
۳ - خرده اوستا تفسیر و تالیف ابراهیم پور داؤد - بمبئی، ۱۳۱۰ شمسی -
۴ - درفش کاویانی میرزا غالب - نسخهٔ حاضر -
۵ - دانشمندان آذر بایجان محمد علی تربیت - تہران، ۱۳۱۴ شمسی -
۶ - دساتیر بخط میرزا محمد علی کشکول - ۱۳۰۵ قمری -
۷ - ذکر غالب مالک رام - دهلی، ۱۹۵۵ء -
۸ - شرفنامهٔ احمد منیری - نسخهٔ خطی دانشگاه پنجاب - شماره Pi I 32، -
۹ - غالب غلام رسول مہر - لاهور - اشاعت اول -

(اکتیس)

۱۰ - فرهنگ جهانگیری جمال الدین حسین اینجو - لکهنؤ ۱۲۹۳ قمری -

۱۱ - فرهنگ رشیدی ملا عبدالرشید تتوی - کلکته، ۱۸۷۲ میلادی -

۱۲ - فرهنگ واژه های فارسی در زبان عربی - س - محمد علی امام شوشتری - تهران، ۱۳۴۷ ش -

۱۳ - فهرست کتابخانهٔ مدرسه عالی سپه سالار، ابن یوسف، جلد دوم - تهران، ۱۳۱۸ ش -

۱۴ - فهرست کتابخانهٔ ملی تهران (دستنویس) -

۱۵ - قاطع برهان میرزا غالب - لکهنؤ، ۱۲۷۸ قمری -

۱۶ - قصاید عرفی - لکهنؤ، ۱۹۴۴ میلادی -

۱۷ - لغت نامه علی اکبر دهخدا، جزوه، اول و دوم - تهران، ۱۳۲۵ شمسی -

۸۱ - مجمع الفرس محمد قاسم سروری، جلد اول - تهران، ۱۳۴۰ شمسی -

۱۹ - مدار الافاضل الله داد فیضی سرهندی، باهتمام دکتر محمد باقر، جلد اول، لاهور، ۱۹۵۹ میلادی -

۲۰ - مفاتیح العلوم شیخ ابو عبدالله محمد بن احمد کاتب
خوارزمی - ترجمه از حسین خدیو جم -
تهران، ۱۳۴۷ شمسی -

۲۱ - مؤید الفضلا مولوی محمد لاد - لکھنؤ، ۱۸۹۹ء -

۲۲ - یادگار غالب خواجه الطاف حسین حالی -
لاہور، ۱۹۶۳ء -

-:-

بسم الله الرحمن الرحیم

به یزدان دانش بخش دادپسند می پناهم و دانش از خدا و داد از خلق میخواهم، تا گرفته نزنند و خرده نگیرند، که با مردهٔ دو صد ساله دشمنی چرا می ورزد. نه مرا با محمد حسین دکنی بحث است و نه بر شهرت برهان قاطع رشک. این شور و غوغا که در سال یکهزار و دو صد و هفتاد و سه خاست، همانا از خاکیان تا افلاکیان همه دانند که کران تا کران قلمرو هند، ویژه دران میان دهلی را چگونه برهم زد. قطعه ایکه در نمایش سال شیوع این فتنه، به آئین تحزجه از مبدای فیاض، بمن حوالت رفته است، درین دیباجه صورت نگارش گرفته است، تا پاسزد نگاه نگرندگان این اوراق تواند بود :

قطعه

چون کرد سپاه هند، در هند
با انگلسیان، ستیز بیجا
تاریخ وقوع این وقائع
واقع شده رستخیز بیجا

۱۲۷۳

رستخیز از روی شمار همگی یکهزار و دویست و هفتاد و هفت عدد دارد - چون اعداد جا، که جیم و الف است، از رستخیز بر آورند همان هفتاد و سه باز می ماند که پس از یکهزار و دویست می باید -

سخن کوتاه، در موقف این رستخیز بیجا که همه جا بود، من بدان تنهایی و بینوایی که جز سایهٔ خویش در برابر و جز دساتیر و برهان قاطع سوادی در نظر نداشتم در ستم آباد دهلی بکنج کاشانه، چون تصویر دیوار خانه، از حس و حرکت اثر نداشتم - اگرچه به بند نبوده ام، اما بی گزند نه بوده ام - بنگارش سرگذشت پرداختم و موسوم به دستنبو کتابی ساختم - چون آن نمط گسترده آمد و آن تحریر انجام یافت، هرگاه غم تنهائی زور آوردی برهان قاطع را نگرستمی - چون آن سفینه گفتار های نادرست داشت و مردم را از راه می برد و من آئین آموزگاری داشتم بر پیروان خودم دل سوخت - جاده نمایان

ساختم تا بیراهه نپویند - جامع لغات نه بحسن معنی سری دارد ونه بر جوهر لفظ نظری - رعایت لفظ سیومین و چارمین از هر لغت و افزودن شمارهٔ لغات بهر صورت پیش نهاد همت والای اوست - نه دران روش از برهم خوردن قاعدهٔ استخراج پروا دارد ونه درین خواهش از اندراج یافتن مهملات ننگ - هر مصدر اغتیست و هر کلمه مشتق لغتی - صد ره آن بینی که مصدری را با برخی از مشتقات جلوه داد و به افزودن بای موحده زائده سر تا سر دگر باره نورد از هم کشاد - چون بدین مایهٔ پر گوئی نیز دلش از غصه خالی نشد، نقد روی دست بای عربی وکاف تازی را دوباره در مشهد بای پهلوی و کاف فارسی بر طبق اظهار نهاد - از قلب و اماله و مد و قصر و سکون و حرکت و تخفیف و تصحیف و پارسی و عربی و مفتوح و مکسور قطع نظر است، هر لفظ باندک تبدل و تغیر لغتی دیگر و هر لغت را بیانی دیگر است - کاش کوشش همین باشد و آفریدن لفظ نه آئین باشد - بیشتر الفاظ غریب می آرد و آنچه نگاشته اند می نگارد -

چنانکه کمال اسماعیل را خلاق المعانی لقب است،
اگر این بزرگوار را خلاق الالفاظ خوانند چه عجب ست!

جز لغتی چند که از دساتیر آورده یا دیگر لغات اندک که دران تصرف بکار نبرده، همه آشوب چشم است و آزار دل - زهی نگارش که اگر گاهی ناگاهی بدانسان بودی که طبع

از دیدن آن نیاشفتی، هر آئینه آنچنان بودی که خرد آن را نه پذیرفتی - با این همه کوشش که در جدا کردن راست‌از کاست مرا بود، ننوشته‌ام مگر از بسیار اندکی، چنانکه بی‌مبالغه میگویم از صد یکی همانا میخواستم نوشت و میدانستم نوشت - اما بسبب انبوهی بیانهای ژولیدهٔ جامع مجموع نتوانستم‌نوشت - هر دیده ور که مغز سخن خواهد کافت بسا شورابه‌های ناگوار روان خواهد یافت - کتاب آسمانی نیست که چون و چرا دران نگنجد، گفتار آدمی است هر که خواهد بمیزان نظر سنجد - در نگرستن این نامه که من سیه کرده ام شرط آنست که چون بدیدن این سواد سویدا مداد دل نهند **برهان قاطع** در مقابل نهند - چشمی بسوی آن دارند و چشمی بسوی این، اما چشم حقیقت‌نگر نه چشم غلط بین - کوتاهی سخن این گزارش در نگارش برین آرش اساس گزید که سر آغاز عبارت کتاب را بنام کتاب که برهان قاطع است امتیاز داده‌ام و قلب برهان قاطع که **قاطع برهان** خواهد بود نام عبارت خویش نهاده‌ام - و هر جا که عبارت کتاب را از فرط انزجار طبع فروگذاشته‌ام، لفظ تنبیه نگاشته ام :

یافت چون گوشمال زین تحریر
آنکه برهان قاطعش نامست

شد مسمی بـه قاطع برهان
درس الفاظ سال اتمامست

دیباچهٔ ثانی جدید

الله! الله! غالب خاکسار، هرزه کار را از آسمان بزمین فرستادند و فرمان دادند که درین بیشه پیشهٔ کشاورزی ورزد و این فرازمان را بازمان نه پسندد - ناگزیر می بایست کمر بستن و زمین خستن، گاو راندن و دانه افشاندن، نادان بهوس در زمین غزل جان کند و ازان گهرها، که باخویش آورده بود، نیمه ای دران زمین پراگند۔ همانا از هر دانه‌ای که کاشت هزار دانه چشم داشت از مروارید که در خاک نهان کنند - شنیده‌ای که ریشه سر بر زند؟ کاش جو کاشتی تا سود برداشتی - دانست که همه را خاک خورد - نیمهٔ دگر پیش شاهان روزگار برد، دیدند و پسندید و نخریدند -

شبی با یکی از رازدانان پژوهش رفت که در مبداء فیاض بخل نیست - ابر بر باغ و راغ و سمن و دمن یکسان بارد، چراست که مردم چندی نادار و اندی تونگرند؟ گفت: راست گفتی توقیع سرنوشت‌ها یکی است، جدا شناس اگر هست جز این نیست که کاروبار گروهی از هر یک بر یک ورق، و سوز و ساز جرگه ای از هر کس بر یک صفحه نوشته اند - آنان ورق از دفتر با خویش آوردند و برات روزی، از هر در که مقدر بود، بردند - اینان ازان

رو که انفکاک صفحه از ورق صورت نه بست تهیدست آمدند و تهی کیسه زیستند - گفتم : از چیست که در چار سوی دهر

بخت صلهٔ مدح و قبول غزلم نیست

گفت : آن از این است که برات نیاورده‌ای و این ازانست که سخنهای بلند داری، و به ناشناسا زبان حرف می زنی - گفتم : چکنم تا از اندوه باز رهم؟ گفت : شکیب ورز و خون گری و آنچه از شیخ علی حزین شنیده ای میگوی :

کس زبان مرا نمی فهمد
به عزیزان چه التماس کنم؟

نشان دادن اغلاط برهان قاطع سپاس میخواست نه ستیز - در قلمرو هند کس نمانده باشد که مرا بدین نیکی بد نخوانده باشد - یکی خنجر آورد که من قاطع قاطع برهانم،[۱] دگری اخگر آورد که من محرق[۲] آنم - کیست تا از من بدان جوان مردان گوید که از دیدن و سوختن کاغذ

---

۱ - ''قاطع برهان،، تالیف میرزا اسد الله غالب، و آن انتقادی است بر ''برهان قاطع،، تالیف محمد حسین بن خلف تبریزی - ''قاطع القاطع،، تالیف امین الدین دهلوی متخاص بامین است مؤلف بسال ۱۲۸۱ قمری، و آن در سال ۱۲۸۳ قمری در مطبع مصطفائی دهلی چاپ شده - و آن ردی است بر قاطع برهان -

۲ - ''محرق قاطع برهان،، تالیف سید سعادت علی میر منشی ریزیدنت راجپوتانه که در سال ۱۲۸۰ قمری مطابق ۱۸۶۳ میلادی در مطبع احمدی دهلی بچاپ رسیده - نیز ردی است بر ''قاطع برهان،، (محمد باقر) -

جز فغان و دخان چه خیزد ؟ بزه‌مند منم، اگر در آتش فگنند، ور به تیغ دو نیم زنند، بهر دو گزند در خورستم و بهر دو سزا سزاوار - ستایش فراهم آورندگان لغات گزافه و یافه بیش نیست، دروغ و ترفند چرا بر زبان رود؟ آری، جز آن ناسره مرد که پنبه دوزی برهان قاطع کرد - از آن راه که در هر صحیفه بیمر اشعار عزیزان یکجا نگریستم سعی دیگران لختی مشکور ماند -

سخنوران پیشین معنی لغت برحاشیهٔ دیوان ننگاشته اند و کسانیکه به فرهنگ نویسی همت گماشته اند، آموزگار و راهنما نداشته اند - هر آئینه هرچه گفته اند نه گهر سفته اند - این هوسناکان کجا و شناختن زبان پاکان کجا ! نمی گویم که قیاس این بزرگواران معنی نشناس سراسر غلط، همی گویم که جای بجای و جای دگر غلط است - اگر دانا دلی را اندیشهٔ نادانان دلنشین نشد و پالغزها بر شمرد، آنهم راست نه کاست، چه گنه کرد؟ در نام آوران پارس از دانای فرزبود[1] و دارای فرجود[2] حکیم

۱ - ''فرزبود'' : بفتح اول و بای ابجد بر وزن گرم سود، بمعنی حکمت باشد که آن دریافتن افضل معلومات است با فضل علم (برهان قاطع) -

۲ - ''فرجود'' : بروزن مقصود، بمعنی معجزه و اعجاز باشد، و اعجاز خلاف عادتی است که از انبیا و کرامات از اولیا بظهور میرسد (برهان قاطع) -

جاماسپ۱ تا سرآمد خداشناسان پنجمین ساسان۲ و دروا پسیان تا بحرالعلوم آذرکیوان۳ و در سخن گستران ایران آن بسخن جهانگیران که پس ازان روشن ضمیران و پیش از ما فروغ پذیران بوده اند، از آدم الشعراء ابوالحسن رودگی نشانها نگران و نام‌ها شمران فرد سومی پوی و تا

۱ - ''جاماسب'' و ''جاماسپ'' : اوستا Jāmāspa از جام = یام + اسب، جمعاً بمعنی دارندهٔ اسپ جنیبت - در سنت زرتشتیان جاماسب از خاندان هوگوه Hvogva و برادر فرشوستر (اوستا Frashaushtra) بود و هر دو وزیر کی گشتاسپ بودند - جاماسب با دختر زرتشت بنام پورو چیست Pouruchista ازدواج کرد - جاماسب در ادبیات ایران و عرب بلقب ''فرزانه'' و ''حکیم'' خوانده شده -

۲ - ساسان نام پسر بهمن بن اسفندیار بود - او را پسری بود او نیز ساسان نام داشت - و دو کس دیگر از اولاد این ساسان همین نام داشتند - این هر چهار را ساسان اول و دوم و سوم و چهارم نامیده اند - من بعد پس از خسرو پرویز ساسان پنجم بظهور آمده که دساتیر را از لغت ژند در زبان دری ترجمه کرده -

۳ - آذر کیوان : یکی از روحانیان بزرگ زردشتی معاصر صفویه، از مردم شیراز یا حوالی آن - وی با گروهی از مریدان خود بهندوستان، که در آن هنگام اکبر شاه پادشاه این سرزمین بود، آمد - این گروه بقسمت شمالی هند سفر کردند و در پتنه اقامت گزیدند - آذر کیوان مؤسس فرقه ایست مذهبی که ترکیبی است از ادیان زردشتی، اسلام، برهمنی و مسیحی - وی را ذوالعلوم (بحرالعلوم؟) لقب دادند و منظومه ای بنام ''جام کیخسرو'' در شرع مشاهدات وی بدو منسوبست -

دویمین **خاقانی** فرزانه **قاآنی** که بر مردنش بسی روز نگذشته، بپای و بپای و بنشین و به بین، که هیچکس فرهنگ طراز نگشته ـ در باز پسین روزگار تنی چند در وادی فرهنگ نگاری گام‌زدند، همگنان هندوستانی و بدروغ مدعی زباندانی، بی‌مغز استخوانها برخوانها نهاده و نامه‌ها را به نام‌های نامی ناموری داده، تا مردم در انبوه شکوه اسما کالیوه شوند و به نام نهندگان گروند ـ خفته‌خردان کاری چنین دشوار را سرسری دانستند و به مشاهدهٔ آن نگارش‌ها، خود را دانای زبان دری دانستند و ندانستند که کفهٔ ترازو در کف این دکانداران موهمیزند ـ سنجیدهٔ اینان را بمیزان خرد وزنی نتوان نهاد ـ سخندان راستی جوی را بایسته آن که از هر کتاب فرهنگ عبارت جامع آن را بدان نگاه تیز نگرد که از بس تیزی در جوهر لفظ فرود رود تا چگونگی پیوند الفاظ، که انگیزشگاه معنی است، آشکار شود ـ هر گاه آنرا بهنجار اهل زبان نه بیند، داند که در سودای زبان دانی جز زیان نه بیند ـ دگران دانند و کار آنان، مرا نیز خردی و روانی داده اند ـ فراز آوردهٔ اندیشهٔ بیگانگان را چون پذیرم و از نیروی خرد خداداد کار چرا نگیرم؟ هستی بخشش را سپاس که نیرو فزای دانش من دانشمندیست، که اگر چنانکه رازدان بود، رازگوی نیز بودی ششمین **ساسان** بشمار آمدی :

نظم :

ز خویشان به بیگانگی شادمانم
نمانم بکس چون بکس می نمانم

غریبم ولی روشناس عزیزان
چنار سرافراز در بوستانم

گرفتم که از تخم افراسیابم
گرفتم که از نسل سلجوقیانم

دل و دست تیغ آزمائی ندارم
ره و رسم کشور کشائی ندانم

بمیدان معنی خداوند رخشم
بمضمار پهلو زبان، پهلوانم

دو سی سال توقیع معنی نوشتم
سزد گر نویسند صاحب‌قرانم

قاطع برهان که صنعت نقشبند خیال من است، نه نامهٔ اعمال من است که در آن جهان بمن خواهند سپرد، همدرین جهان خواهد ماند ـ در دل فرود آمد که به مقامی چند کلامی چند بفزایم و این مجموعه را که قاطع برهان نام نهاده ام سپس درفش کاویانی خطاب دهم :

قطعه

نازم به خرام کلک و طرز رقمش
ماناست ز تیزی بدم تیغ دمش

چون اسم کتاب قاطع برهان بود
گردید درفش کاویانی علمش

حاشا که در هیچ محل از عقیدهٔ خویش رجوع کرده باشم - سرودن سخنهای ریزه جز افزودن هوش انگیزه ندارد - یاران جفا کنند و من به ازای هر جفا وفا ورزم - همانا نکوئی و بهی یاران خواهم و بس - بند نهند، پند دهم - داد دریغ دارند، اندرز دریغ ندارم - سنگ زنند، ثمر بارم - اینک این سواد سرمه‌آسا سیاه بنیک وار فراهم آمد - نگاه نگاه بر دیده وری صحیفه نگر گواه - اینجا انجام این نگارش که دویمین روگاه است به آغاز عبارت برهان قاطع پیوست - سخن از آبچین میرود و عبارت برهان قاطع نبشته میشود:

برهان قاطع : آب چین - با جیم فارسی بر وزن آستین، پارچهٔ جامه را گویند که بدن مرده را بعد از غسل دادن بدان خشک سازند -

قاطع برهان : بر وزن آستین زاید، زیرا که آب چین را جز این یکصورت صورتی دیگر در اندیشه نمی تواند

گذشت - پارچهٔ جامه نیز زاید، یا پارچه بایستی گفت یا جامه، قید خشک کردن بدن مرده، بیجا - این مغلطه تنها نه این بیچاره را افتاده، فرهنگ نگاران دگر را نیز روی داده است، مصرع فردوسی :

ندارم به مرگ آبچین و کفن

مفید معنی حصر نیست، چنانکه چادر که آن نیز جزوی از اجزای کفن است - و افادهٔ معنی انحصار ندارد - آبچین اسم جامه ایست که پس از شستن دست بدان جامه نم از دست درو چینند - و آن چیزی‌ست که در عرف آن را رومال گویند و اینکه جامع رشیدی هر جامه را که پس از غسل کار خشک کردن اندام ازان گیرند نیز آبچین می نامد، هر چند من حیث المعنی روا باشد، اما مستعمل اهل زبان نیست - مردم آن کشور بعد از غسل یا لنگ دگر را بکار میبرند یا چادر را - آبچین و رومال یکیست - آبچین فارسی قدیم و رومال فارسی جدید - ایرانی ای بمن گفت : که رومال نامیست نهادهٔ خاتونان ایران ازانجا که طبع اناث وسوسه زاست - لفظ مشترک که بین‌الحی و المیت بر خاطرهای نازکشان گران آمد - لاجرم بهر آبچین اسمی دیگر تراشیدند، فافهم وانصف -

برهان قاطع : آبدار - بر وزن تابدار، گیاهی‌ست مانند لیف خرما و هر چیز با طراوت و پر آب را نیز گویند،

از میوه و جواهر - و کارد و شمشیر راهم گفته اند - و کنایه از مردم صاحب سامان و مالدار هم هست -

قاطع برهان : آبدار نه لفظی‌ست که در شمار لغات جا تواند یافت و از بهر آن هموزن باید آورد - همه دانند که صفت جواهر و اسلحه میتواند بود - اسم گیاه محل تامل و بمعنی صاحب سامان و مالدار زینهار نیست - آن آب‌مند است نه آبدار - عزیزی در شعر حکیم سنائی نشان داد - گفتم : شعر سنائی سند کامل و من حیث المعنی جایز، اما همنفسان و همسران سنائی ترک کرده اند - و وجه ترک اینست که از دیرباز در کارخانهای سلطنت آبدارخانه و نام تحویلدار آن خانه آبدار مینویسند - هر آئینه از روی ایهام توهم اهانت دارد -

برهان قاطع : آب در جگر داشتن - کنایه از مستی باشد و کنایه از تونگری هم هست -

قاطع برهان : در راستی این کنایهٔ گفتار نیست - سخن درین است که زین پس لغتی دیگر آورده است و می نویسد که آب در جگر ندرد، یعنی مفلس است - دانا داند که هر گاه آب در جگر داشتن بمعنی تمول نوشت صیغهٔ مضارع را بافزودن نون نافیه لغتی دیگر چرا قرار داد -

برهان قاطع : آب ده دست - بکسر دال ابجد و های هوز، اشاره بحضرت رسول صلوات الله علیه است خصوصاً و شخصی را نیز گویند که بزرگ مجلس بود و آرایش صدر و زینت ازو باشد عموماً -

قاطع برهان : از خامی عبارت چشم میپوشم و میخروشم که آب ده دست مرکب از آب و ده که صغیهٔ امر است از دادن و دست که باوجود معانی دیگر مسند را نیز گویند، معنی ترکیبی رونق دهندهٔ مسند - هر آئینه تا مسند را بطرف نبوت یا رسالت یا هدایت مضاف نگردانند، بمقام لغت فرو نیارند، بلکه در مدح اکابر و صدور نیز بی اضافهٔ لفظ امارت و شوکت و امثال اینها نه نگارند - نه بینی که تنها آب ده دست افادهٔ معنی شویانندهٔ دست میکند و آن خود اهانتی‌ست قبیح - بیچاره در نظم و نثر لغت آب ده دست رسالت دیده است و نیمهٔ مضمون را لغت اندیشیده است -

برهان قاطع : آب زیرکاه - کسی را گویند که خود را بظاهر خوب وا نماید و در باطن مفتن و فتنه انگیز باشد - و کنایه از خوبی و نیکی مخفی - و رواج و رونق خس‌پوش هم هست، چنانکه اگر گویند آبش زیرکاه است،

مراد آن باشد که خوبی و نیکی و قابلیت و استعداد و رواج و رونقش مخفی و پوشیده است ۔

قاطع برهان : زهی طرز عبارت! رواج و رونق خس پوش روزمرۀ کجائیست؟ رواج و رونق از نیروهای باطنی نیست ۔ اندام نیز نیست که آن را نهانی توان گفت، فروغیست آشکارا و حسنیست نمایان ۔ آنرا مخفی و آنگاه بهنجار استعاره خس پوش گفتن اگر تمسخر نیست، چیست؟ طرفه آنکه استعداد را با رواج مرادف آورده ۔ یا رب استعداد که جز در قوه وجود ندارد با رواج چگونه مرادف خواهد بود؟ بحث بی ربطی الفاظ یکسو، معنی بدان آشفتگی که این لغت را از اضداد می شمرد ۔ سخن کوتاه، آب زیر که عبارت از نفاق و ریاست و بس ۔ و اینکه گویند آبش زیرکاه است نیز افادۀ معنی خوبی و نیکی باطن نمی کند ۔ مراد آنست که حال باطنش مجهول است تا چه پدید آید و مشارالیه چگونه کسی باشد ۔

برهان قاطع : آب سیه ۔ بکسر ثالث، مخفف آب سیاه است که شراب انگوری و علت کوری [وغیره] باشد ۔

قاطع برهان : هان! دیده وران گرد آئید و از روی داد بفرمائید که شراب انگوری و علت کوری کدام ترکیب است؟ آری آب مروارید و آب سیاه دو گونه

است، که در چشم فرود می آید و بینائی را زیان دارد - و آب سیاه بچشم مخصوص نیست، در پای اسپ نیز ازین نام نشان یافته اند، چنانکه شاعر در مذمت اسپ گوید :

سمش آب سیه آرد قلم وار

و آب بخاک آمیخته را، بااعتبار زشتی گوهر آب، نیز آب سیاه گویند و فتنه و آشوب را نیز ازان رو که مکروه طبائع‌ست آب سیه خوانند، چنانکه اوستاد گوید :

جهان اگر هم آب سیه گرفت چه باک
چو راضیم به یکی نان و آبک انگور

آب سیه در مصرعه اول بمعنی فتنه و آشوب و آبک انگور در مصرع دوم کنایه از شراب - همانا رنگ شراب از سه بیش نیست : ریحانی و زعفرانی و ارغوانی - آب‌سیه گفتن و شراب انگوری مراد داشتن همان علت کوری است که حکیم آنرا با شراب انگوری قافیه ساخت است - آب سیاه اگر می‌گفته باشند شراب متغیراللون را میگفته باشند، خواهی انگوری باشد و خواهی قندی - شراب انگوری را در مقام مذمت نیز آب حرام نامند نه آب‌سیه و اینکه امیر خسرو دهلوی در صفت قام گفته است :

آب سیه خورده چنان گشت مست
کش چو نگیرند بیفتد ز دست

از روی تعجب است، یعنی نه شراب‌مست نه بنگ، صرف آبیست سیاه رنگ که بخوردن آن این چنین مست شده است ـ حاشا که از آب سیه شراب مراد باشد ـ آری در هند زنان از ازل مثل جولاهه و گازر وغیرهم که در نوع خود دیندار و پارسا باشند از بردن نام شراب پرهیز کنند و کالا پانی گویند ـ هر آینه آب سیاه مفرس آنست و این تفریس نه سزاوار تسلیم و استحسان و نه منظور خسرو دهلوی بلکه نتیجهٔ وهم و گمان مردم هندوستان ست ـ

تنبیه : آبشت، آبشتگاه، آبشتگه، آبشتن، آبشتنگاه، آبشتنگه ـ از یک بیضه شش مرغ برآورد و همه، چون خفاش روزکور، گویی آبشتن را مصدر و آبشت را ماضی شناخت و آبشتگاه و آبشتگه را دو لغت جداگانه و آبشتنگاه و آبشتنگه را دو لغت جداگانه قرار داده ـ و از حقیقت جوهر لفظ بفرسنگها دور افتاد ـ سخن اینست که آبشتن و به تبدل شین منقش بسین ساده آبستن نیز اسمیست جامد غیر منصرف بمعنی هر چیز که از نظر نهان باشد عموماً و بمعنی زن باردار خصوصاً و هم ازین جهت که از نظر نهان باشد و دران محل تنها روند آبشتنگاه اسم بیت الخلا نهادند ـ آبشتنگاه و آبشتنگه و آبشتگاه و آبشتگه را کیست که یکی نداند مگر آنکه در کلاه و کله تفرقه تواند کرد ـ

برهان قاطع : آبگاه ـ بر وزن خوابگاه، تهیگاه را

گویند - و بمعنی تالاب و استخر هم است -

قاطع برهان : آبگیر بمعنی تالاب در نظم و نثر اساتذه دیده ام و آبگاه هیچ گاه نشنیده ام و اگر چون آتشگاه و کارگاه و امثال اینها رعایت معنی محل بکار دارند از آنجا که قیاس در لغت بیش نمی رود، تا سند نیارند، معقول نمی شود و بمعنی تهیگاه نیز سند میخواهد -

برهان قاطع : آتش برگ - بفتح با و سکون را و کاف، بمعنی آتش زنه است که چقماق باشد -

قاطع برهان : کاف نوشته و تصریح فارسی بودنش نکرده - چون برک بکاف عربی معنی ندارد، ناچار بکاف فارسی باید خواند - خاک بر سر الفاظ، آتش برگ و آتش زنه را یکی می انگارد - وای برین هوش و فرهنگ - باید دانست که آتش برگ اسم سنگپاره است که پر از شراره است و آتش زنه در فارسی و چقماق در ترکی اسم افزار آهنین است که چون آن را بر آتش برگ زنند شراره ازان سنگپاره برون جهد -

برهان قاطع : آتش زمزم - کنایه از آفتاب عالمتاب است -

قاطع برهان : نخست پرسش اینست که منفصل

نوشتن زمزم کدام آئین است؟ گویند سهو کاتب کتاب است - اینکه از سکون و حرکت شین آگهی ندارد، این را چه جواب است؟ من می‌گویم : که در هر دو صورت از مهملات جناب افادت مآب است - خاقان کشور سخن خاقانی در تحفة العراقین، جائیکه خسرو انجم را می ستاید، میفرماید:

ای زمزم آتشین جهان را
وی کعبهٔ رهرو آسمان را

این استعاره ایست که خاقانی بزور قوت ابداع بهم رسانده - اگر لغت بودی پیش از وی نیز در کلام سخنوران آمدی و بعد از وی نیز بر زبان کلک سخنوران گذشتی، هم چنین کعبهٔ رهرو که آنهم نتیجهٔ فکر بکر اوست - بهر حال آفتاب را زمزم آتشین و آتشین زمزم میتوان گفت نه آتش زمزمم، خواهی بسکون شین و خواهی بحرکت آن -

برهان قاطع : آدر - بفتح ثالث بر وزن مادر، بمعنی آذر است که آتش باشد -

قاطع برهان : چون آدر بفتح ثالث گفت بر وزن مادر چرا گفت؟ و اگر هم چنین باشی گفت چادر می‌گفت - چادر را گزاشتن و مادر را آوردن بی حیائی است، ظرافت پیشکش معنی این فقره که آدر بمعنی آذر ست که آتش

باشد - دانشوران گرد آیند و خاطر نشان من کنند مگر آدر و آذر دو لغت و دو اسم است - شرح این لفظ موافق عقیدهٔ الفاظ چنین می بایست که آدر آتش را گویند و آن را بدال نقطه دار نیز نویسند - دیگر در تحت بحث اسم آذر بدال ثخذ که فصلی جداگانه ساز کرده است، سخن از اندازه فزون تر دراز کرده است - من می گویم که آذر بذال منقوطه زنهار نیست و در نام ماه و نام روز که آذر بذال مینویسند همه زای هوز درکار است - جگر تشنگان تحقیق را از رشح خامهٔ من سیرابی معنی یابی روزی باد که در فارسی دو حرف متحدالمخرج بلکه قریب المخرج نیز نیامده - سین سعفص هست و ثای ثخذ و صاد مهمله نیست، تای قرشت هست و طای دسته دار نیست، الف ست و عین نیست - بلکه غین هست و قاف نیست - هر آینه چون زای هوز است و ضاد ضدیت و ظای تناظر نیست، ذال ذلت چرا باشد و بودن دو حرف متحدالمخرج چون روا باشد؟ آری دبیران پارس را قاعده چنان بود که بر سر دال ابجد نقطه نهادندی - پیشنیان ازین رسم‌الخط بوجود ذال منقوطه در گمان افتادند - چون درین اندیشه وجود دال بی نقطه از میان میرفت و همه ذال منقوطه میماند اکابر عرب قاعده قرار دادند، و تفرقهٔ دال و ذال را بران قاعده اساس نهادند - و این که من میگویم نه گفتار منست، بلکه فرمان آموزگار

منست - و آن شت هرمزد نام پارسی نژاد فرزانه ای بود از تخمهٔ ساسانیان - پس از گرد آوردن فراوان دانش، کیش اسلام گزیده و خود را عبدالصمد نامیده - در سال یک هزار و دویست و شش هجری ۱۲۲۶ھ بطریق سیاحت بهند آمده و به اکبر آباد، که پیکر پذیرفتن و خرد آموختن من همدران شهر خجستگی بهر بوده است، دو سال بکلبهٔ احزان من آسوده است - و من آئین معنی آفرینی و کیش یگانه بینی از وی فراگرفته ام - بر نهاد وی آفرین باد و بر روان وی آباد - همدرین نورد گفته میشود که بزبان پهلوی آباد باوجود معنی دیگر بمعنی آفرین نیز هست - و شت، بشین منقوطه مفتوحه، ترجمهٔ حضرت هست و نیمسار بر وزن نیم کار مرادف آن :

رشح کف جم میچکد از مغز سفالم
سیرابی نطقم اثر فیض حکیم است

برهان قاطع : آدیش - بکسر ثالث و سکون یای تحتانی و شین نطقه دار، آتش را گویند : باید دانست که چون اکثر حروف فارسی با یکدیگر تبدیل میبابند بنا برآن تای آتش را بدال ابجد [بدل] کرده آدیش گفته اند - و این که بفتح تای قرشت اشتهار دارد غلط مشهور است، چه این لغت در همه فرهنگ‌ها بکسرتای قرشت آمده است

و با دانش قافیه شده است - و چون بکسر تا موضوعست بعد از دال یای حطی آورده اند تا دلالت بر کسرهٔ ماقبل کند و آدیش خوانده شود -

قاطع برهان : قافیهٔ آتش با دانش ادعائیست نا دلپذیر - آری در سلک قوانی سرکش و مشوش هزار جا دیده ایم و متتبع کلام اساتذه بشرط تفحص می تواند دید - محمد حسین نظیری علیه الرحمة در غزلی که مشوش و دلکش و بیغش قافیه است و برآمده ردیف آتش را نیز در ذیل قواف آورده است و زلالی خوانساری را در یک مثنوی شعریست :

یکی گفتا بدو کای یار دلکش
که مرده از عزیزان گفت آتش

آدیش را اسم قرار دادن گمراهی است و تحتانی را علامت کسره پنداشتن ناآگهیست - اعراب بالحروف در الفاظ ترکی رسم است نه در الفاظ فارسی - آدیش در زبان پهلوی قدیم لفظی ست جداگانه بمعنی تعظیم و تکریم - اسم نار در فارسی آتش است، بالف ممدوده و تای فوقانی مفتوحه، چنانکه خود نیز در تای فوقانی مع الشین تش بتای مفتوح به معنی آتش خواهد آورد، اشعار سند فتحه تای آتش نوشته می‌شود - میر حسین سادات در نزهت الارواح نویسد :

تماشای چشمم برویت خوش است
ولیکن دلم از تو در آتش است

داعی اندجانی سراید :

در بیشهٔ ما شیروشی میباید
ما کوران را عصا کشی میباید

از فقر رسیده بوریای ما را
اندک نفتی و آتشی میباید

آموزگاران آموزگار نظامی گنجوی فرماید :

میی کوست حلوای هر غمکشی
ندیده بجز آفتاب آتشی

شهنشاه قلمرو معنی سعدی راست :

میان دو تن جنگ چون آتش است
سخن چین بد بخت هیزم کش است

خاقانی در نعت فرماید :

با عین کمالت ای ملک وش
طوبی خشک است و کوثر آتش

برهان قاطع : آرازش - بکسر زای هوز بر وزن آرایش، بمعنی خیر و خیرات کردن ودر راه خدا چیزی به کسی دادن باشد -

۱ - آسایش در متن دکتر معین -

قاطع برهان : بمعنی خیرات و ایثار ارزانش است بر وزن هر دانش، چنانکه خود در فصل الف مقصوره با رای قرشت می نویسد - آرازش زادهٔ بکر فکر دکنی است -

برهان قاطع : آذرم - بفتح رابع و سکون میم، اسپی را گویند که نمد زین آن دو نیم باشد - بمعنی نمد زین هم آمده است -

قاطع برهان : نخست - بر تصریح سکون میم، که حرف آخر لغت است، میخندم، سپس برین کامه که اسپی را گویند که نمد زین آن دو نیم باشد نوبت از خنده میگذرد و به قاه قاه میرسد - آذرم رنگی از رنگهای سپ نیست، قومی از اقوام اسپ نیست - چیزیست که بر پشت اسپ نهند - چون لباس وجهٔ تسمیهٔ شخص نمی تواند بود، هیئت خاصهٔ نمد زین وجهٔ تسمیه اسپ چون گردد ؟ گویی هر گاه نمد زین دونیم بر پشت وی نهادند اسپ آذرم شد و چون آن نمد برداشتند اسپ آذرم نماند - مگر آدم تا دستار بر سر اوست آدم است و چون دستار از سر فرود آورد و کله بر سر نهاد اسم آدم از وی برخاست، لاحول ولا قوة الا بالله - خود این لغت را در بحث الف ممدوده با دال ساده به شرح و بسط نوشت و باز در فصل ذال منقش آورد - راستی این است

که اندراج ذال نقط دار چنانکه در آذر جنون بود در آدرم مالیخولیا است - همان آدرم است بدال ابجد و آدرم نه اسپ را گویند بلکه نمدزین را گویند که اسم دیگر آن تکلتوست و در عرف اهل هند خوگیر اسم اوست - در اصل خوگیر نیز فارسی ست اما نه بدین صورت بلکه خوی‌گیر بواو معدوله و تحتانی، خوی ترجمهٔ عرق و گیر صیغهٔ امر از گرفتن -

برهان قاطع : آرا - برون خارا آرایش و آرایش کننده و آراینده را گویند - هم چو سخن آرا و بزم آرا - وا مر بدین معنی هم هست یعنی آرایش کن و بیارا -

قاطع برهان : آرا لفظی‌ست که تغیر اعراب را بروی بزنجیر نتوان بست - در جستجوی هم‌وزن کوه کندن و خارا آوردن یعنی چه؟ دیگر آرا بمعنی آرایش کجا است و آراینده را کی گویند - سخن آرا و بزم آرا نظیر نمی تواند بود - این خود کلام معترض خواهد بود که صیغهٔ امر بی افزایش اسم در اول افادهٔ معنی فاعلیت نمی کند - پایان کار میگوید که امر بدین معنی هم هست و توضیح میکند باضافه یعنی آرایش کن و بیارا - مگر آرایش کن بس نبود که همان آرا را به افزودن بای موحدهٔ زایده باز آورد یا آرا جز امر معنی دیگر نیز داشت که می گوید، امر بدین معنی هم هست - سخندانان نه

برای من بلکه برای سخن آفرین خدای با من بگوئید که آرا لغت و بیارا معنی مگر این تقریر لایعنی معنی دارد ؟

برهان قاطع : آرنگ - با کاف فارسی بر وزن، و بمعنی آرنج است که مرفق باشد و رنگ و لون را نیز گفته اند و معنی همانا و پنداری و گمان بری هم آمده است و رنج و محنت را هم گویند و بمعنی مکر و حیله و فریب نیز است - و بمعنی گونه و روش و طرزهم آمده است، چنانکه گویند : بدین آرنگ است یعنی باین طرز و بدین روش و بدینگونه - و نام میوه هم هست و حاکم ملک را نیزگویند -

قاطع برهان : نگرستن این عبارت خون را در دل و مغز را در سر بجوش می آرد - آری آرنج بمعنی مرفق است که آن را در هندی کہنی نامند و بمعنی لون و مکر و طرز همان رنگ ست که معنی بسیار دارد - و آرنگ را آنگاه پذیریم که افزودن الف ممدوده ماقبل رنگ مسلم گیریم و بمعنی رنج و محنت همان آدرنگ است که خود این بزرگوار هم در دال ابجد نوشت و هم در ذال ثخذ رقم زد - اگر اینجا نیز از نوشتن گریز نداشت بایستی نگاشت که مخفف آدرنگ است - حق تحقیق آنکه رنگ باوجود معانی دیگر بمعنی محنت همان مبدل منه رنج است و آدرنگ در اصل لغتی است ورای رنگ بمعنی رنج و محنت - آرنگ بدین معنی با مزید علیه رنگ خواهد بود یا مخفف آدرنگ،

اما بی سند باور نتوان داشت - هم چنین آرنگ بمعنی پنداری و گمان بری چنانکه حکیم گمان برده است سند میخواهد و این شعر :

هرگز نکند سوی من خسته نگاهی
آرنگ نخواهد که شود شاد دل من

مفید مطلب نمی تواند بود، زیرا که آرنگ بمعنی هرگز و زنهار آمده نه بمعنی پندار و گمان بری - در اصل معنی غلط روا داشتن و کلام استاد را مستند علیه پنداشتن نه آئین دیده ورانست - و اینکه نام میوه نشان میدهد سخنی‌ست که اطفال را بخنده می آورد - میوه را نارنج و نارنگ نامند نه آرنگ، هم چنین حاکم را کنارنگ خوانند نه آرنگ، مصرع :

ای تو مجموعهٔ خوبی ز کدامت گویم

برهان قاطع : آروند - بفتح رابع و سکون نون و دال ابجد، شان و شوکت و فر و شکوه را گویند -

قاطع برهان : هر که لب تشنهٔ تحقیق و نظرش درین فن دقیق است در بحث الف مقصوره مع الرا نگرد که آروند و اراوند بالف مفتوح نگاشته و جز فر و شکوه معانی بسیار از بهر این لغت فراهم داشته - لاجرم حیرت رو میدهد، که اگر مثل آمیغ و امیغ و آداک و اداک

اروند و آروند یکی‌ست چرا همه معانی در تحت لغت اروند نیاورد - و اگر اروند غیر آروندست فر و شکوه و زیبائی معنی آن چرا نوشت ؟ در بیان لغت آرنگ تا زانو بگل در شده بود، در بیان آروند تا سینه بخلاب فرو رفت - سخن اینست که اروند بفتح الف و الوند به لام نیز نام کوهی‌ست و نام دریایی نیز، اما باشد که آروند بالف ممدوده و اراوند، بر وزن رضامند، نیز گفته باشند، و اروند، به ضمهٔ الف، خلاصه و زبده و بسیط را گویند که مقابل مرکب‌ست - و ساسان پنجم مترجم دساتیر اروند را بمعنی چیزی آورده است که هیچ چیز از خارج داخل آن نتواند شد - آموزگار هرمزد ثم عبدالصمد گه‌گاه در مکاتبات خود را آروند بنده نوشتی - چون پژوهش رفت فرمود که آروند بنده مضاف و مضاف‌الیه مقلوبست یعنی بندهٔ آروند، بنده ترجمهٔ عبد و اروند ترجمهٔ صمد - و نیز میفرمود که چون طبایع لطیف استعاره را دوست دارد، اروند را که اسم کوه است بمعنی تمکین و وقار و شان و شوکت نیز آرند - این نیز دانستنی‌ست که دروند، بدال ابجد مضموم بوزن اروند و خرسند، مرد بیگانه کیش مخالف ملت خویش را گویند -

تنبیه : آزدن و آژدن را دو مصدر نگاشته و زا را که حرف ثالث است در هر دو لغت متحرک داشته و باز آژندن و آژیدن و آزیدن و آزدن را در چهار فصل

جداگانه بمعانی مذکوره نگاشته و بیرون ازین بیربطی، که هنجار اوست، در شرح معانی طرفه خلط مبحث بکار برد. و بلا بر سر لغظ و معنی آورده، چنانکه معنی آژدن خلانیدن سوزن و آجیده کردن و رنگ کردن وا نموده و در آژدن باوجود این سه معنی استره زدن و آژینه برسنگ آسیا زدن افزوده - یارب منشای تحقیق این پراگنده گو قیاس است یا الهام - آزدن نه بزای عربی است و نه بزای متحرک و نه بمعنی رنگ کردن - آژیدن بزای پارسی مکسور، مزید علیه اگر باشد گو باش - آژندن بنون نادانی و تصحیف خوانی است - لغت صحیح آژدن است، بزای مثلثهٔ ساکن بر وزن یافتن و بافتن، و این وا چهار معنی‌ست: بخیه زدن و حجامت یعنی خستن تن باستره و مجدر ساختن آسیاسنگ و کشیدن اتو بر جامه - همانا آلهٔ بخیه سوزنست و آلهٔ حجامت استره و آلهٔ خستن سنگ و کشیدن آتو آژینه - اما آژینه مشتق از آژدن است و آستره از استردن - دیگر جامهٔ آتودار و بخیه‌کار را آژده گویند، یعنی مفعول آژدن آری آژدنی هست، که آن را در هند گودهنا گویند، به کاف عجمی مضموم و داو معروف و دال مختلط التلفظ به های هوز، و آن خستن تن است بزخم سوزن و آگندن نیل دران رخنه‌ها، چنانکه در هند زنان روستا بیشتر برسینه و گردن و ساعد و بازو این صنعت

بکار برند و انواع نقوش انگیزند - آرنگ نباید که این را زیدن و رنگ کردن نام نهند - دیگر باید دانست که درین مصدر و مشتقات بجای زای فارسی جیم عربی نیز نویسند -

تنبیه : آزفنداک۱ - به رای قرشت و آزفنداک، بزای هوز و آژفنداک، بزای فارسی و آفنداک، بی رای و زای تازی و فارسی چهار لغت در چهار فصل بمعنی قوس قزح می نگارد و خوف از خدا و شرم از خلق ندارد وهم بدین سان آدرنگ، بدال ساده و آذرنگ، بذال منقش و آزرنگ بزای هوز هر سه لفظ در سه فصل جدا جدا به معنی رنج و محنت آورده و باز نوبت چهارم در لغت آرنگ رنج و محنت ناظرین افزوده - قطع نظر از ننگ عدم تحقیق عذر این خطا که در شرح دو لغت که آرنگ و آرفنداک باشد هشت فصل آورده و یک ورق ضائع کرده است چه خواهد بود ؟

برهان قاطع : آستان برخاستن - کنایه از خراب شدن باشد و بمعنی بلندی و رفعت و جاه و دولت هم آمده است -

قاطع برهان : بمشاهدهٔ این عبارت پدید آمد که دکنی در معنی لغات قیاس را کار میفرماید و قیاس این

۱ - متن معین آرفنداک ندار -

حق ناشناس هیچ جا مطابق واقع نمی باشد - چون شنیده است که بلند آستان صفت علو رتبت است و بر خاستن خواهی نخواهی بلندی میخواهد این لغت را از اضداد دانست و ندانست که بلندی بنای آستان از نخست امری دیگرست و برخاستن که حدوث فتنه می خواهد امری دیگر - کوتاهی سخن برخاستن آستان کنایه از ویرانی خانه است، چنانکه خاقانی فرماید:

بام به نشست و آستان برخاست

برهان قاطع: آستینه - بر وزن ماستینه، تخم مرغ را گویند -

قاطع برهان: این چنین لغت غریب را چگونه بی سند باور داریم، حال آنکه خود نیز باور نمی دارد، زیرا که در فصل دگر آشینه هم بدین معنی می آرد، تا چه دیده است که خایهٔ مرغ فهمیده است - من چنان گمان میکنم که استه بر وزن دسته به معنی تخم برفی از میوه دیده است - و آن خود مبدل منه خسته است و آن را چنانکه استه گویند هسته نیز خوانند - بی چاره به مناسبت تخم که در میوه و طیور اشتراک دارد در صورت لفظ تصرفی بدیع بکار برد و بمعنی بیضه آورد -

برهان قاطع: آسوده - بر وزن آلوده، بمعنی بی زحمت

و بی مزاحمت و بی مشقت باشد - و بمعنی خفته و خوابیده هم آمده است -

قاطع برهان : قاعده آن است که بهر تشخص اعراب از نظایر آن لفظ می آرند که نسبت به لغت آسان تر و مشهور تر باشد - آلوده را نسبت به آسوده در شهرت و آسانی کدام افزونی ست - همه کس داند که آن مفعول آسودن است و این مفعول آلودن - کودکان پیش ازانکه گلستان خوانند بمصادر و مشتقات علم بهم میرسانند - مشتقات مصادر مشهوره را لغت شمردن کار آدمی نیست - در فصل دگر آشفته را در لغات شمرد و هموزن آشفته آلفته آورد، که لفظی ست مستور نه در عبارات مرقوم و نه بر زبانها مشهور -

برهان قاطع : آسیم - بر وزن جاجیم، بلغت ژند و پاژند[۱] استاد بزرگ مرتبه و عظیم‌الشان را گویند -

قاطع برهان : ما را سخن در صحت لغت آسیم ست - اگر از روی ژند و پاژند نباشد از روی فرهنگ‌های دگر یعنی بودن آسیم بمعنی استاد غرابت دارد - در اصل آسام است قلب آماس، لاجرم ورم دماغ را سر آسام گویند و سرسام مخفف آنست - آسیم را همان امالهٔ آسام توان دانست

---

۱ - زند و پازند -

و آسیمه‌سر و سراسیمه را مرکب از آسیم و سر توان گفت - بلکه در کلام قدما تنها آسیمه بجای سراسیمه نیز آمده و بجای میم کامن واو و بجای های هوز نون آورده آسیون نیز نوشته اند :

تنبیه : آغار و آغارد و آغاردن و آغاریدن در چهار فصل هم بدین تقدیم و تاخیر آورد - چون ازین بگزری بنگری که آغستن، بفتح غین و سکون سین بی نقطه نگاشت - و معنی سپوختن که بزور فرو کردن چیزی‌ست در چیزی برای آغستن مسلم داشت و آغسته را که مفعول آغستن خواهد بود چنانکه خوی اوست در فصل دیگر نبشت - و سپس در فصل دیگر آغشته بشین منقوطه و بفتح غین یاد کرد و معنی آن سوای معنی آغشته نشان داد - هی! هی!! این بندهٔ خدا چه ژاژ میخاید - آغشتن، بشین نقطه دار و غین مکسور بر وزن دانستن، مصدری‌ست مشهور در معنی مرادف آلودن، بدین قدر تفاوت که آلودن عامست خواهی بچیز نمناک و خواهی بچیز خشک و آغشتن خاص است، یعنی آلودن بچیز نمناک - و آغارد مضارع این مصدرست، آغاردن اگر باشد مصدر مضارعی خواهد بود، لیکن مسموع نیست - بهر تقدیر معنی همان آلودن بچیز نمناک است، و بس - و این آغستن بفتحهٔ غین بمعنی

سپوختن چنان دانم که جز در ذهن بوهرهٔ دکنی وجود نداشته باشد و سند این لفظ از هیچ کتاب دست بهم ندهد.

برهان قاطع: آفتاب زرد رو - بکسر بای ابجد، کنایه از خرپزهٔ شیرین باشد.

قاطع برهان: کیست که بدیدن این لغت خود را از خنده نگاه تواند داشت؟ آفتاب زردی، بزای ساکن و بای معروف، کنایه از آخر روزست و آفتاب زرد رو، بکسرهٔ با، لفظی ست شگفت آور و آنگاه کنایه از خرپزه بقید شیرینی - کاش خربزهٔ رسیده یا پخته مینوشت تا زردی رنگ وجه تشبیه قرار می یافت، حال آنکه در آن صورت نیز آفتاب زرد کفایت می کرد - و آفتاب زرد رو نه مسموعست و نه معقول و آن آفتاب زردی و آفتاب زرد چنانکه گفته آمد اصطلاحی ست از مسلمات جمهور.

برهان قاطع: آفرین - بر وزن آتشین، بمعنی تحسین و ستایش و دعای نیک باشد و بمنی آفریننده متداولست.

قاطع برهان: آفرین نه لغتی ست که کس آنرا نداند و بهر دانستن آن نظیر باید آورد، و آنگاه نظیر بدان

خوبی که با فای آفرین را متحرک باید خواند، یا تای آتش را ساکن - و اینکه میگوید بمعنی آفریننده متداول است بر لفظ و معنی ستم میکند - آفرین لغتی‌ست جامد غیر منصرف بمعنی تحسین و مرحبا، اما آفرین لغتی دیگرست از مشتقات مصدر آفریدن، بمعنی امر و صیغهٔ امری آنکه اسمی در اول او درآرند هرگز افادهٔ معنی فاعلیت نمی کند- قصه کوتاه، آفرین نه بر وزن آتشین است و نه بمعنی دعای نیک و نه بمعنی آفریننده -

تنبیه : آکندن و آکنده و آکنش و آکنه و آکنیدن و آکنیده[1] این شش لغت را در شش فصل آورد - خطای اول آنکه آکندن و آکنیدن را دو لغت جداگانه و آکنده و آکنیده را دو لغت آخر فهمید - خطای دوم آنکه همه را بکاف عربی آورد، حال آنکه آگندن بکاف فارسی مصدری‌ست صحیح و آگنده مفعول آن و آگند مضارع و آگنه، بمعنی حشو قبا و حشو نهالی، صیغهٔ امر است، هم ازین مصدر به‌های مختفی پیوسته چون آستره و آژینه - اما آگنیدن و آگنیده، بشرط آنکه در کلام آمده باشد، مزید علیه آگندن و آگنده خواهد بود، چون آوریدن و آوریده مزید علیه آوردن و آورده -

---

۱ - متن دکتر معین ندارد و نیز همه کلمات را بکاف فارسی مندرج کرده -

برهان قاطع : آگنده گوش - بضم کاف فارسی و سکون واو و شین قرشت، بمعنی آلوده دامن است، که کنایه از گناهکار و عاصی باشد - و مردمان کر و ناشنوا و چیزی در گوش آگنده را نیز گویند -

قاطع برهان : آگنده گوش را من بکاف نخستین پارسی مینویسم ورنه اشارهٔ ناقل بپارسی بودن کاف ثانی‌ست که در گوش است - گوئی کاف اول را کاف عربی دانسته است - بالجمله آگنده گوش بکاف عربی کسی را می‌توان گفت که گوش او را بزور کنده از بناگوش جدا کرده باشند و بمعنی کر که عربی آن اصمست آگنده گوش گویند بکاف فارسی - و آگنده گوش بمعنی عاصی و گناهگار زینهار نیست - سعدی در بوستان به نورد حکایت شاهزادهٔ فاسق میفرماید :

ز قول نصیحت گر آگنده گوش

یعنی پند نمی شنید نه آنکه قرع صوت نداشت - نشنیدن پند استعارهٔ نپذیرفتن پنداست کودکی را که به مکتب نرود و هم روز ببازی گذراند - گویند موعظت پدر و مادر نمی شنود، حال آنکه کودک نه اصم است نه فاسق - حاکمی را که داد ندهد گویند فریاد داد خواه نمی شنود، حال آنکه حاکم ازان هر دو عیب مبراست - آری آگنده گوش آنست که بطلان در حس سامعه وی راه یافته باشد،

خواهی فاسق و خواهی زاهد - بطلان حس سامعه مرض است نه عصیان :

به بین تفاوت راه از کجا است تا بکجا

برهان قاطع : آمادن - بفتح اول و سکون نون، بمعنی ساختن و ساخته شدن و پر و مملو گردانیدن و مهیا کردن و مستعد نمودن باشد - باز در فصل دگر که بعد ازینست می نویسد که آماده بمعنی ساخته و پرداخته و مهیا کرده شده باشد - سپس در فصل دگر می‌طرازد که آمای، بسکون یای حطی، پر کننده و آراینده و ساخته و مستعد و مهیا کننده باشد - و امر باین معنی هم‌هست یعنی پر کن و بیارای و مهیا و مستعد نمای -

قاطع برهان : عبارت سه فصل را در یک فصل نقل کرده - نخست میگویم که نون آمادن و یای آمای را ساکن وا نموده است، مگر در لغات فارسی بر حرف آخر گمان حرکت هم بوده است - سپس می پرسم که آمای تا بدین صورت است معنی پر کننده و آراینده ساخته و مستعد و مهیا کننده چسان خواهد داد؟ دیگر آن می پژوهم که اینکه میفرماید که امر بدین معنی هم‌هست مگر معنی دیگر نیز داشت - مصرف صیغهٔ امر بدین عبارت بودن نشاط خاطر ظریفان افزودنست - قبح این تمسخر را بوجدان

ضمایر اهل خرد حواله میکنم و از جوهر لفظ سخن همدرین مقاله میکنم - دریابند که آمودن مصدر است ترجمهٔ اندراج عموماً و بمعنی گهر در رشته کشیدن خصوصاً، آمود ماضی و آموده مفعول و آماید مضارع و آماینده فاعل و آمای امر چنانکه نظامی فرماید :

توئی گوهر آمای چار آخشیج

موتی پرونے والا - تا لفظ گوهر پیش از لفظ آمای نیامده است صیغهٔ امر معنی فاعل نداده است، اما آمادن جز در قیاس بوهرهٔ دکن موجود نیست که آمادهٔ مفعول آن تو اند بود - عجب از خان آرزو که او نیز بجای آمودن آمادن نبشته است - قصه مختصر، آماده یا لغتی دیگر است جامد غیر منصرف در معنی با مهیا متحد، یا بدل آموده است - ماخوذ آن را لغتی دیگر گمان میکنیم و اگر همان مبدل منه آموده است بمعنی مهیا مجاز خواهد بود -

برهان قاطع : آواز گشتن - بمعنی شهره شدن و مشهور گردیدن باشد - بعد ازین در فصل دیگر آوازه گشتن نیز بدین معنی مینویسد -

قاطع برهان : بلند آوازه گشتن بمعنی شهرت مسلم - تنها آواز یا آوازه گشتن بمعنی شهرت، شهرت ندارد - نه

من شنیده ام و نه کس شنیده باشد - اگر گفته آید که فخر گرگانی می فرماید :

اگر نومید زین در باز گردم
به زشتی در جهان آواز گردم

گوئیم این نادر است و بر نادر حکم نتوان کرد - حدیثی را که راوی آن یکی باشد مسلم ندارد و ضعیف شمارند - کلامی که همین در یکجا مذکور باشد و آن نیز خلاف عقیدهٔ جمهور باشد پذیرفتن آن از روی کدام دستور باشد - نه در گفتار معاصرین فخر گرگانی ازین ترکیب نشان و نه آنان را که بعد از وی در فن سخن کوس انا و لا غیری بلند آوازه ساخته اند این کلمهٔ غریب بر زبان -

تنبیه : در شرح لغت آوند بقول شیخ سعدی علیه الرحمة :

مغز ماخورد و حلق خود بدرید

میگوید که آوند ریسمانی را گویند که خوشه های انگور بدان آویزند و جامه بر آن اندازند - و بمعنی حجت و دلیل نیز نشان میدهد - و بمعنی ظروف که صیغهٔ جمع است نیز می فرماید - و اسم شطرنج هم میسراید - و مرادف اول و نخست نیز می پندارد - باز در فصل دگر آوندی،

بر وزن رامندی، بمعنی ظرف شراب می نویسد - و بعد از همه آونگ بمعنی ریسمان که ذکر آن در آغاز گذشت میگوید - حاشا که دانا در گفتار این چنین خلط مبحث بکار برد - آونگ و آوند را باهم آمیخت و معنی های شگرف از پیش خویش انگیخت - و او آنست که آوند ترجمهٔ ظرف ست مطلق و بمعنی ریسمان خوشهٔ انگور آونگست نه آوند - و آونگ را در هندی چهینکا نامند - ریسمان که بر آن جامه اندازند جداست - آن را در هندی الگنی گویند و در فارسی اسم آن فدک است، بفتحتین - و رزه بتقدیم رای بی نقطه بر زای نقطه دار بفتحتین مبدل منه آن رجه، بجیم مفتوح - دیگر بمعنی تخت و اورنگ است - به در آمدن رای قرشت درمیان واو و نون و مسند ازین حکم خارجست - و این که آوند بمعنی ظرف شراب میگوید ریشخندی بیش نیست - همانا جای آوند می دیده است آوندی فهمیده، اما به معنی حجت و دلیل و شطرنج و اول و نخست سند می خواهد خواهی از کلام اهل زبان و خواهی از فرهنگ‌های دگر -

برهان قاطع : آویزه - بر وزن پاکیزه، گوشواره را گویند -

قاطع برهان : حاشا که آویزه و گوشواره یکی تواندبود -

گوشواره چیزی ست زرنگار یا مرصع بجواهر آبدار که بر دستار پیچند و آویزه پیرایه ایست که در نرمهٔ گوش سوراخ کنند و آن پیرایه را دران اندازند تا آویزان باشد - اما آویزه خصوصیت بگوش ندارد - در کلاه و تاج و تخت و چتر نیز استعمال یابد - و گوشوار و گوشواره باوجود آن معنی که نوشته آمد هرگونه پیرایهٔ گوش را نیز گویند نه تنها آویزه را - آری آن آویزه را که در ترصیع تاج و تخت بکار رود گوشوار و گوشواره چون توان گفت ؟

تنبیه : اهرمن را درین بحث که عبارت از الف ممدوده وهای هوز است به پنج روش نگاشت و در بحث الف مقصوره با های هوز نیز پنج اسم آورد - کس نگوید که از بهر سیرابی بیان است - ما میگوئیم که هر لغت را باندک تغیر و تبدل لغتی آخر قرار دادن کدام آئین است - مگر در تحت یک لغت همه تغیرات نمی توانست نوشت -

تنبیه : آهنگ را در تحت این بحث بعد معانی دیگر، که بیشتر ازان به سند محتاج ست، ماضی کشیدن قرار داد و برعایت توضیح لفظ یعنی کشید بر آن افزود - و سپس در فصل اخیر که بی فاصله بعد از شرح لغت آهنگ ست

آهنگیدن آورد و گفت که مصدر آهنگ‌ست که بمعنی کشیدن باشد - قاعده دانان حسبة الله چون قاعدهٔ استخراج صیغهٔ ماضی بر افگندن نون مصدرست و خود میفرماید که آهنگیدن مصدرست هرآینه ماضی آهنگید خواهد بود نه آهنگ -

برهان قاطع : آینه‌دار و آئینه‌دار- سر تراش و حجام را گویند -

قاطع برهان : آینه‌دار کجا و حجام کجا ؟ آینه دار آن را گویند که آینه و شانه در تحویل وی باشد - و چون خواجه دست و رو شوید شانه و آینه پیش نهد تا خواجه روی را نگرد و موی را شانه زند - ازین بگذر و بنگر که حجام را سر تراش می نامد - از حق نتوان گذشت و هر که سالی چند پیش از خود گذشته است هرزه در پس آن نتوان شتافت - آن را [که] موی سر سترد حجام نگویند، مگر در عرف عام گرفتم که اجماع جمهور را مسلم توان داشت - دربارهٔ سر تراش چه فرمان است ؟ حجام مسکین موی سر می‌سترد و نه سر می‌تراشد - سر تراش صفت جلاد میتواند شد نه صفت حجام - در عبارت بلغا نیز یک دو جا دیده‌ام که سر تراش ترجمهٔ

مزین آورده اند و این غرابت تمام دارد - گوئی موی را فرو گذاشته اند و از سر موی سر مراد داشته اند -

بهرحال حجام را بمعنی گرّا مسلم داشتیم و آن را سرتراش گفتن نیز جایز پنداشتیم - حجام و سر تراش و مزین و گرّا یکی باشد - این هر چهار اسم مطابق پیشه و حرفت است - آینه داری خود منصب و خدمت است - حاشا که حجام را آینه دار و آئینه دار را حجام توان گفت منصب را به پیشه چه نسبت؟

برهان قاطع: ابدام - با دال ابجد بر وزن بدنام، بمعنی جسم است که در مقابل جوهر باشد -

قاطع برهان: ابدام بمعنی جسم اگر باشد، گو باش - جوهر مقابل جسم چگونه تواند بود؟ آری تقابل جسم با روح است و تقابل عرض با جوهر - قطع نظر ازین تفرقه ابدام بمعنی جسم چه معنی دارد؟ ابدام یا ابدان است که در عربی جمع بدن است یا همان اندام است بنون که لغت فارسی است -

برهان قاطع: ات - بفتح اول و سکون ثانی، ضمیر مخاطب است بمعنی تو - چنانکه گویند خانه ات و کاشانه‌ات یعنی خانهٔ تو و کاشانهٔ تو -

قاطع برهان : تاب ضبط نماند - بی ادبی میکنم و میگویم که این مرد دکنی که جامع این دفتر است نه چشم دارد تا به بیند و نه دل دارد تا بداند، که ضمیر مخاطب تنها تای قرشت است نه ات، مثلاً غلامت و نامت یا دلت و محملت و این چنین الفاظ بیش ازانست که در شمار آید - درین همه الفاظ از ضمیر مخاطب که موافق قاعدهٔ دکنی است الف کجا رفت - اگر آخر کلمه مبنی بر حروف دیگر است حرف آخر را به تای قرشت میدوزند - های اصلی چنانکه در کلاه و سپاه و رزه و گره است نیز این حال دارد، خاص از بهرهای آنهای حرکت که در خانه و کاشانه و چشمه و غمزه است همزه می آورند - و آنرا بتای ضمیر مخاطب میزنند تا پدید آید که های آنها حرکت را وجود اعتباری‌ست نه وجود حقیقی - لاجرم جز بوساطت همزه بحرف دیگر نمی تواند پیوست -

برهان قاطع : اثیژ- بفتح اول و کسرثانی وسکون تحتانی و زای فارسی، دوائی‌ست که آن را بوی مادران خوانند - چون آنرا در خانه بگسترانند جمیع جانوران موذی بگریزند - و شرارهٔ آتش را نیز گفته اند -

برهان قاطع : در معنی سخن آنگاه کنم که لفظ را

فهمیده باشم نبودن ثای مثلثه در فارسی و نیامدن ژای مثلثه در عربی از مهر نیمروز روشن تر است - دگنی لفظ اکدش از کجا آورد؟ آدم نیست اسپ نیست که پدرش از قوم دیگر باشد و مادرش از قوم دیگر - اثیر بثای مثلثه و رای بی نقطه بر وزن امیر در عربی اسم کرهٔ ناراست - زای مثلثه در پائین آن سپوختن و شرارهٔ آتش نام نهادن زهی خردمندی و خهی لفظ پیوندی - چون به فرهنگ‌های دگر روی آوردم در شرفنامه دیدم که در بحث زای فارسی ژاپیز[۱] به زای نخستین پارسی و زای آخر تازی به معنی شرارهٔ آتش مینویسد و می نویسد که بوی مادران را نیز گویند - این نیک مرد بیدرد ژای فارسی را چون موی از سر لفظ سترد و هر سه نقطه را از تحت بای فارسی بفراز برد تا ثای تخذ رخ نمود - لغتی، که آن را نه عجمی توان فهمید و نه عربی، مانند خنثی که نه زن است و نه مرد، پرده از رخ کشود -

تنبیه: لفظ ارج را بمعنی قدر و قیمت نوشت و حد و اندازه بران افزود و باز بمعنی مرغی که در ترکیش تو گویند مسلم داشت - و سپس بمعنی کرگدن نگاشت - و در خاتمهٔ عبارت این فقره آورد که بمعنی قیمت و بها

---

۱ - ژابیژ در فرهنگ آنند راج -

وارزش هم هست ـ من میگویم که قیمت خود همان لفظ است که اول نوشت و بها مرادف آن است و ارزش نیز هم چنین و حد و اندازه از حد و اندازه خارج ـ یا رب این فرهنگ است یا بساط حقه باز که همان مهرهٔچند را بشمار مختلف در حقه نهان میکند و بردن می‌آرد ـ اصل اینست که ارز صیغهٔ امر است از ارزیدن و مثل سوز و ساز افادهٔ معنی مصدری میکند و چون ما بعد آن شین نقطه دارد آرند معنی حاصل مصدر میدهد، چون سوزش و سازش ـ و ارج بدل ارزست و ارجمند مرکب از ارج و مند چون دردمند ـ

برهان قاطع : ارتنگ ـ بر وزن فرهنگ، نگارخانهٔ مانی نقاش باشد ـ و نام بتخانهٔ چین هم هست ـ و نام کتابی‌ست که اشکال مانوی تمام دران نقش است و بعضی این لغت را بجای حرف ثالث ثای مثلثه آورده اند ـ

قاطع برهان : مگر نگارخانهٔ مانی دیگر است و کتابی که اشکال مانوی در آن نقش ست دیگر ـ نازم بدین حسن بیان ـ باز در فصل دیگر همین لغت را ارثنگ به ثای خبث آورد و باز در فصل دیگر ارجنگ بجیم جنون نوشت و باز در فصل دگر ارژنگ به ژای ژاژ نگاشت

و باز در فصل دگر ارسنگ به سین سودا رقم زد و باز در فصل دگر ارغنگ بغین چغد سرود - لا حَولَ ولاَ قوةَ الاَ باللہ العلیّ العَظیم - ارتنگ بمعنی مرقع تصویر ست مَطلق، مگر چون اَن را بسوی مانی مضاف گردانند ارتنگ مانی و ارتنگ مانوی خوانند بکسرهٔ کف فارسی - دیگر ارژنگ و ارجنگ و ارسنگ و ارغنگ این هر چهار لفظ را وجود خارجی نیست - هان ارژنگ بزای فارسی اسم است سه مسمی دارد که هرسه در ازمنهٔ مختلفه سمی یکدیگر بوده اند - نخست دیوی که رستم آنرا کشت، دوم گردی که طوس آن را کشت، سه دیگر نقاشی که همچون مانی و بهزاد درین فن صاحب دستگاه و نام آور بود - چنانکه مولانا نظامی گنجوی علیه‌الرحمة در شیرین و خسرو از زبان شیرین فرماید :

به قصر دولتم مانی و ارژنگ
طراز سحر می بستند بر سنگ

و این شعر بر صنعت ذوقافیتین مشتمل است -

برهان قاطع : اسا - بر وزن رسا، خمیازه و دهان دره باشد، و آن به سبب [خواب یا] خمار یا کاهلی بهمرسد - و بمعنی شبه و نظیر و مانند هم آمده است -

قاطع برهان : در بحث الف ممدوده نیز این لغت را به بند آورده است و بدین گونه تعریف کرده است که آسودن و آسودگی و آسایش و آساینده را نیز گویند و امر بدین معنی هم‌هست یعنی بیاسا و آسوده شو :

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را

آسا که صیغهٔ امر است از آسودن بمعنی مصدری کجا متعمل است که آسودن و آسودگی و آسایش را گویند - و تنها صیغهٔ امر افادهٔ معنی فاعلیت کجا میکند که بمعنی آساینده نیز آورد و بمعنی امر توضیح میکند - یعنی بیاسا این خود همان آساست که بای زائده در اول آن افزوده اند - این ایراد را پیش ازین در چند جا باز نموده ایم - اینک از تنگیٔ حوصله ضبط دگر ره درینجا باد پیموده ایم - بیننده نداند که از شرح غافل در افاضه قاصر بوده ایم - گوش دارند تا هوش افزاید - دانسته باشند که آسا صیغهٔ امر است از آسودن - در یابند که آسا بالف ممدوده لغتی جامد غیر منصرف نیز هست بمعنی مثل و مانند و بمعنی باسیک[۱] و دهان دره که آنرا در عربی فازه و در هندی جمائی

۱ - باسک (برهان قاطع) -

گویند اما همان به الف ممدوده نه بالف مقصوره اسا - اگر گویند اسا مخفف آسا خواهد بود، گوئیم مسموع نیست - و این بدان ماند که گویند دوار مخفف دیوار است و دوانه مخفف دیوانه - هان اسا بمعنی مانند توجیهی دارد، یعنی ایسا بدین معنی لغت هندی‌ست و چون بآئین تکشمر حرف زنند گویند ذکر بی ربطی الفاظ پیشکش این مرد، که در ژاژ خائی همتای ندارد، می لاید که بمعنی دهان دره هم هست که خمیازه باشد - دهان دره و خمیازه چگونه یکی تواند بود؟ خمیازه چیزی‌ست که آن را در اُردو انگڑائی گویند و دهان دره و آسا همان فازه است که بهندی جمائی گوبند و در عربی تثاؤب و تمطی خوانند - هنگام آمد تپ این هر دو حالت یعنی فازه و خمیازه باهم روی میدهد، بلکه فراشا، بر وزن تماشا، که قشعریره عربی آنست نیز هر آئینه معیت وقت موجب اتحاد اسم نمی تواند بود -

برهان قاطع : استر - بر وزن کفتر، از دواب مشهور است - گویند این تصرف [را] فرعون کرده است - و آستر و بطانه جامه را نیز گویند -

قاطع برهان : آری فرعون در استر تصرف کرد و این دکنی در اعراب - حاشا که نام دابه مشهور است، بفتحتین باشد - آن اُستر است، بهر دو ضمه بر وزن پُرْ دُر

وُسْتُر مخفف آن و سُتُور مزید علیه، چنانکه سعدی راست:

قطعه:

آن شنیدستی که وقتی تاجری
در بیابانی بیفتاد از ستور

گفت چشم تنگ دنیا دار را
یا قناعت پر کند یا خاک گور

اما مقابل ابره، آستر بالف ممدوده، چنانکه هم سعدی فرماید:

قبا داشتی هر دو رو آستر

استر مخفف آن اگر باشد گو باش - در فصل دگر زن عقیمه را نیز استردن بر وزن چشمک زن نوشت - حال آنکه آن نیز استُردن است، بهمزهٔ مضموم و تای تحتانی مضموم -

تنبیه: **استخر** در بحث الف مقصوره با سین مستوره، بمعنی آبگیر آورد و راست گفت - باز در بحث همزه، هر جا که مطابق قاعدهٔ مقررهٔ خودش حرف ثالث طای حطی‌ست، اسطخر بطای حطی نوشت - همانا نفس مطمئنه ندارد و نبودن طای حطی در زبان پهلوی دروغ می پندارد - در برهان قاطع که به عهد لارڈ بنٹنک در کلکته به تصحیح حکیم عبدالمجید و مولوی بدیع الدین و مولوی عبدالله و چار فاضل دیگر مطبوع شده است، آخر صفحه ۵۷ این

هفت دانشمند از طرفگی جامع برهان ستوه آمده، حاشیه نوشته اند و من آن را لفظ پس از لفظ هُوَ هُوَ می نویسم: ''اما اسطخر به سین و طا در کتب متعارفهٔ فارسی و عربی بنظر رسیده ظاهرا از مخترعات صاحب برهان باشد، چنانکه از عادت اوست ـ والله اعلم بالصواب،، ـ غالب گوید لفظ تراشی و ناآگهی دکنی به اتفاق رای هفت افاضل ثابت است ـ من از راه خشم به درشتی مینویسم و اینان از روی حلم به درستی نوشته اند ـ آه از مرزا رحیم بیگ که در ساطع برهان۱ این هفت فاضل جلیل القدر را کارپردازان مطبع نام نهاده‌اند ـ من هیچ نمی گویم اما سعدی را چکنم که میگوید:

سنگ بد گوهر اگر کاسهٔ زرین شکند
قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود

تنبیه: اسپهبد خوره و سپهبد خوره هر دو بواو معدوله مینویسد و معنی نفس ناطقه نشان میدهد ـ کیست تا اینهمه جا نا درست را بفهماند که چون آئین سواری

---

۱ ـ ''ساطع برهان،، تالیف میرزا رحیم بیگ میرتهی متخلص برحیم، مؤلف بسال ۱۲۷۶ قمری، و آن در سال ۱۲۸۲ قمری در مطبع هاشمی، میرته چاپ شده ـ آن هم ردی است بر ''قاطع برهان،، غالب ـ

نمیداند در میدان لغات فارسی فرس ندواند ـ درینجا همین قدر بسندست که اسپهبد خره بی واو صحیح است و بواو معدوله غلط بلکه قبیح ـ تفصیل بعد ازین خواهد آمد، انشاءالله العلی العظیم ـ

تنبیه : آسیاه، بفتح اول، بمعنی سیاه میفرماید و ژاژ میخاید ـ گرفتم که سیا مخفف سیاهست، الف وصل چرا افزودند؟ کاستن های هوز تخفیف است و افزودن الف وصل تکلیفست ـ اگر این تکلف و تکلیف نیز گوارا کنیم، پرسیدن عیب نیست الف وصل که در حرکت پیرو مابعد خود است فتحه از کجا یافت؟ می بایست کسرهٔ سین بوی می سپردند و معهذا های هوز نمی کاستند ـ و اسیاه بر وزن اکراه میگفتند ـ

تنبیه : در بحث الف با تای قرشت ات، بفتح همزه ضمیر مخاطب قرار داده بود ـ اینک در بحث الف با شین نقطه دار اش بمعنی ضمیر واحد غائب آورد و جواب همانست که نبشته شد ـ اما ناظرین این اوراق را فرا یاد باشد، که این خطای دوم است، از صاحب برهان قاطع در تخطئهٔ حقیقت یک لفظ ـ

تنبیه : اشگرف، بفتح همزه و کاف فارسی، بمعنی نیکو و خوش آینده میگوید و بکسر همزه بمعنی سطبر و گنده و قوی می سراید و بمعنی شان و شوکت نیز میفرماید ـ یا رب

درین پنج معنی تفرقهٔ کسره و فتحه از کجا پیدا کرد - از اشگرف معنی سطبر و گنده و قوی چون فرا گرفت؟ لغت اصلی شگرفست، بشین منقوطه مکسوره، و بعد از پیوستن الف وصل اشگرف بکسرهٔ الف صورت می پذیرد - الف مفتوح دروغ و معنی سطبر و گنده و قوی تهمت محض - شگرف، بسین مکسور، و اشگرف، بهمزهٔ مکسور، بمعنی نادر و عجیب‌ست و صفت خوبی و ندرت می افتد - چنانکه فتح شگرف و شان شگرف و شوکت شگرف -

تنبیه : افزار را بمعنی کفش آورد - همانا راه بجایی نخواهد برد - تنها افزار همانست که در عرف هند اوزار گویند، بمعنی آله که جمع آن آلات است - هان پا افزار اسم کفش است، یعنی آلهٔ پا، چنانکه پاجامه اسم شلوار است یعنی جامهٔ پا - تنها جامه اسم شلوار و مجرد افزار اسم کفش چون تواند بود؟

برهان قاطع : افشار - با شین نقطه دار بر وزن دستار، بمعنی افشردن باشد، یعنی آب از چیزی بزور دست گرفتن - و ریزنده و ریختن پی در پی را نیز گویند - و بمعنی خلانیدن هم آمده است - و امر بدین معنی نیزهست یعنی بخلان و بیفشار و بریز - و بمعنی مدد و معاون و شریک و رفیق نیز گفته اند همچو دزد افشار - و نام طائفه ای هم‌هست از ترکان -

قاطع برهان: صیغهٔ امر را بمعنی مصدر و فاعل آوردن و پایان کار بسوی معنی امر ایما کردن سکهٔ اوست، آنرا تا کجا گویم - آنچه از گفتن آن گزیر نیست اینست که افشردن و فشردن بمعنی ریختن و خلانیدن زینهار نیست - و بیش از سه معنی ندارد: یکی از جامهٔ نمناک یا از میوهٔ تازه آب گرفتن، هندی آن نچوڑنا - دوم بزور و در آغوش گرفتن یا بشکنجه کشیدن، هندی آن بهیچنا - سه دیگر چون با قدم یا با پای استعمال کنند معنی استوار کردن دهد، هندی آن گاڑنا - این شوریده مغز ازین دو معنی صحیح یعنی در کنار گرفتن و استوار کردن قطع نظر کرد و دو معنی غریب یعنی ریختن و خلانیدن آورد - هر آئینه موافق مذهب وی فشار قبر که ترجمهٔ ضغطه است مُهمل افتاد - این مغلطه‌ها با آنکه آسان نیست آسان گرفتیم - افشار راجز صیغهٔ امر لغتی دیگر بمعنی ممد و معاون و شریک و رفیق از که آموخت و این را که گمراه کرد که دزد افشار سند آورد؟ حاشا که افشار بمعنی مددگار باشد، دزد افشار کسی را گویند که دزد را با مال بگیرد و چیزی از وی بزور بستاند و بگزارد - و این لفظ مرکب است از دزد و افشار که صیغهٔ امراست از افشردن، بمعنی افشرندهٔ دزد، ترجمهٔ آن در هندی چور کا نچوڑ نےوالا - یعنی چنانکه به پیچ و تاب دادن از جامهٔ نمناک آب گیرند

هم چنین مال از دزد گرفت - جواب توجیهات نادرهٔ معاونان خواجهٔ برهان دکنی را که در تصحیح و تسلیم برهان قاطع بکار میبرند بمشاهدهٔ لطایف غیبی که جامع آن سیف الحق میان داد خان سیاح اورنگ آبادی، رفیق نواب میر غلام بابا خان سورتی است، حواله میکنم - و اینکه نام طائفه از ترکان میفرماید نیز هرزه میلاید - افشار نام قومی است از مغول ایرانیه قجر مثلها -

تنبیه : آل - بضم اول، بمعنی او نشان میدهد و اسکندر را مخفف آلاساندرا یا معرب آلاساند را میگوید - ما میگوئیم که آلاساندرا اصل لغت و مخفف یا معرب آن اسکندر خبط و آل بمعنی او محل تامل -

تنبیه : الفاختن و الفختن و الفخت و الفخته و الفغدن و الفغده سه مصدر و دو مفعول و یکی ماضی از یک لفظ شش لغت تراشید و هر شش لغت غلط - ازانجمله الفاختن بر وزن افراختن و الفغدن و الفغده این سه لفظ را در خارج وجود نیست - الفختن مصدر و الفخت ماضی و الفخته مفعول این هر سه لغت موجود است، در معنی مرادف اندوختن و اندوخت و اندوخته، اما بفای مضموم بوزن افشردن و افشرد وافشرده، نه بفای مفتوح بر وزن افگندن و افگند

و افگنده -

تنبیه : ام یعنی همزهٔ مفتوح و میم را ضمیر متکلم گفت و این خطای سوم است و مثل هندی مشهور اینجا صادق -

تنبیه : انباردن و انبارده و انباشتن و انباشت خرد را کالیوه میکند که انباردن را با صیغهٔ مفعول ذکر کرد و ماضی را گذاشت - و انباشتن را با صیغهٔ ماضی نگاشت و درین بحث علم مفعولیت نیفراشت، مگر انباردن ماضی و انباشتن مفعول نداشت - از همه عجب تر آنکه پیش از همه انباردگی بمعنی انباشتگی آورد و اینقدر نفهمید که تا انباشته وجود نپذیرد انباشتگی که نظیر انباردگی آورده است از کجا صورت گیرد - ما میگوئیم که انباشتن مصدر اصلی‌ست و انبارد مضارع و انبار امر - و انباردن وجود از خود ندارد، مگر اینکه مصدری از مضارع بر آرند و آن موافق ضابطه انباریدن خواهد بود و انباردن مخفف آن - و انباردگی از عهد فردوسی تا ایندم در کلام اهل زبان نیامده - نهفته مماناد که بعد از صیغهٔ مفعول یای تحتانی می آورند، و های آنهای حرکت را که در صیغهٔ مفعول است به کاف پارسی بدل میکنند و معنی مصدری ازان فرا میگیرند - لیکن این حکم کلیه نیست، باشد که اکثریه باشد چنانکه ماندگی و رفتگی و گرفتگی گویند و گفتگی و آمدگی و آوردگی نگویند -

نگویند - استادگی و افتادگی گویند و نهادگی و دادگی نگویند -

تنبیه : انبوذن - بذال نقطه دار، می نگارد و معنی آن اصل کائنات و آفرینش می آرد - و از آفریدگار شرم ندارد - اگر بدال بی نقطه میگفتم، میگفت که صورت مصدر دارد - اکنون که بذال منقوطه نوشت چگویم که چیست؟ حقیقت اینست که انبوذن بذال نقطه دار نیست و بمعنی ماده و اصل کائنات زنهار نیست - اسم جامد نیست، مصدر است، بدال بی نقطه بر وزن افزودن، بمعنی بهم آوردن و بروی هم نهادن :

باغبانی بنفشه می انبود

یعنی گلهای بنفشه می چید و بر روی می نهاد - صاحب شرفنامه که فرهنگیست موسوم بدین اسم نخست انبودن بدال بی نقطه بمعنی چیدن می نویسد و سپس انبوذن بذال منقوطه بمعنی اصل و آفرینش مع الواو عاطفه می نگارد - اگر در لغات عربیه بدین معنی آمده باشد هر آئینه لغت عربی الاصل خواهد بود - ما را سخن دران رفته است که این لغت فارسی نیست -

برهان قاطع : انجلک - بر وزن مردمک، دانه باشد سیاه شبیهه به دانهٔ امرود و مغز سفید دارد و آن را

بخورند - خاصیتش آنست که هر چند فراش خیال جاروب سنبل بر جل خرسک ریش زند از پوست آن پاک نتوان کرد -

قاطع برهان : فقرهٔ آخر مگر کلام دیوست و آموزگار این بزرگوار همان دیو پر غریوست - هر گاه خوبی تحقیق چنان و حسن عبارت چنین باشد مقصود اصلی، که معلوم کردن مجهولاتست از برهان قاطع چگونه حاصل توان کرد؟ در برهان قاطع مطبوعه که ذکر آن در تنبیه متعلق بذکر اسطخر گذشت علمای صدر پائین ص ۷۷ رقم می فرمایند که ''از لفظ فراش خیال الی آخر ترجمهٔ لغت بی معنی و مخبط است،، فتم -

برهان قاطع : انجم روز - بکسر میم، کنایه از آفتاب عالمتاب است -

قاطع برهان : ستارهٔ روز و اختر روز شنیده ایم، انجم روز اسم آفتاب کس نشنیده باشد - اگر هم چنین تازی با پهلوی آمیختن داشت نجم روز می نگاشت نه انجم روز که انجم صیغهٔ جمعست و آفتاب مفرد -

تنبیه : اندا، انداوه اندایش، اندایشگر، اندایه، اندود، شش لغت از مشتقات جدا جدا در شش فصل آورد -

و پس از همه اندودن را که مصدر است در فصل هفتم نام برد - مشتقات اول سرودن و سپس مظهر مصدر بودن ازان بر راه بوده باشد، که آن دیو که رهنمای اوست در سویدای دلش افگنده باشد، که هستی آدم زاد پیش از وجود آدم است و وجود آدم از بنی آدم مؤخر - اگر گویند که این تقدیم و تاخیر از بهر رعایت لفظ سوم و چهارمست، گویم که آن لزوم مالایلزمست و تقدیم مصدر بر مشتقات لازم بل الزم -

تنبیه : انگسبه - بفتح اول و ثالث و سکون ثانی وسین بی نقطه و فتح بای ابجد، بمعنی برزگر سامان خداوند و جاهمند در یک فصل می‌نویسد و در فصل دیگر **انگشته** بر وزن خرپشته، هم بدین معنی رقم می‌زند - چون میدان تصحیف خوانی فراخست کاش از بوم دکن دگری بر خیزد و گوید که صحیح ایکسیه است، بالف مکسور و یای مجهول و کاف عربی مضموم بر وزن بی خصیه -

تنبیه : در قاطع برهان منطبعه اودر[۱] بسکون ثالث، مرقوم است و حرف ثالث همان دال ابجد است که برای

---

۱ - اودر - بفتح اول و سکون ثانی و کسر ثالث و رای بی نقطهٔ ساکن، برادر پدر باشد که بعربی عم گویند (برهان قاطع باهتمام دکتر محمد معین) -

قرشت می پیوندد - و چون آن را ساکن گفت گویی اجتماع ساکنین روا داشت - اگر سهو کاپی نگار نیست وای بر جان جامع لغات -

تنبیه : اورند - بر وزن سوگند، باوجود معنی دیگر می نویسد که رودخانهٔ عظیم و بزرگ را نیز گویند، مطلقاً همچو رود نیل و دجلهٔ بغداد و امثال آنها، و بمعنی دریا هم بنظر آمده است که بعربی بحر خوانند - تفصیل و تحقیق این لغت در شرح لغت آروند نوشتیم - این جا همین قدر می پرسیم که مگر رودخانه دیگرست و بحر و دریا دیگر؟ رود نیل و دجلهٔ بغداد را بحر و دریا نتوان گفت یا بحار دیگر و دریاهای دگر را رودخانه نام نتوان نهاد - آیا بگیتی کار دیگر نبود که این بزرگ را هوای فرهنگ نگاری در سر پیچید - حقیقت جو هر لفظ بدین گونه خاطر نشان خویش توان کرد که اورند قلب اروند ست که بفتحه نخستین و سومین می آید و رای قرشت به لام مبدل میگردد - و چنانکه پیش ازین نوشتیم استعارهٔ فر و شوکت و وقار وعظمت نیز دارد -

برهان قاطع : اوستاد - بر وزن نوش باد، دانندهٔ و آموزانندهٔ علمی و عملی بود از امور جزوی و کلی -

قاطع برهان : لفظ اوستاد نظر بکمال شهرت بذکر هم احتیاج نداشت، چه جای آن که هموزن آن باید آورد - و آنگاه هموزن بدان خوبی که گروها گروه مردم از عوام مثل آهنگر و زرگر و جولاهه و بوریا باف و نغمه سرایان و رقاصان و اطفال ابجد خوان، تا کجا گویم، جز معدودی چند از بیابانیان و کوهستانیان همه دانند، که اوستاد اسم کیست و بسیاری ازینان ندانند که نوش‌باد چیست -

برهان قاطع : اویژه - با زای فارسی بر وزن همیشه، خلاصه و خاصه و پاک و پاکیزه را گویند و شراب انگوری را نیز گفته اند و باین معنی با زای هوز هم هست -

قاطع برهان : اویژه، با زای هوز، هرگز نیست و نه اسم شراب است و نه صفت شراب - دیگر اویژه گفتن و پاک و پاکیزه مراد داشتن بدان ماند که بول گویند و گلاب خواهند - تفصیل بطریق اجمال آنکه ویژه لفظ فارسی قدیم است بمعنی پاک و پاکیزه و بجای خصوصاً و علی‌الخصوص نیز مستعمل شود - هم چنین پارسیان را الفی‌ست، جز الف وصل، که افادهٔ معنی نفی کند، چنانکه جنبان بمعنی متحرک و اجنبان بمعنی ساکن و اجفت بمعنی طاق آرند - و خواستی را ترجمهٔ ارادی و اخواستی را

ترجمهٔ غیر ارادی دانند - و این الف در حرکت پیرو حرف مابعد خود نباشد و پیوسته مفتوح بود - لاجرم چنانکه ویژه پاک را گویند، اویژه ناپاک را گویند که بیچاره بگمان الف وصل پیش پا خورد و اویژه را چون اشتر و شتر همان ویژه گمان کرد - و بدین رقص الجمل پس گردان خود را از راه برد - لغت اگر تنها بهر دانستن است و بس هر آئینه می پرسم که مگر غلط دانستن مذموم نیست؟ و اگر برای آنست که در نظم و نثر بکار رود بجای پاک ناپاک چسان توان نوشت، و از نجس معنی طاهر و از اویژه مفهوم ویژه چون توان گرفت؟ یاران باور کنند و اگر تعصب ورزند بلا تشبیهی گویند پذیرفتن قول صاحب برهان قاطع بپرستیدن گوساله و انکار من بمنع هارون از آن کردار ماند و آزردن قوم از من همان معاملهٔ بنی اسرائیل است با هارون -

برهان قاطع : ایثار بخش - با ثای مثلثه و خای نقطه دار بر وزن بیمار نقش، هوشنگ پسر سیامک را گویند -

برهان قاطع : هم وزن مهمل و لغو، کاش بجای بیمار نقش دینار بخش یا دیدار بخش می گفت - قطع نظر

ازین خبط ایثاربخش اسم هوشنگ چگونه تواند بود؟ درآن روزگار و در آن مردم ثای مثلثه کجا بود - قطع نظر ازین هم ایثاربخش چه معنی دارد؟ گرفتم که دران عهد نیز ایثار بمعنی بخشش مستعمل بود، بخش را معنی چیست؟ بخشی در ترکی بمعنی نیک می آید و پیشدادیان که هوشنگ نیز از آنانست نه عربی میدانستند نه ترکی - سیامک که پادشاه بود و بقول ساسان پنجم که مترجم دساتیر است پیمبر ناسور نامه‌آور نیز بوده است - در تسمیهٔ پسر خود طرفه رنگ آمیزی بکار برد - یک لفظ از ترکی گرفت و یای تحتانی ازان بر انداخت و ماقبل وی لفظ عربی آورد - و بخشش نیک معنی این لفظ مرکب اندیشید، لا حول و لا قوة الا بالله -

تنبیه : در بحث همزه با تحتانی ایر، بالف مفتوح به تحتانی زده، آلت تناسل را میگوید - و در بحث همزه با بای موحده ابر، بفتحتین، که ترجمهٔ علی و مزید علیه بر مشهورست، نیز نام آلت تناسل می گیرد - گویی هر جا همین عضو را می بینند -

قاطع برهان : باختر با تای قرشت بر وزن کاشغر، مغرب را گویند - و بمعنی مشرق هم آمده است -

برهان قاطع : باختر را از اضداد شمردن و بمعنی مشرق نیز گمان بردن علت غائی وضع لفظ را که حصول علم و یقین‌ست از میان برد - مثلاً در کتابی دیدیم که فلان ده باختر سوی فلان شهرست - حال آنکه ما آن شهر و آن ده را ندیده‌ایم چگونه دانیم که کدام سوست؟ یا آنکه ما بشکار میرویم و یکی ما را آگهی داد که باختر سوی فلان موضع، زیر درختی، اژدهای خفته است و آدم و چاروا را از دور بدم در می‌کشد - ما که از روی برهان‌قاطع باختر را به معنی مشرق نیز مسلم داشته‌ایم خود را از رفتن کدام جانب نگاه داریم؟ نی، نی، خاور بمعنی مشرقست و باختر بمعنی مغرب و قول دکنی مردود - جامع لطایف غیبی درین باره سخنهای محققانه آورده است - هر که خواهد آن را بنگرد، اما انصاف ورزد نه تعصب -

برهان قاطع : باد پران - به تشدید رای قرشت، بمعنی باد پر است و آن شخصی باشد که پیوسته از خود گوید -

قاطع برهان : کیست تا مرا بفهماند که باد پر لغت کدامین کشور است و این نیز بگوید که پیوسته از خود

گفتن چه معنی دارد؟ و مردم از خود هم می گویند و از دیگران هم میگویند - بعد از تامل بسیار چنان در دل فرود آمد که از خود گفتن لاف و گزاف و خود نمائی و خود ستائی باشد - و این خود معنی بادپران نیست - بادپران در معنی مرادف باد خوان و باد فروش است - یعنی مردم ستای و خوشامد گوی - فرق درین سه لفظ جز این قدر نیست که باد خوان و باد فروش آن را خوانند که ستایش و خوشامد پیشهٔ خویش کند و جز این هنری نداشته باشد، و آن را در هندی بهاٹ گویند - و بادپران آن را نامند که ستایش آئین وی باشد نه پیشه، چنانکه ندیمان امیران را ستایند - و تشدید رای مهمله درین لفظ نه ضروری‌ست نه ممنوع بلکه به تخفیف افصح است، ظهوری فرماید :

فـرد :

در کوی تو پرواز کنان بلبل و قمری
گل بادپران، سرو هوادار ندارد

تنبیه : دوستان را اگر جگر تشنگی تحقیق است، هر لفظ که از برهان قاطع درین تنبیه نشان میدهم، در بیانهای صاحب برهان قاطع بنگرند - سپس بسراپای گفتار من گذرند - در بحث بای موحده با بای فارسی طرفه دراز نفسی

و بلهوسی بکار برد، و شش لغت از شش جهت گرد آورد: بپای، بپریشد، بپساویدن، بپسودان، بپسودن، بپگن - ازانجمله لفظ چهارم که بپسودان‌ست، و جامع لغات آن را بر وزن دل‌سوزان نوشته، کلام جنات است - بر زبان هیچ آدم زاد نه گزشته باشد - بپای صیغهٔ امرست از پائیدن باضافهٔ بای زائده - همه کس داند که بای زائده از اجزای اصلی صیغهٔ امر نیست - بپریشد صیغهٔ مضارع است از پریشیدن و پریشیدن خود مصدر اصلی حقیقی نیست - از بهر ضرورت یا برای تفنن پریشان را، که اسم جامدست، متصرف ساخته‌اند - اول این مصدر باید ساخت تا پریشد مضارع حاصل آید - آنگاه بای زائده باید افزود تا این خانه خراب لغت وجود پذیرد - بپساویدن همان زبان کوه قاف و گفتار سکنهٔ آن اطراف است - آری بپسودن پسودن است باضافهٔ بای زائده - و آوردن بای زائده در مصادر مسموع نیست بلکه ممنوعست - بپگن مبدل بفگن است که آن صیغهٔ امر است از افگندن، بای موحده زاید است، چنانکه خود موسوم ببای زائد است - سخن درازی می پذیرد تا حقیقت لفظ در اندیشه جای گیرد - افگندن، بفتح همزه و فتحه کاف عربی، مصدری‌ست پارسی و آن را اپکندن نیز نویسند و مبدل آن اوکندن است، بلکه اوژندن - نیز چنان که شیرافگن را شیراوژن نویسند - در صورت اول مضارع افگند خواهد آمد و باز

اوکند و اپکند و اوژند هر چهار بحرکت اول ثالث - اکنون از محمد حسین دکنی می پرسم که این دو لغت غلط یعنی بپسودان و بپساویدن از کجا دریوزه کرد وصیغهٔ امر و صیغهٔ مضارع لغت مستقل چگونه قرار یافت؟ و باز باضافهٔ بای زائده لغتی دیگر چسان هستی پذیرفت؟ مگرو و دیگر است و برو دیگر، رود دیگر است و برود دیگر - هان صیغه های ماضی و مضارع و امر را باضافهٔ بای موحده می نویسند و بدین افزایش دوئی صورت نمی بندد - نوشتن مصدر باضافهٔ بای موحده از ائمه فن کلام که روا داشته است؟ دیگر خنده می آید، که اگرهم چنین بهر سیرابی فصل بای عربی با بای فارسی مضارعی را به افزایش بای موحده بایستی آورد در بند ایلاوس یعنی انقباض طبع چرا فرو ماند و بپریشد - چرا از دهن فرو ریخت؟ مگر بپیزد و بپژد و بپوشد و بپوید و بپاید و بپاشد و بپسندد و بپراند مفید مدعای وی نبود؟ گویند این الفاظ را بسبب شهرت حقیر شمرد - گوئیم از آسوده و آشفته آسان تر و مشهور تر نخواهد بود که این هر دو مفعول را در بحث الف ممدوده گنجانده است -

تنبیه : نخست در یک فصل، بعد قدری نشخوار، بتا را، ببای موحده مکسوره، بمعنی بگذار نوشت یعنی امر از گذاشتن - سپس در فصل دگر بتائیدن، بر وزن گرائیدن بمعنی گذاشتن آورد - و گذار و گذاشتن را بگذار و بگذاشتن

نوشت - گوئی بگذار و بگذاشتن معنی نداشت - و چون پدید آمد که این عامی اعمی مصادر را بی شمول بای زائده نمی نویسد، چگونه دانیم که بای موحده در بتائیدن اصلی‌ست یا زاید؟ و بتا که صیغهٔ امراست هم ازین مصدر مشتبه ماند که بتاست یا همان - تا درینجا مراد ما نه آنست که بتائیدن در فارسی بدین معنی نیامده است، اعتراض بر طرز گزارش است، ورنه در بتائیدن بای موحده اصلی‌ست -

برهان قاطع : بتکده - بمعنی بتخانه باشد، چه کده بمعنی خانه هم آمده است -

قاطع برهان : ای خدا بتکده را که نمیداند و اینکه می لاید که کده بمعنی خانه هم آمده است مگر کده معانی دیگر نیز دارد -

تنبیه : بختو، ببای موحده مضموم و تای فوقانی مضموم و بختور باضافهٔ رای قرشت در آخر و بختوه به در آمدن های هوز بجای رای قرشت و باز بخنو با نون به تغیر اعراب، بوزن پرتو این چهار لفظ را بدین چهار صورت بمعنی رعد نوشت، و در یک جا بچشم داشت - توضیح رعد را باضافه برادر برق یاد کرد - و در فصل پنجم بخنوه ببای موحده و نون مضموم و های هوز در آخر بمعنی برق که بقول خودش خواهر رعد تواند بود آورد - و بفتح

اول و ثالث و رابع هم روا داشت - یعنی بخنوه بر وزن مضحکه - چه مایه خون خورده باشم تا بمشاهدهٔ این بی ربطی زبان را از دشنام نگاهداشته باشم - ظریفان جسبةلله چون باظهار صاحب برهان بخنو بر وزن پرتو نام رعد برادر برق است و برق را که بقول خودش خواهر رعد است بخنوه بر وزن پرتوه می نامد هر آئینه میدانسته باشد که تای فوقانی علامت تانیث ست و تفرقه و تمیز قاعدهٔ عربی و آئین پارسی خود آئین وی نیست - برادر را بخنو نام نهاد و خواهرش را بخنوه - عبارتی که صاحب شرفنامه در معنی این لغت مینویسد بعینه نقل میکنم و هی هذا: بخنوه - بضم با، برق و بفتح با و نون، نیز آمده، فتم -

تنبیه - بخس، بخسان، بخساند، بخسانیدن، بخسی، بخسید، بخسیدن، بخسیده همه بسین ساده، هم بدین تقدیم و تاخیر، هشت لغت در هشت فصل بزبان رفت و سراسر یک صفحه بزبان رفت - تاب آن کجاست که به بحث چگونگی معنی گرایم؟ ناچار از در بازپرس حقیقت الفاظ در می آیم - تمیز چنان میخواهد که بخسیدن و بخسیده و بخس فعل لازمی باشد و بخسی از باب مضارع صیغهٔ واحد حاضر باشد و بخسانیدن و بخساند و بخسان فعل متعدی بود - این مرد بوالعجب بخسی را

لباس معنی مفعولیت پوشانید - همانا چون در هندی زبان یای تحتانی علامت تانیث است - و تانیث مفعولیت می‌خواهد - بخسی را، که آخر آن مبنی بر یای تحتانی است مفعول اندیشید و باقی لازمی و متعدی را درهم آمیخت و طرفه معجونی ساخت - و پژمرده و گداخته و چین چین گردیده معنی نوشت - تفرقهٔ لازمی مصدر و مضارع و امر خود آئین وی نیست - کاش آن جنی، که بوی این لغت می‌آموخت، بمن آشنا شود، تا ازو پرسم: که این لغات آفریدهٔ سپیددیو است یا بهم آوردهٔ ارژنگ دیو؟ و این چین چین گردیده چیست و چه معنی دارد؟ نگرندگان این عبارت خدا را پس از نگرستن این عبارت گفتار برهان قاطع که دربارهٔ این الفاظ است نیز نگرید، تا افزایش ذوق روی دهد - و وقت نگرستن ''چین چین گردیده،، نیز در نظر باشد - حقیقت لفظ جز این نیست که پخسیدن، بیای فارسی مفتوح و سین مهمله مکسور بر وزن بخشیدن، بمعنی پژمردن است، از گرمی باد سموم و تف آتش تیز و پخساندن، و پخسانیدن، باضافهٔ تحتانی، متعدی آن - هله! ای جویندگان حقیقت و ای جدا کنندگان حق از باطل! پوستی را که از تاب آفتاب و تف آتش دژم گردد پر آژنگ گویند که جهری هندی آنست - چین و شکن درین مقام ند

گنجد - آن برای جبین و ابروی و موی و جامه و کاغذ موضوع است -

برهان قاطع : بخش - بر وزن کفش، حصه و بهره باشد - و ماهی را نیز گویند که بعربی حوت باشد - بمعنی برج هم هست، خواه برج کبوتر خواه برج قلعه خواه برج فلک -

قاطع برهان : غالب گوید مگر رخش بر وزن بخش نبود که کفش آورد - همانا همین را درخور دانست معهذا ننوشت و همی بایست نوشت که صیغهٔ امر است از بخشیدن - بالجمله بمعنی حصه و بهره مسلم و بمعنی ماهی سند میخواهد و بمعنی برج زینهار نیست - این نابینا جای دیده است که فلک را به دوازده بخش کرده اند و بخش را برج نامند - گمان کرد که بخش برج را گویند - یا چنین دیده است که بخش به معنی بهره و برخ ست و برج فهمیده است - بحیرتم که درین تصحیف خوانی نرخ را چرا فراموش کرد -

تنبیه : بر پروشان -بوزن پرده پوشان، به معنی امت، میفرماید - هموزن را بمیزان نظر باید سنجید - بر پروشان از پرده پوشان در وزن بمقدار یک های هوز کم است - یکی از معتقدان این کتاب گفت : که قصور کاپی نویس است

که بای فارسی را با رای بی نقطه متصل نوشت - اگر بدین صورت بر په‌روشان نوشتی در وزن برابر آمدی - گفتم: یاد دار برسان بمعنی است آمده، اما بی مضاف الیه نیارند، یعنی برسان فلان نبی و آن خود پیداست که بر بمعنی علی و سان بمعنی طرز و اسلوب است - ضرورت وزن نظم لغت را صورت دیگر نمی تواند بخشید - چنانکه پاداش و بالشت همان پاداش و بالش است و تبدل شین نقطه دار وشین بی‌نقطه باهم دگر اصلی‌ست محکم - در ضوابط زبان ایران لاجرم بر پروشان همان برسانست به اضافهٔ حرفی چند در وسط و تبدل سین سعفص بشین قرشت -

تنبیه: برخ، بر وزن چرخ، نوشت و در معنی از بهر آن در هم سرشت - چهار مرادف همدیگر و دوی دیگر مرادف یکدیگر - و مخالف آن هر چهار و چهار دگر نه باین شش معنی موافق و نه باهمدیگر متحد و مرادف - اما آن چهار مرادف یکدیگر پاره، حصه، بهره، لخت و آن دو مرادف همدگر تالاب و استخر و آن چهار دیگر برق، ماهی، سرشک آتش، شبنم - یارب این برهان است یاهذیان! حاشا که این لفظ ثلاثی تاب تحمل ده معنی تواند آورد - کس گمان نبرد که ده پانزده معنی بهریک لفظ جایز ندارم - بار را و هم چنین رنگ را معانی بسیارست - کلام در

برخست که بمعنی پاره و لختست و برخی به معنی لختی و پاره ای و باقی همه خرافات -

تنبیه : برزکار، برز گر، برزه، برزه‌کار، برزه‌گر، برزیگر - این یک لغت را در شش فصل بمعنی مزارع آورد، حال آنکه برزه و برزگر صحیح است و برزکار بحکم قیاس گمان جواز دارد - و برزیگر محض غلط و برزه گر بمعنی آفریننده و سازندۀ مزارع می تواند بود نه به‌معنی مزارع - با آنکه از برز شش شاخ رست، دلش نیاسود - و در فصل بای موحده با زای هوز بزرا، بر وزن خرپا، بمعنی کشاورز آورد - به تقدیم زای منقوطه بر رای بی نقطه تصحیف خوانی نمود - زنهار! هزار زنهار!! بزره، به تقدیم زای هوز، هیچ معنی ندارد - برز، که قافیۀ آرز و مرزست، در فارسی بمعنی زراعت آمده است - برزه و برزگر اسم فاعل زراعت است، چنانکه ناصرخسرو علوی فرماید :

چو ورزه، به ابکار بیرون رود
یکی نان بگیرد، بزیر بغل

دیگری سراید :

برزگری داشت یکی تازه باغ

در شعر اول ورزه مبدل منه برزه است و ابکار مخفف آبکار و آبکار مقلوب کار آب - حاصل آن که چون کشاورز بهر آب دادن کشت از ده بدشت میرود نان به خود میبرد - و این از اتفاقات است که بذر، بذال ثخذ بوزن و صورت نذر، در عربی تخم را گویند و هم ازین جاست که دبیران روزگار هر کجا برزگر دیده اند بذرگر نوشته اند - باری اگر مغالطه هم افتاد، اهمال روی نداد - و این لغت آفرین لغتی دیگر زاد، مثل شتر گاو پلنگ که جانوریست مشهور که در ترکیب بدین هر سه ماند و ازین هر سه بیرون‌ست -

تنبیه : بزدائیدن و بزدودن، به اضافهٔ بای عربی، مگر فارسی دکن است - ورنه زدودن مصدر اصلی‌ست و زدائیدن مصدر مضارعی اما قیاسی نه سماعی -

برهان قاطع : بزله - بفتح اول و لام و سکون ثانی، سخنان شیرین و لطیف را گویند -

قاطع برهان : این هیچمدان چنان میداند که بزله بدین معنی لغت تازی‌ست و املای آن بذال ثخذ است نه بزای هوز - اما چون من محقق لغات عربی نیستم درین باب سکوت می ورزم تا دانایان چه فرمانید -

برهان قاطع: بسمل - بکسر اول و میم و سکون ثانی و لام، هر چیز که آن را ذبح کرده باشند یعنی سر بریده باشند - و بشمشیر کشته شده را نیز گویند - و وجهٔ تسمیه اش آنست که در وقت ذبح کردن بسم‌الله می گویند و مردم صاحب حلم و بردبار را هم گفته اند -

قاطع برهان: آرزو دارم که جامع برهان قاطع را شبی در خواب بنگرم تا بپرسم که چیز که آن را ذبح کرده باشند چه معنی دارد؟ ذبح برای جانداران است، نه از بهر اشیاء - دیگر آن پرسم که ذبح عبارت از گلو بریدن است، اینکه توضیح ذبح بسر بریدن کرده ای چه معنی دارد؟ باز گویم که بشمشیر کشته شده را بسمل گفته ای و وجه تسمیهٔ بسمل آن قرار داده ای که وقت ذبح کردن بسم الله گویند، خدا را بفرمای که هنگام شمشیر زدن بسم الله که می گوید و در وقت ذبح جز اهل اسلام تکبیر که می گوید؟ چون تو خود میگویی که بسمل آنرا می گویند که حین ذبح بسم‌الله گویند، لاجرم باید که هر که بشمشیر کشته شود بسمل نباشد - و ذبیحهٔ اقوام دگر جز مسلمین بسمل نباشد و آنکه جز تیغ به اسلحهٔ دیگر کشته و خسته شود بسمل نباشد؟ پس ازین همه پرسش گویم که ای بی خرد، لفظ بسمل مخترع فقهای اهل اسلام نیست که بهر این معنی خاص وضع کرده باشند - لغتی‌ست

باستانی و لفظی‌ست قدیم، چنانکه خرد گواه است که وضع لفظ بسمل پیش از ظهور جلوهٔ بسم‌الله است - لا جرم پارسیان از عهد کیومرث تا عصر یزدجرد، چون رسم ذبح و گفتن بسم‌الله نبود، جاندار خسته و گلوبریده را چه میگفته باشند؟ اگر گوید بسمل لفظ مستحدث است، گوئیم: مسلم، لیکن قرار دهندگان و لفظ آفرینندگان را هرگز این وجه تسمیه در ضمیر نگذشته باشد - چون این حکایت انجام پذیر شود پرسم، که از عصر رودگی و فردوسی تا آن زمانه که تو در آن بوده ای، بسمل بمعنی مردم صاحب حلم و بردبار در کلام کدام سخنور دیده ای؟ طوبی لک ای دکنی گردن زدنی! طرفه طالع قوی با خویش آورده ای که زیرکان هند گفتار ترا مسلم می دارند و سند می شمارند - مولوی نجف علی قاضی زادهٔ جهجر در دافع هذیان همدرین بحث جامع محرق قاطع را نظر به گفتارهای بی‌معنی وی از دائرهٔ آدمیت برون رانده است، چنانکه صاحب نظران بمشاهدهٔ آن عبارت نشاط خواهند ورزید - دافع هذیان رساله ایست موجز، تالیف حضرت مولوی معنوی ممدوح -

تنبیه: بسیج، بسیجد، بسیجنده، بسیجیدن، بسیجیده، پنج لغت از یک ماده آوردن خوی اوست، اما ازین مغلطه

آگهی دادن نیکوست که این بحث سراسر بجیم فارسی‌ست نه بجیم عربی -

تنبیه : بشگوفه بافزایش بای موحده می طرازد و میگوید که به معنی شگوفه و بهار درخت - سبحان‌الله! کار از افعال گذشت - در اسما نیز بای موحده شامل گشت - شگوفه را بشگوفه سرودن معرف دیوانگی خویش بودن‌ست - فردوسی جائیکه شهزاده اسفندیار با رستم گرد هم سخن‌ست از زبان خسرو زاده میگوید :

فرستم ترا سوی زابلستان
بهنگام اشگوفهٔ گلستان

همان شگوفه است، نه لغتی دیگر - بحسب ضرورت شعر شگوفه را بافزایش الف وصل اشگوفه نوشت، چون استم و اشکم که ستم و شکم است - حاشا که فردوسی شگوفه را بشگوفه گوید - و کاتبان قافله در قافله غلط رفتند تا در نظم فردوسی هم چنان ماند -

تنبیه : بشنژه - بضم اول و فتح زای فارسی، بمعنی چنگالی می نویسد و باز میفرماید که بفتح اول و زای هوز بر وزن مضمضه هم آمده است -

او خویشتن گمست کرا رهبری کند

قطع نظر از نامشخص بودن اعراب، چنگالی مالیده را گویند - ملیده مخفف آنست، و همین شهرت دارد - بشنژه لغتی‌ست غریب و معهذا اعراب مجهول، هرآئینه در حقیقت لفظ کلام نمی توانم کرد -

تنبیه : بوشاسپ و بوشپاس به معنی خواب آورد و رای صواب آورد - کاش این نیز اندیشیده باشد که دو لغت نیست، یک‌لغت است، که بصنعت قلب دو صورت پذیرفته است، مانند پلارک و پرالک و کنار و کران و نیام و میان - ما را سخن درانست که در فصل کاف عربی مع الواو کوشاسب ببای موحده آورد و کابوس و احتلام دو معنی دیگر افزود - و در فصل کاف فارسی مع الواو مکرر نگاشت - و آخر لغت را معنی بر بای فارسی داشت - تا اینها که می نگارد از کجا می آرد - سخن اینست که بوشاسپ و بوشپاس قلب همدگر و در معنی ترجمهٔ رویاست - کوشاسب و گوشاسپ هذیان و بمعنی کابوس غلط و بمعنی احتلام وسوسهٔ شیطان -

تنبیه : در پایان صفحهٔ یک صد و چهل و دوم در بیان موحده با واو بوزیدان را بوزن خوری‌خان می‌نویسد - هر آئینه معنی خوری‌خان از که پرسیده شود مگر نام یکی از اجداد امجاد مولانا برهان‌الدین بوده باشد -

تنبیه : دیده وران جسبة" لله فصل بای موحده مع الیای تحتانی را نگرید - بی آب و بی بها و بیباک و بی بهره و بی بی و بیجوهر و بی خویش و بی خویشتن و بیداد و بیست و بیم و بیمار و بینا و بینائی و بیننده و بی نمک و بیوه و بیهده و بیهوده این نوزده لفظ مشهوره را که زبان زد خاص و عوام است نوزده لغت قرار داد - و بیاغاریدن و بیاغاشت را، با آنکه در بیان الف ممدوده آورده بود، درین جا باضافهٔ بای زائده باز آورد - و بیختن و بیخته و بیوسید و بیوسیدن و بیوکندن از پیش خویش افزود - و بیغار و بیغاره را با آنکه در فصل بای فارسی خواهد نوشت این جا بموحده آورد، تا یک لغت افزون شود - و ببغا که مع هر دو موحده پیشی ازین رقم زده است این جا بموحده و تحتانی باز رقم زد - من نمی گویم که چه باید گفت، اما از حق نباید گذشت -

برهان قاطع : پاچایه - بفتح تحتانی، پلیدی و نجاست هر دو را گویند که بول و غایط باشد -

قاطع برهان : هیچ کس نمی بیند که از دهان این مرد چه فرو میریزد - پاچایه بجیم فارسی :

زهی تصور باطل زهی خیال محال

و آنگاه بمعنی بول و غایط - حاشا، ثم حاشا، هان! دانشوران و لغت گرد آوران، پاجایه، بجیم تازی، اسم مستراحست و اینکه در عرف مستراح را پاخانه گویند همان تصحیف پاجایه است که شهرت یافت -

برهان قاطع : پازاچ - با زای هوز و جیم فارسی بر وزن تاراج، دایهٔ شیر دهنده و ماماچه را گویند و بعربی قابله و مرضعه خوانند -

قاطع برهان : هی، هی، پازاچ دایهٔ شیر دهنده را کجا گویند؟ پاژاچ زنی را گویند که خدمت زنان باردار کند و بچه از شکم برون آرد - و در عربی آنرا قابله گویند و در هندی دائی جنائی - و زن شیر دهنده را در عربی مرضعه و در فارسی دایه و در هندی دائی و دهائی بدال مختلط التلفظ به های هوز، و در روزمرهٔ اردو انا گویند - بر وزن بنا که مرادف معمارست -

برهان قاطع : پاسبان طارم نهم، کنایه از کوکب زحل است -

قاطع برهان : جای زحل بر فلک هفتم است نه بر فلک نهم - فلک نهم و طارم نهم عرش است و بر

عرش از ثابت و سیار نشان نیست - زحل طارم خود را چگونه گذاشت و از طارم هشتم که کرسی آن را گویند چسان گذشت که بپاسبانی طارم نهم سرفراز گشت؟ دکنی در دیباچه میگوید که من ناقلم نه واضع - ما هم بشنویم که جز این بزرگ بول و براز پاچایه و زن شیر دهنده را پازاچ و زحل را پاسبان طارم نهم که گفته است - و این که سه لغت را نام برده ایم اختصار است نه انحصار -

تنبیه : پادیر، بدال ساده و پاذیر، بذال منقوطه و پازیر، بزای هوز، یک لغت را در سه فصل بیک معنی آورد، تا کدام لغت صحیح است - اصل این که پادیر بدال بی نقطه چوبی را گویند که در زیر سقف شکسته نهند و آن را در هندی اڑواڑ گویند - زای زاری و ذال ذلت این جا کار ندارد -

برهان قاطع : پالوایه - بر وزن چارخایه، پوستوک باشد -

قاطع برهان : مگر چارپایه هموزن نتوانست شد که چار خایه آورد - مسکین چه کند، هر چه در نظر داشت نوشت - آری در یک فرهنگ پالوان و پالوانه، هر دو بنون،

اسم طائری سیاه رنگ می نویسد که غیر پرستوک است -

تنبیه : در یک فصل پادیاب، بدال ابجد و بای ابجد، آورد و در فصل دگر بجای بای موحده با واو آورد - چون تبدیل بای موحده با واو در لغات پارسی آئین‌ست جز اینکه یک لغت را دو جا نوشت خطای نیست - سپس در فصل سوم پاد را که بدال بود پاو بواو گفت و فرمود که درهندی پای را گویند که عربان رجل خوانند - یا رب این چغد کدام ویرانه و غول کدامین بیابان‌ست؟ پای را در هندی پانو گویند که با گانو قافیه تواند شد، نه پاو که قافیهٔ گاو باشد - آری پاؤ بدین وزن ترجمهٔ ربع است - حال اصل لغت این‌ست که پادیاب و پادیاو و هر دو لغت بدال ابجد، اول ببای موحده در آخر، دوم بواو در آخر در زبان فارسی قدیم شست و شو را گویند و بس -

تنبیه : نگرندگان را فرا یاد خواهد بود که در فصل بای تازی با بای پهلوی بپریشد آوره است و آن نه لغتی‌ست مستقل و صحیح، بلکه پریشیدن مصدری در خیال آفرید و مضارع آن را بای زایده بهم دوخت - اکنون در فصل بای فارسی با بای فارسی پپریشد آورد و پیداست که

بای نخستین نه اصلی‌ست نه زائد - هر آئینه بحیرتم که این لغت را از که نقل کرده است مگر از ارنائیس دیو، که ذکر آن در داستان حمزه می آید، آموخته باشد -

تنبیـــه : پخچ، پخچود، پخچوده، پخچیدن، پخچیده، پخس، بسین نحس، پخسان، بسین منحوس، پخش، بشین شیطان، پخشا، بشین شریر، پخشود، بشین شک، پخشوده، بشین شبهه، پخشید، بشین شرک، پخشیدن بشین دشنام، پخشیده، بشین شلوار، چهارده لغت بیک معنی در چهارده فصل نوشت - و پیش ازین چهارده فصل در یک فصل پخت، به تای، لغت نوشته‌است - گوئی پانزده جا بروی صفحه نشسته است - کس نه سگالد که همین پانزده فصلست و بس - در میان بای پهلوی بیشتر ازین الفاظ بی معنی هم بدین معنی آورده است تا معتقدان برهان قاطع چه تاویل فرمایند؟ گفتار من در زشتی هنجار بیان‌ست که مشتقات را برعایت لفظ سوم و چهارم سلسله در سلساه و قافله دو قافله تا کجا میدواند - پخچیدن بمعنی با زمین هموار شدن چیزی است که آن را بزور بر زمین زده باشند و پخشیدن مبدل منه - آن حقیقت جوهر لفظ اینست و دیگر هذیان -

تنبیه : در بیان بای فارسی چون نوبت بفصل ذال

ثخذ رسید، دست و پا گم کرد و پذرفتن را آلهٔ حصول مدعا اندیشیده بزور گرفت و دوازده لغت از وی بدر کشید - گرفتم که در پذرفتن و پذیرفتن ذال عربی بجای زای هوز مظنون جمهور است، از مشتقات یک مصدر هر صیغه را لغتی مستقل دانستن کدام عقل و شعور است؟

تنبیه: بپریشد آورد و پپریشد بهر دو بای فارسی آورد و باز در بحث بای پارسی مع الراء پراش، پراشید، پراشیدن، پراشیده در چار فصل بی فاصله و باز بعد بُعد فصلی چند پریش، پریشد، پریش، پریشید، پریشیدن، پریشیده در شش فصل شرح کرد و از پپریشد که نخستین لغت است تا پریشیده که انجام پریشانی باوست همه در معنی متحد -

تنبیه: پری افسای و پریخوان را مرادف همدگر گفت و راست گفت - همانا پری افسای و پری خوان کسی را گویند که علم تسخیر جنات داشته باشد، لیکن در پری‌گرفته و پریدار سر رشته گم کرد و هر دو را یکی پنداشت، حال آنکه در معنی این دو لفظ تفاوت بسیار است - پری زده و پری‌گرفته کسی را گویند که ارواح خبیثه او را بقهر و تسلط فروگیرند - لاجرم این چنین کس پیوسته

رنجور و مجنون و بیخود باشد، بلکه بسا مردم درین رنج بمیرند - و در عرف این علت را آسیب نامند - و پریدار آنست که یکی از ارواح خبیثه با وی یار شده باشد و او معرکه گیری کند و بساطی گسترد و گل بر افشاند و بصدای دف و دهل برقص آید و سر جنباند - و دران حالت از مکنونات ضمیر مردم خبر دهد و ظهور این حالت از بهر وی اختیاری باشد - هر گاه خواهد چنین کند ورنه دایم هوشمند باشد و بکارهای دنیا پردازد -

تنبیه : پنده، ببای فارسی مکسور- بمعنی قطرهٔ آب نوشت و غلط کرد - این لغت ببای مکسور نیست، بلکه ببای موحده مضموم است - بنده بر وزن گنده و بند بر وزن تند، چنانکه بوند در هندی باندک تغیر از توافق لسانین است -

تنبیه : پوله، بر وزن لوله با ثانی مجهول، خربزهٔ مضمحل را نوشت - چون در هندی نیز بدین معنی شهرت دارد، عجب از جامع که بتوافق لسانین اشارت نکرد - نی! نی!! بیچاره توافق لسانین را چه داند که چیست - آن را خود تفرقه در هندی و فارسی نیست - آن که

جکھڑ۱ و جمدھر۲ و کلہری۳ و ماهی‌شور۴ را در ذیل لغات فارسی و عربی گنجاند، اگر پوله نیز نوشته باشد گو بنویس، اما تحضیض خربزهٔ مضمحل تماشا کردنیست -

تنبیه : پیرا، با ثانی مجهول بر وزن گیرا، به معنی پیراینده مینویسد - من می پرسم که پیرا هموزن گیرا چرا باشد زیرا که صیغهٔ امر است از پیراستن؟ و این مصدر مع مشتقات به فتح بای فارسی‌ست - هر آئینه پیرا بر وزن خیرا باشد و اگر به تبعیت بعض مکسور نیز گفته آید، تنها پیرا بمعنی پیراینده چگونه تواند بود؟ تا اسمی در

---

۱ - جکر - بر وزن شکر، گرد و خاک را گویند و بزبان علمی هند نیز همین معنی دارد (برهان قاطع) - اصلا جھکڑ است، بتشدید کاف کلمن -

۲ - جمدر - با دال ابجد بر وزن خنجر، سلاحی است که آن را در هندستان کتار گویند، بر وزن قطار - و اصل آن جنب در است یعنی پهلو شگاف - و بهندی دندان عزرائیل (برهان قاطع) - معنی این لفظ که بهندی دندان عزرائیل نوشته غلط است، زیرا که بهندی جمدهر مختصر جم دهارا است و جم بمعنی جفت است و دهار بمعنی دم شمشیر - درین صورت بمعنی دو دمه باشد -

۳ - کلهری - بفتح اول و ثانی بر وزن ابهری، نوعی از موش باشد بغایت دونده - و آن را موش پرنده هم میگویند - و در هندوستان بسیار است (برهان قاطع) - اصلا گلہری، با کاف فارسی مکسور و لام مفتوح -

۴ - در اصل سنسکرت مہیشور است، بشین موقوف و واو مفتوح -

اول نیارند معنی فاعل ندهد - و اگر الف پیرا را همچون الف گیرا الف فاعل اندیشند نیز غلط است، چه الف پیرا الف اصلی ست نه الف فاعل - معهذا این نیز در خاطر میخلد که پیرا بیای مجهول هموزن گیرا چرا باشد؟ گیرا خود بای معروف دارد، و تحتانی که در پیرا نویسند بشرط ثبوت کسرهٔ بای فارسی نیز معروف خواهد بود -

تنبیه : پیش را که نقیض پس است ترجمهٔ مقدمه نیز قرار داد و راه گم کرد - در دساتیر رهبر ترجمهٔ دلیل است و پیشرو ترجمهٔ مقدمه - تنها پیش بمعنی مقدمه مستعمل نیست -

برهان قاطع : پیوگ - بفتح اول و ثانی و سکون ثالث و کاف فارسی، بمعنی عروس باشد - و بضم ثانی هم درست است -

قاطع برهان : این خود خوی اوست که در هر لغت حرکات ثلثه را روا میدارد - حیرت درین هست که کاف فارسی درآخر از کجا آورد - پس ازان که میتوان خندید میتوان فهمید که فتحه حرف ثانی غلط و کاف پارسی در آخر غلط و بای پارسی در اول غلط - بیو ببای موحده مفتوح و یای تحتانی مضموم و واو معروف عروس را

گویند - و بیوگانی عروسی را خوانند - و همین بیو ست که در هندوستان به‌های هوز اشتهار دارد یعنی بهو - چنانکه بانو که لفظ فارسی الاصل است در هند بحذف الف و تشدید نون مشهورست - و جز این صورت صورتی چند دیگر نیز دارد - این که مردم بیو را بیوگ گمان کرده و کاف پارسی را جزو کلمه دانسته اند ناشی از فریبی است، که در لفظ بیوگانی خورده اند - چنانکه از زنده، زندگانی و از مژده، مژدگانی - حال آنکه این قیاس غلط است - های مختفی خود در آخر این اسم نیست که بکاف فارسی بدل شود - کاف پارسی نیز نیست - لاجرم اهل زبان وقتیکه وضع مصدر خواستند، چون بیو های مختفی در آخر نداشت، دانستند، که بغیر افزودن لفظی که با الف پیوندد، الحاق یای مصدری محال است، کاف فارسی افزودند، تا بیوگانی صورت گرفت - هر آئینه نباید که بیو را پیوگ گویند، بیای پارسی، و کف فارسی را جزو اسم پندارند - ای اهل علم و تمیز سگالشی بسزا و آنهم از برای خدا! پیوگ بر وزن قرول و کلهری، بکاف عربی بر وزن اشرف، بر دل آگاه گران میگذرد یا نه؟

تنبیه : تدو، بفتح اول و ثانی بواو کشیده بی اشعار حرکت لفظ ثانی، در یک فصل و تذرج، بذال نقطه دار

و جیم عربی در آخر، بیک فصل و تذرو، بذال منقوطه و واو در آخر، در یک فصل ـ و تذو، بذال منقوطه و و او در آخر، در یک فصل این چهار اسم در چهار فصل از بهر تدرو آورد و تدرو، که قافیهٔ مرو و سروست، بر زبان قلمش نرفت ـ گوئی چنانکه خدا پرستان را خدا از غلط نگاه میدارد این اهرمن پرست را اهرمن از گفتن کلمهٔ حق صیانت میکند ـ حقیقت اینست که تدو، بدال بی نقطه و تذو، بذال نقطه دار، اسم کرمی‌ست، که در گرمابه متکون میشود ـ و این هر دو لغت عربی‌ست ـ و تذرو معرب تدرو است ـ و تدرو در فارسی طائری را گویند که تیتر هندی آنست ـ تذرج، بذال منقوطه نه اصل لغت فارسی میتواند بود، و نه از تعریب وجود میتواند گرفت ـ

برهان قاطع : ترائیدن ـ با یای حطی بر وزن و معنی تراویدن، و تراوش کردن باشد ـ

قاطع برهان : ترائیدن که قافیهٔ سائیدن تواند بود غلط محض و محض غلط ـ اصل لغت تراویدن‌ست بواو و ترابیدن بیای موحده بدل آن ـ من چنان می اندیشم که این بزرگوار ترائی را که لفظ هندی‌ست بمعنی زمین نمناک مفرس کرده است، تا ضمیر وی به ترائیدن که مصدر جعلی مفرس است، آبستن گردیده است ـ

تنبیه : تردامن را به نه معنی ستود : فاسق، فاجر، بدگمان، عاصی، مجرم، گناهگار، آلودهٔ معصیت، معیوب، ملوث - بار خدایا مگر یکی ازین نه معنی بس نبود؟ نی! نی!! هشت لفظ مرادف همدگرست - این نهمین لفظ غریب یعنی بدگمان از چه راه افزود؟ تردامنی کجا و بدگمانی کجا -

تنبیه : ترفند را اول بفای سعفص و دیگر باره بقاف قرشت و سومین بار بکاف کلمن و چهار مین بار بواو نوشت - گویی خود نیز نفس مطئمنه ندارد - اصل اینست که ترفند بفای سعفص بر وزن فرزند، به معنی سخنهای بی اصلست و باقی همه بی اصل و لغو -

تنبیه : ترهات، بر وزن امهات، می آورد و بعربی بودن لغت اعلام میکند - پناه بخدا! ترهات لغت فارسی است - مرکب از تره و آت، که لفظی ست به معنی مثل و مانند - اما تره پودینه و گندنا و امثال اینها را گویند، که بطریق تفنن خورند - لاجرم کلمات نشاط انگیز را ترهات گویند، یعنی جز انبساط خاطر مدعای دیگر در ضمن آن مضمر نیست -

برهان قاطع : تژم - بفتح اول بر وزن عزم، میغ را گویند و آن بخاری باشد ملاصق زمین - و بکسر اول هم آمده است -

قاطع برهان : بر پژوهندهٔ راز که راست از کاست جدا کردن دوست دارد واجب است که در فصل نون با زای هوز و در فصل نون با زای فارسی به بیند که همین یک لغت را در هر دو فصل هم بدین معنی خواهد نوشت ـ و اینجا اول بتای قرشت و زای عربی و سپس بتای قرشت و زای پارسی آورد ـ و در هر چهار فصل حرف ثانی را ساکن وا نمود ـ لغت صحیح نژم است، به فتحتین بر وزن عدم، و تژم، با تای قرشت بر وزن عزم، زبان ارنائیس دیوست و بس ـ

تنبیه : در فصل تای قرشت مع الکاف العربی تکاب و تکاو و تکاپوی و تکارو این چهار لغت نوشت ـ و باز در فصل تای فوقانی و کاف فارسی تگاب و تگاو را یاد کرد و تگاپوی و تگاور را نام نبرد ـ در اصل این چهار لغت بکاف فارسیست، بکاف عربی نوشتن چه معنی دارد ـ و دگر ره دو لغت را ازان هر چهار بکاف فارسی طراز بستن یعنی چه؟

برهان قاطع : تن ـ بفتح اول و سکون ثانی، به معنی بدن است ـ و بمعنی جسم نیز آمده است که در مقابل جوهر باشد ـ و بمعنی خاموش هم است، چه تن زدن، خاموش شدن را گویند ـ

قاطع برهان : در کلمهٔ ثنائی توضیح سکون حرف ثانی و تقابل جسم با جوهر نه امری‌ست که خرد آن را پسندد و این بی خرد هم درین مقام آورده باشد - سخن در این‌ست که تن را به معنی خاموش میگوید و تن زدن را مفید ثبوت مدعای خویش میداند - و نمی داند که تن زدن اصطلاحی‌ست به معنی خموشیدن، چنانکه گل کردن به معنی ظاهر شدن - تنها تن بمعنی خموش و تنها گل بمعنی پدیدار کجاست؟

برهان قاطع : تورا، بضم اول و ثانی مجهول بر وزن حورا، بلغت ژند و پاژند گاو را گویند که بعربی بقر خوانند -

قاطع برهان : حورا بفتح اول است - پس با لفظی که خود آن با اول مضموم و ثانی مجهول تعریف کرده است، چگونه هموزن تواند بود؟ دانم از فتحهٔ حورا خبر ندارد و بر حور قیاس کرده است، که چون حور بضم است، حورا نیز بضمهٔ اول خواهد بود - یارب تورا با اول مضموم و ثانی مجهول کافی نبود، که حورا هموزن آورد و خود را رسوای عربی دانان و فارسی زبانان ساخت - دیگر در لفظ توره، که در آخر آن بجای الف های هوز است، رقص میمون سر کرد و سرود که بهندی کم را گویند که در

مقابل بسیار است - همانا کم را در هندی تهوڑا گویند، بنای مختلط التلفظ بهای هوز و رای ثقیلهٔ هندی و الف در آخر - معتقدانش خواهند گفت: که چون مغل تبریزی‌ست لفظ را به لهجهٔ خویش آورد - گویم درین صورت نیز ادخال های هوز بجای الف نمی بایست و همی بایست که این افاده را در تحت لغت تورا رقم میزد، تا غالب آشفته سرا اعتراض نمی توانست کرد - و اینکه گفته ام نیز از راه تنزل و تسلیم است ورنه طرز عبارت و صد ره فرو ماندن وی در حل لغات فارسی از ایرانی بودنش ابا میکند - باشد که کس از اجداد وی از تبریز آمده باشد - و این امر دلیل ثبوت فارسی دانی نمی تواند بود - کسیکه در هند پیکر پذیرد زبان موطن اجداد را چه داند؟ نامه نگار از زمرهٔ ترکان سلجوقی‌ست و سلسلهٔ نسب من از سلطان سنجر و سلطان ملک شاه سلجوقی به طغرل و سلجوق میرسد، که ارباب سیر و تواریخ اینان را از تخمهٔ افراسیاب و پشنگ و تور ابن فریدون هور ظهور نوشته اند - و زبان این گروه توری بوده است که اکنون به ترکی شهرت دارد - مغول چنگیزیه نیز از آنجا که زادهٔ همان مرز و بوم و با ترکان هموطن و هم سخن و هم شکل بودند، و لقب این جماعه دران کشور از بهر جدا شناس قومیت ترکمان بود، یعنی مانا به ترک، همین زبان داشتند -

بالجمله سلجوقیان بعد زوال دولت و برهمخوردن هنگامهٔ سلطنت در اقلیم وسیع الفضای ماورالنهر پراگنده شدند۔ ازانجمله سلطان زادهٔ ترسم خان، که ما از تخمهٔ اوئیم، سمرقند را بهر اقامت گزید۔ تا در عهد سلطنت شاه‌عالم نیای من از سمرقند بهندوستان آمد ۔ آنانکه خان خجسته گهر را دیده اند می گفتند که همه گفتار خان ترکی بود و هندی نمی دانست مگر اندکی ۔ اینک منم که حرف تهجی ترکی نیز نمی دانم، تا به سخن گفتن چه رسد ۔ منکه، پدر پدر من از مرزبان زادگان کشور ماورالنهر و از ناز پروردگان سمرقند شهر باشد، ترکی ندانم ۔ و مولوی دکنی که مولد پدر یا نیای او به تبریز باشد و او در هند متولد گردد زبان فارسی چگونه تواند دانست؟ معتقدان برهان قاطع بر غالب دادخواه منت نهند و دیباچهٔ برهان قاطع را بنگرند ۔ جائیکه این همه دان معرف خود است مینویسد : ابن الخلف التبریزی محمد حسین المتخلص به برهان ۔ اول می پرسم که مفهوم ابن الخلف التبریزی چیست؟ یعنی تبریزی کے خلف کا بیٹا ۔ مگر خلف نام پدرش بوده باشد؟ و این نمی تواند بود و اگر بود می بایست که این جملهٔ مرکبهٔ بعد اسم می نوشت ۔ تقدم ولدیت بر اسم رسم نیست ۔ سپس آن می پرسم که از بهر خود تخلص چرا تراشید؟ نه دیوانی از وی در نظر

نه در هیچ تذکره از کلام وی نشان و اثر - بالجمله سرمایهٔ هندوستان زادگان در دانستن علم فارسی پس از مناسبت طبع بدین زبان و سلامت فکر در هر باب تتبع سترگان پارس است - در نثر و نظم و غواصی نگاه، در جواهر الفاظ و ترکیب عبارات نه پیروی هموطنان خویش و تکیه بر تحقیق آنان، چه این جماعه را محض دعوی زبانی‌ست و تسلیم دعوی زباندانی اذعانی است - یزدان دل دانا و چشم بینا بهر آن داده است که کار دانش و بینش ازین هر دو گوهر پرفر گیریم و هر چه بنگریم جز بدستوری دانش آن را نه پذیریم - استادی و شاگردی، پیری و مریدی نیست که تنها اعتقاد بس باشد و بدین کلمهٔ مشهور، که پیر من خس‌ست اعتقاد من بس است، از باز پرس ایمنی روی دهد :

هرزه مشتاب و پیٔ جاده شناسان بردار
ایکه در راه سخن چون تو هزار آمد و رفت

برهان قاطع : تومن ، با اول و بثانی مجهول رسیده و میم مفتوح بنون زده، قصبه ای را گویند که صد پاره ده در تحت آن باشد و جمع آن تومنات است و بعضی گویند ترکی‌ست -

قاطع برهان: بعضی گویند ترکی‌ست، مگر در گمان جامع عربی‌ست که جمع آن تؤمنات آورد - نی! نی!! بیچاره این لغت را از سومنات آورد - واو را مجهول مینویسد واو خود کجاست که مجهول صفت آن افتد - دیگر صد پارهٔ ده‌منش فرزانگان را بهم میزند - پاره ده یعنی چه؟ واو آن است که لفظ ترکی‌ست و در تحریر لغات ترکی اعراب بالحروف نوشتن رسم افتاده است - واو علامت ضمهٔ تای فوقانی و الف علامت فتحهٔ میم - هر آینه تومان نویسند و تمن خوانند، بتای مضموم و میم مفتوح - و تمن در ترکی بیست را گویند و یوز صد را و منک به میم مکسور و نون ساکن هزار را -

برهان قاطع: تهم - بفتح اول و ثانی و سکون میم، شخصی را گویند که در بزرگی جثه و ترکیب و قد و قامت و شجاعت و مردی و دلیری و دلاوری عدیل و نظیر نداشته باشد و تهمتن مرکب ازین است و بسکون ثانی هم بدین معنی آمده است -

قاطع برهان: وای به روزگار من که با کدام کس مقابل شده ام - تهم تنها به معنی شخص تنومند مینویسد و تهمتن را مرکب ازین می گوید - و باز بعد ازین فصل بیفاصله تهمتن میطرازد - و پس ازانکه اسم رستم

نشان میدهد معنی ترکیبی بیهمتاتن می نویسد - و معنی سپهدار و لشکرکش بران میفزاید - و بندگی و فرمانبری نیز معنی آن نشان میدهد - و نادرستی این بیان را که محتاج بیان نیست نمی فهمد - و بر پراگنده گوئی اصرار دارد - تهم را بسکون های هوز، بوزن وهم، نیز قیاس میکند - عیاذاً بالله! نه تهم تنها بمعنی مرد تنومند است و نه بسکون ثانی درست است - اگر بحسب ضرورت شعر بسکون آرند حجت جواز در نثر یا در تکلم و تلفظ نمی تواند بود - اساتذه قاعده ای نهاده اند و تبدل اسکان و تحریک روا داشته، چنانکه **فردوسی** نام پهلوان را که گستهم است بحرکت های هوز گاهی بسکون نیز مینویسند - و نیز معنی ترکیبی تهمتن افادهٔ معنی سرلشکری و سپهبدی نمی کند - و معنی بندگی و فرمانبری خود با اینهمه معنی لایعنی منافات کلی دارد - و راستی این است که تهم بفتحتین، بر وزن بهم، در پارسی قدیم اسم فلک نهم است، که آن را بلسان شرع عرش نامند - و تهمتن مرکب ازین است، چون پیلتن و سیم تن - درین صورت مرد قوی هیکل را تهمتن خوانند نه تهم - و سپهدار و لشکرکش تهمتن چرا گفته شود؟ بسا سپهداران و لشکرکشان باشند که لاغراندام باشند - بالجمله چون رستم از روی خلقت جسیم بود او را تهمتن میگفتند، یعنی تنی دارد چون فلک الافلاک -

برهان قاطع : تیزی - بکسر اول و ثالث و سکون ثانی مجهول تحتانی، به معنی عربی‌ست - و مراد ازان عربی نژادن فارسی دانان باشند -

قاطع برهان : نخست خوبی عبارت مشاهده توان کرد - عربی نژادان فارسی دانان طرز تحریر کدامین کشور است - شاهان داد گر گویند یا شاهان داد گران؟ جمع در موصوف کافی‌ست و اعاده در صفت نا انصافی‌ست - دانسته شد که نه بذات خود تمیزی‌ست و نه شناسای حقیقت لفظ تیزی - حاشا که تیزی به معنی عربی باشد - آری مرادف عربی تازی‌ست و تیزی امالهٔ آن و این لفظ جز بضرورت رعایت قافیه بر زبان کلک سخن‌وران نگذرد - و در صورت اماله همان معنی عربی نژاد دهد و افادهٔ صفت فارسی دانی نه کند -

تنبیه : تیغ دو دستی می نویسد و ازا[ن] تیغ دراز میخواهد - و تا این را در ذهن دیگران رسوخ بخشد یعنی به مقدار دو دست، این کلمه را در پایان نگارش می نگارد - خدا را ای خردمندان از عهد آدم تا این دم تیغی که در درازی باندازهٔ دو دست باشد کجا ساخته اند؟ بیچاره نه خود داناست و نه آموزگاری دارد و نه طبعی‌سلیم

و قیاسی صحیح با خویشتن آورده است - تیغ دو دستی آن را گویند که چون هنگامهٔ پیکار گرمی پذیرد و دولشکر درهم افتند، جوانمردان نیرومند دلاور عنان تگاور بدندان گیرند و بهر دو دست تیغ زنند، چنانکه در شجاعان عرب مردی بود طاهر نام، که در کارزار بهر دو دست شمشیر میزد، ازانجا که تیغ زنی کار دست راست است، اهل عرب طاهر را ذوالیمینین میگفتند، یعنی از یسار نیز کار یمین میکرد - دیگر تیغ دو دستی آن را نیز توان گفت که یک تیغ بهر دو دست بر جانور تنومند زنند -

برهان قاطع : ثغ - بضم اول و سکون غین نقطه دار، بفارسی بت را گویند که عربان صنم خوانند -

قاطع برهان : ثای مثلثه مانند ذال معجمه نیست که شرف‌الدین علی یزدی در قطعهٔ خویش از فارسی بودن آن انکار نکرده است - همه بر آن متفق اند که ثای مثلثه در فارسی نیست، ثغ لغت فارسی چگونه خواهد بود؟ هان فغ، بفتح فای سعفص، در فارسی بت را گویند -

تنبیه : در فصول سابقه ارتنگ را به شش صورت مسخ کرد - چون نوبت به فصل ثای ثخذ رسید و لغت کمی کرد فغ را ثغ گفت و ارثنگ را، که آن نیز غلط

بود، سربرهنه کرد و ثنگ نوشت، حال آنکه نبودن ثای ثخذ در پهلوی و نیامدن کاف پارسی در عربی از مسلمات جمهورست - هر آئینه این لغت را نه پارسی توان پنداشت نه تازی - غلط نمی گویم و دانایان گفتار مرا غلط نخواهند دانست - بیشتر لغات منقولهٔ این بزرگوار به اولاد بطنی زن روسپی ماند، که هیچکس بلکه خود آن زن زاینده نیز نداند که این از نطفهٔ کیست و آن از تخم کدام کس - هم ازان لغات است ثنگ، به ثای عربی و کاف عجمی، که نه از عجم است و نه از عرب است - لاجرم مانا بمرد مجهول الاب است -

تنبیه : چغد را در فصل جیم عربی آورد و باز درفصل جیم فارسی ذکر کرد - و در جغبت که به معنی حشو نهالی یعنی توشکست، گام فراخ تر زد و جغبت و جغبوت و جغنوت، بجای موحده نون، بسه صورت در فصل جیم عربی مع الغین نگاشت - و چغبت و چغبوت و چغنت بدین سه هیئت در فصل جیم فارسی رقم زد و در - ششجهت از پراگنده گوئی دم زد -

برهان قاطع : جکر - بر وزن شکر، گرد و خاک را گویند و بزبان علمی هند نیز همین معنی دارد -

قاطع برهان: زبان علمی هند ما نمی دانیم که در آن باره سخن رانیم - این خود می شنویم که باد تند گرد انگیز را در عرف اهل هند جهکڑ گویند، بجیم مختلط التلفظ بهای هوز بکاف عربی مشدد و رای ثقیلهٔ هندی - عرفی در قصیده‌ای مدح کشمیر میفرماید:

آن باد که در هند گر آید جکر آید[۱]

و این همان جهکڑ است که بتغیر لهجه در کلام خود آورده است، حاشا که لغت پارسی الاصل باشد -

برهان قاطع: جلکاره - بر وزن هرکاره، رای و تدبیر و راه و روش‌های مختلف را گویند -

قاطع برهان: در فصل جیم مع الدال جدکاره و سپس در فصل جیم مع الکاف الفارسی جگاره نوشت - و این جا که فصل جیم با لام است، جلکاره بر وزن هرکاره می نویسد - عقل فتوی میدهد که یک لغت ازین هر سه صحیح باشد و دو غلط - هر آئینه غلط از صحیح در مقدار افزونست - حق تحقیق آن که جدکاره، به جیم عربی مضموم بر وزن پشتاره، به معنی رایهای مختلف آمده است - و باقی همه وهم و وسواس است و گمان و قیاس -

۱ - قصاید عرفی، ص ۸۸ -

تنبیه : جمارٌ - بفتح اول و ثانی مشدد بالف کشیده و تنوین رای قرشت می نویسد و مغز درخت خرما معنی آن نشان میدهد - و شحم‌النخله عربی آن می آرد - همانا این لفظ را پارسی می پندارد - دانایان دانند که در الفاظ فارسی هیچ لفظ متحرک الآخر نیست - این تنوین حرف آخر امری‌ست از مغلطه و مضحکه آنسو تر، یا لغت عربی‌ست یا اختراع این ساده لوح -

برهان قاطع : جمدر - با دال ابجد بر وزن خنجر، سلاحی‌ست که آن را در هندوستان کٹار گویند، بر وزن قطار - و اصل آن جنب در است، یعنی پهلو شگاف - بهندی یعنی دندان عزرائیل -

قاطع برهان : سخن فهمان را دعوت میکنم و برخوان دعوت صلا می دهم تا گرد آیند و جام نشاط بر یکدیگر پیمایند - هر که از من نیز غمزده‌تر است، چون بفهمیدن معنی این عبارت دل بندد، به بینم که چگونه بی اختیار نمی خندد - و جمدر را اسم کٹار قرار می دهد و کتار را بتای قرشت می نگارد - گویی از بودن تای ثقیله خبرندارد - و نیز این قدر نمی اندیشد، که کٹار بتای ثقیلهٔ هندی حربهٔ دیگر است و جمدهر حربهٔ دیگر - آن را هیئتی دیگر است و این را صورتی دیگر - مغلطهٔ آخر آن که جمدر را بدال ابجدی و رای قرشت تعریف میکند، حال آنکه آن

لغت هندی‌ست بدال مختلط التلفظ بهای هوز پیوسته، یعنی جمدهر - این همه گفتگو در فروع بود - می فرماید که در اصل جنب در است یعنی پهلو شگاف - جنب عربی و در که صیغهٔ امر است از دریدن فارسی‌ست - لفظ یا آنکه در اصل هندی‌ست و هندیان نه عربی دانند نه فارسی، نام حربهٔ اختراعی مرکب از تازی و پهلوی چگونه نهاده باشند؟ بعد از رفع دغدغهٔ ایلاوس میگوید که بهندی یعنی دندان عزرائیل - یا رب آن اصل که جنب در یعنی پهلو شگاف نشان میداد، کجا رفت؟ و این عبارت که عزرائیل خاتمهٔ آنست فرع آن اصل است یا خود اصلی و فصلی دیگر است - درین حکایت خرد جز اینقدر نمی پذیرد، که در زبان سنسکرت عزرائیل را جم گویند - پس اگر دهر، بدال مختلط التلفظ، که در هندی صیغهٔ امر است و به معنی دندان نیز آمده باشد، جمدهر را دندان عزرائیل توان گفت - ورنه این نیز منجملهٔ هذیانات خواهد بود - فضلای کلکته در صفحهٔ دو صد و ششم از برهان منطبعهٔ خاص در بحث جمدهر بر حاشیه سجل تحمیق جامع برهان نبشته اند -

تنبیه : جور - بضم اول و فتح ثانی بر وزن هنر، به معنی بالا می نویسد که مقابل پست است - و نشان نمی دهد که فارسی است یا عربی - زهی بوالعجبی! و بفتح

اول و سکون ثانی که قافیهٔ دور و غور تواند بود، بمعنی ستم میگوید و نام نخستین خط جام جمشید که بر لب جام بود نیز می نویسد - و در بارهٔ تسمیهٔ خط جام وجهی می نگارد که اگر به مثل جمشید این را می شنید زبانش از قفا بیرون می کشید - میسراید که چون باده تا لب جام رسد جام لبریز گردد و خورندهٔ آن مست و بیخود شود، گویی بر آن می آشام ستم کرده باشند - من میگویم که نام خطوط جام یا جمشید نهاده باشد یا حکمای آن عهد - هر آئینه آن مردم را این وجه تسمیهٔ چرا در اندیشه گذشته باشد - آری جمشید جام ساخت و خط را جور نام نهاد و وجهٔ تسمیه را این دکنی آشکار کرد - و ندانست که جور لفظ عربی‌ست و جمشید و جمشیدیان این زبان ندانستند - معهذا جام جهان نما نه جامی بود که ساقی آن را در انجمن بگردش آورد و هر کس دران جام بادهٔ گلفام خورد ، خاصه این چنین فرومایه که نقل انجمن و دستخوش اهل بزم باشد - نی،نی، جور نام خط جام جهان نما بوده باشد اما نه به معنی ستم و نه از بهر این غرض -

تنبیه : جوله مخفف جولاه نبشت و راست نوشت - جولاه و جوله بافنده را گویند که عربی آن حایک است

و مجازاً کلاش را گویند، که عربی آن عنکبوت است - جوله اسم عنکبوت، چنانکه ناقل گمان کرده است، زنهار نیست - دیگر در هندی نام مرض فالج نشان میدهد و آن جهوله است بجیم مختلط التلفظ، نه جوله - چون این فصل را به پایان میرساند، درفصل دیگر میخروشد که جلهه، بجیم مضموم و لام مفتوح و های به های دیگر دوخته، مخفف جولاهه است - و اینقدر نمی فهمد که جولاهه همان جولاه است، که های ثانی دران فزوده اند، مثل میخوار و میخواره - اینجا پالغزی است که بسیار فرزانگان را فتاده است - درین چنین الفاظ های آخر را تای تانیث می اندیشند و مرد را بیکس و زن را بیکسه می نویسند، حال آنکه در الفاظ فارسی این قاعده هیچگونه امضا نمی تواند پذیرفت - بلکه فارسیان در الفاظ عربی نیز تصرف کرده ها در آخر لفظ آرند و تانیث منظور ندارند، چنانکه موج و موجه و معشوق و معشوقه، همان موج است و همان معشوق، نه اینکه مرد را معشوق گویند و زن را معشوقه - و گواه من درین دعوی ازین رباعی شعر ثانی‌ست و این رباعی از میرزا محمد قلی سلیم طهرانی‌ست :

مفلس چو شدیم رو بدو آوردیم
معشوقهٔ روز بینوائیست خدا

کوتاهی سخن جلهه، بجیم مضموم و فتحتین از تخفیف جولاهه وجود نمی تواند گرفت - جولاه لغت است و جولاهه مزید علیه و جوله مخفف - دانشمندان کلکته در صفحه ۲۴۵ و صفحه ۲۴۶ برهان منطبعه در معرض ناسرگی شرح لفظ جوله دو جا تحمیق وتکذیب دکنی دنی کرده اند -

تنبیه : جوهر را به معنی معدنیات نوشت و نه نوشت که بدین معنی معرب گوهر است - و ننوشت که در عربی مقابل عرض است - هر آئینه میتوان دانست که نمی دانست - دیگر خونریزی خاص را که در هند رواج دارد و آن کشتن زن و فرزند است در هنگام غلبهٔ حریف، جوهر بجیم مضموم و رای قرشت نوشت - و این جز مسخرگی نیست، زیرا که لغت هندی الاصل به رای ثقیلهٔ هندی‌ست یعنی جوهڑ - اگر اهل ولایت به تغیر لهجه به رای قرشت گویند، در لغات فارسی شامل نمی تواند شد - چنانکه جمدهر به های مضمره، که جمدر موافق لهجهٔ مغول است آن نمی خواهد که این لغت را فارسی توان انگاشت - و شاخچه بندیهای بسیار توان کرد، چنانکه در بحث لفظ جمدهر گفته آمد -

تنبیه : میگوید که جه بجیم مکسور زنان فاحشه را میگویند - ما می پرسیم که چون جه را که کلمهٔ ثنائی است بمعنی جمع آورد، مفرد آن چه خواهد بود؟ باز در فصل دیگر جیبر میگوید و همی گوید که به معنی فرادیس، که جمع فردوس، است آید - اینجا نیز از پرسیدن اسم مفرد گزیر نداریم - دیگرجهان را در لغات شمرده و هموزن آن مکان آورده - مگر اهل جهان جهان را نمی دانند و مکان را می شناسند! ازین مقام نیز بگذر و بنگر که جهن، بکسر اول و فتح ثانی، مخفف جهان که خود آن را بهر دو فتحه معرف است می نویسد - خدایا! در تحفیف تغیر اعراب رسم کجائی‌ست ؟

تنبیه : در شرح لفظ چال بعد آوردن معانی دیگر میگوید : بزبان متعارف اهل هند رفتار را گویند و امر برفتن نیز هست - ما بر آنیم که چال بمعنی رفتار مسلم، اما صیغهٔ امر چل است نه چال -

برهان قاطع : خچی - بکسر اول و سکون ثانی و تحتانی، یعنی ستیزه کنی و دم زنی -

قاطع برهان : خچی، به اول مفتوح، صیغهٔ واحد حاضر است از بحث مضارع خچیدن - هر آئینه باید که خچی

بر وزن اخی باشد، سکون ثانی یعنی چه؟ یزدان را سپاس که فرزانگان صدر در بارهٔ سکون حرف ثانی خچی با غالب همزبان اند، چنانکه از حاشیهٔ صفحه ۲۵۳ واضح است -

تنبیه : چغریدن و چغریده در دو فصل بمعنی التفات و خوف آورد - خوف نه مرادف یکدیگر و نه ضد همدگر- باز چون در دو فصل چغزیدن و چغزیده، که بجای رای قرشت زای هوز دارد، آورد - بمعنی التفات التفات نکرد و همان خوف و بیم نوشت و زاری کردن افزود - گمراهی و آن نیز بصد رنگ، زهی علم و خهی فرهنگ -

برهان قاطع : چکری - بضم اول بوزن مقری، نوعی از ریواس باشد و بهندوستان دختر را گویند -

قاطع برهان : شاید در دکن که مسکن جامع لغات‌ست دختری را چکری میگفته باشند، ورنه در هندوستان چهوکری گویند، بجیم فارسی مخلتط التلفظ و واو مجهول - در لهجهٔ مغلیت، که آن نیز برناقل تهمت است، چوکری میگویند، بواو نه چکری بی واو - مگر گفته آید که های مختلط التلفظ را مغلیت و هر دو واو را دکنیت خورد - در صفحه ۲۶۲ برهان نامطبوعه و مطبوعه علمای والا قدر صدرچکری را زادهٔ طبع فرتوت فرهنگ نگار دکن شمرده اند -

تنبیه : صاحب برهان قاطع در شرح لفظ خانه گیر میفرماید که" آن فارد زیاد ستاره خانه گیر طویل هزاران منصوبه باشد"- کیست تا معنی این فقره را خاطر نشان من کند؟ همانا این کلام دیو سمندون هزار دست خواهدبود- اگر گویند نام هفت بازی نرد نوشته است، گویم دران بیان نیز غلط گفته است- نام بازی اول زیاد و نام بازی دوم فارد و نام بازی ششمین هزارست، نه هزاران- قطع نظر از تقدیم و تاخیر هزاران را با آنکه الف و نون در آخر افزوده است و آن بیجاست، غافل ازان بوده است که هزاران منصوبهٔ یک کلمهٔ مرکب فهمیده میشود و در واقع منصوبه نام یک گونه بازی‌ست از بازی های هفتگانه-

برهان قاطع : خانهٔ سیل ریز- کنایه از شراب انگوری باشد-

قاطع برهان : اول نام شراب از روی نقل و عقل خانه قرار توان داد تا سیل ریز صفت آن افتد و این کنایه صورت پذیرد- لطف درینست که سیل ریز صفت خانه نیز نمی تواند شد- هیچ خانه را نشنیده ایم که سیل از وی ریزد- سیل از کوه میریزد نه از خانه- مگر برهان الدین آقا در ملک دکن خانه بر کوه ساخته باشد و از آنخانه سیل میریخته باشد-

تنبیه : خره، بخای مضموم و خوره مع الواو معدوله، را درهم آمیخت و در توضیح اعراب آبروی دانش و بینش ریخت - هر دو لغت را یکی پنداشت - و بهر گونه معنی انباز و مرادف یکدیگر نگاشت - مگر در روز میثاق پیمان بسته است که جز غلط نفهمد بدرستی، که راستی اینست که خره بخای مفتوح و های انهایی حرکت، کنجارهٔ کنجد و بذور دیگر را گویند - و آن چیزی‌ست که پس از کشیدن روغن باز ماند - و درین لغت رای قرشت را هم به تخفیف توان خواند و هم به تشدید - و خره بخای مضموم و رای مفتوح و های مختفی نور قاهر را گویند - و ازین جاست که خر اسم آفتاب است و شید، بشین مکسور و یای معروف، در آخر آن افزوده اند، مثل جم و جمشید - باید دانست که شید در معنی با فووغ متحد است - دیگر هم بدین صورت یعنی خره، بخای مضموم، بمعنی صوبه و ضلع نیز آمده است، چنانکه در قلرو ایران که بر پنج صوبه مشتمل است، خرهٔ استخر وخرهٔ اردشیر و خرهٔ داراب و خرهٔ قباد و خرهٔ شاپور نویسند - و خوره بواو معدوله جذام و داءالثعلب را گویند - و نیز اسم کرمی‌ست که آن را درعربی ارضه نامند - و اینها را باهم نیامیزد و در اعراب سر رشته گم نکند، مگر آنکه نابینا باشد - روان سعدی

شاد و بر روان پاکش آباد که دانش را می ستاید، چنانکه می فرماید :

چه خوش گفت لقمان که نازیستن
به از سالها بر خطا زیستن

تنبیه : خسائیدن و خسائیدن و خساید از ماضی و مصدر و مضارع سه لغت آفرید و مضارع را صیغهٔ مستقبل نام نهاد - یا این همه گزیدن و بدندان ریش کردن معنی قرار داد و سند نیاورد - من چنان دانم که این همه خستن است یا خائیدن که حکیم دکنی آن را مسخ کرده است -

تنبیه : خشکارخور بدین صورت می نویسد - گویی این کلمه را یک لفظ می شمارد و از اصل کار آگهی ندارد، که آخر خشک، بی واو معدوله و حرکت رای قرشت، جای بی نفع و بی فیض را گویند - و آخر چرب محل کثیر النفع را خوانند - خشک آخر و چرب آخر مضاف مضاف‌الیه مقلوب است - هر آئینه نباید که متصل و باهم نوشته آید -

تنبیه : خشن خانه لفظی غریب از روی تصحیف بهم آورده است و غافل ازین که صحیح خیش‌خانه است، بیای تحتانی مجهول بر وزن پیش خانه، چنانکه خود در فصل خامع الیا خواهد آورد - خشن‌خانه مضحکه بیش نیست - خشن‌خانه را مضحکه ازان رو گفته ام که حکیم بحران الدین معرف آن شده است بگیاهی، که ازان جامه بافند و بخانه ای که دران آب زنند تا هوا سرد شود - و این خود صفت خیش‌خانه است که از جامهٔ تنک سازند و آن خانه را به پاشیدن آب تر دارند - و خشن خانه بپاشیدن آب تعلق ندارد - خانه ای را گویند که بیابانیان از نمد و پلاس و کلیم سازند - خیشخانه آرامگاه منعمانست و خشن خانه ماندنجای مفلسان -

برهان قاطع : خفچاق : با جیم فارسی بر وزن چخماق، مردم اصیل و ترکان صحرا نشین باشند - و نام بیابانی هم هست از ترکستان که بدشت قبچاق مشهورست -

قاطع برهان : در شرح این لغت طرفه تمسخر بکار برد - اول نوشت که خفچاق مردم اصیل و ترکان صحرانشین را گویند و سپس نگاشت که نام بیابانست مشهور بدشت قبچاق - حاشا ! ثم حاشا ! ! که چنین باشد -

نه خفچاق نام مردم است نه قبچاق اسم دشت - خفچاق نام دشتی‌ست، که در اقصای ترکستان است و آن دشت مسکن و موطن ترکان است - اگر باشندگان آن بادیه را خفچاق گویند گفته باشند، چنانکه رومیان را روم و روسیان را روس و عربان را عرب، اما خود اسم فرقه و طائفه نیست - خفچاق را قبچاق گفتن بدان ماند که کلاه را ازار نام نهند و قبا را عمامه خوانند - قبچاق در اصل درخت میان تهی را گویند - چون سلطان اغور خان جد النقوا پادشاه شد مغول را فرقه فرقه ساخت و هر فرقه را نامی دیگر نهاد - ایغور، خلج، کلتته، قبچاق و جز این چهار نام نامهای دگر نیز هست - و هر لفظ جز این اصطلاح مقرری معنی دیگر هم دارد - پس قبچاق نام گروهی‌ست از مغول و خفچاق اسم صحرای‌ست در ترکستان و این هر دو را نیامیزد مگر دیوانه - و ترک و مغل را یکی نداند مگر از خرد بیگانه - هم چنین در شرح لغت خلج معنی این لغت صحرانشینان و ترکان میگوید، حال آنکه خلج نه ترکانند نه صحرانشینان - همان نام ایلی‌ست از مغول - و ایل، بالف مکسور و یای مجهول، در زبان مغل گروه را گویند و بمعنی مطیع نیز آرند -

تذبیه : خواگ - با واو معدوله و کاف فارسی، هم

اسم مرغ خانگی نشان میدهد و هم بیضهٔ مرغ را بدین نام میخواند - من می گویم که خواگ با واو معدوله و کاف فارسی غلط و اسم مرغ غلط در غلط - خایه و خایک، باضافهٔ کاف تصغیر، بیضه را گویند - کاف تصغیر همان کاف است که در کلمن آمده است - خاکینه که نان‌خورشی‌ست مرغوب و مشهور مرکب ازین است، چون زرینه و سیمینه - بسبب کثرت استعمال یای تحتانی از میان رفته و خاکینه مانده - یا آنکه به سبب کراهیت لفظ خایه یای تحتانی از میان بر انداخته اند - می باید فهمید که بروایتی ضعیف بیضهٔ مرغ را هاک گویند - و چون تبدل های هوز بخای ثخذ دستورست، خاک نیز میتوان گفت و خاکینه را ازین اسم مرکب توان دانست - خواگ بواو معدوله و کاف فارسی جز صورت بی معنی نیست -

برهان قاطع : خوپله - با ثانی معدوله و بای فارسی بر وزن طبله، بمعنی ابله و نادان باشد -

قاطع برهان : تصحیف خوانی وانگاه بدین ابلهی و نادانی - ائمهٔ فن لغت برین معنی اتفاق دارند که ماقبل

واو معدوله مکسور نمی باشد مگر در دو جا : یکی در لفظ خویش، دوم در لفظ خویله ـ چنانکه خود نیز در فصل خای ثخذ و واو، خویله بیای تحتانی بعد از واو خواهد آورد ـ خوپله ببای فارسی یعنی چه؟ سخن کوتاه این همان لغت است کہ بی واو معدوله و الف در آخر زبان زد زنان هندست، یعنی خیلا ـ و این از توافق لسانین نیست ـ بعد استیلای مغلیه در هند چون مردم این قلمرو شنیدند یاد گرفتند و تفرقهٔ واو معدوله منظور نداشته بحسب سماعت خویش احمق و ناهموار را خیلا گفتند ـ عبدالواسع هانسوی از محمد حسین دکنی قدمی چند پیش رفت و خویله را خوهله خواند ـ بجای تحتانی‌های هوز آورد ـ و بیتی از ابیات ناصرخسرو علوی سند گرفت ـ و باز خوپله به بای فارسی نوشت و شعر انوری سند آورد ـ غالب گوید تحتانی و های هوز و بای پهلوی بدل همدگر نمی تواند بود ـ و میانهٔ انوری و ناصرخسرو در حقیقت لفظ فارسی اختلاف رو نمی تواند داد ـ کاتبان نابینا هر چه خواستند نگاشتند و راویان ناشناسا، بی آن که لحاظ دستور مبدل و مبدل منه کنند، اینهم جایز و آنهم روا سرودند ـ و بذوق معلومات و تحقیقات خویش برقص افتادند ـ

تنبیه: هان دیده وران انصاف! انصاف!! مرا خوی از جبین فرو چکید، تا این همه خس و خار از راه لغت فرو رفته ام و جز آفرین مزدی دیگر نمی خواهم - بلکه ازان نیز گذشته همین داد میخواهم و دیگر هیچ - در فصل جیم عربی مع النون جنبور، و در فصل جیم عربی مع الیاء جینه‌ور، بر وزن کینه‌ور، در فصل جیم فارسی مع الیاء چینود، بر وزن میرود، و در فصل خای نخذ مع النون خنپور، بر وزن طنبور، و همدرین فصل خنیور، بر وزن حلی گر، و در فصل خا مع الیا خینور، بر وزن بیخبر، شش اسم از بهر پل صراط آورد - پندارم در تصحیف خوانی نیز همتی قوی و نظر همه جارس نداشت، که بسیاری از الفاظ را که یکی آنها چتیورست فروگذاشت - بالجمله دعوی میکند که بزبان ژند و پاژند پل‌صراط را این گویند - همانا اینقدر نیز نمی داند که از ضغطهٔ قبر و پرسش نکیرین و نفخ صور و حشر اجساد و عبور صراط در هیچ کیش و ملت بحث نیست - ارحم‌الراحمین بمقتضای رحمت خاص رحمة للعالمین، صلی الله علیه و آله و سلم، را ازین واقعه ها خبرداد، تا است خود را از خطرهای راه آگهی بخشید - هر گاه در آئین گبران و زردشتیان از صراط نشان نباشد، نام چسان خواهد بود؟ از میوه و گل آنچه در پارس نیست و مخصوص هندوستان است، بزبان

دری و پہلوی و پارسی نام نداشته باشد - پل صراط را که از معتقدات زردشت نیست در ژند و پاژند چرا نام برند؟ لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم - اگر گفته آید که چون پارسیان کیش عرب گزیدند و نام صراط شنیدند بزبان خویش از بہر آن اسمی تراشیدند، پس ازان که این قاعده را روا داشته باشیم، می پرسیم، که از شش اسم صحیح کدام است ؟

برهان قاطع : دارگوش - با کاف فارسی بواو رسیده و بشین نقطه دار زده، امر به نگاه داشتن باشد یعنی نگاهدار و محافظت کن -

قاطع برهان : دار صیغهٔ امر است از داشتن وگوش مشہور - و گوش داشتن اگر باضافت سمت و سوی و جہت نباشد افادهٔ معنی نگاهداشتن میکند - و گوش دار صیغهٔ امر است از گوش داشتن - خواهی گوش دار گویند و خواهی دارگوش نویسند این دو لفظ در ذیل لغات آوردن همچنان بلکه همان‌ست که آب بیار را لغتی قرار دهند - یاد دارم که در ایام دبستان نشینی یکی از کودکان شہر بمکتب من می آمد و آمدنامه با خویش می آورد - هیچ مصدر دران کتاب بی اضافهٔ اسمی نبود

چنان که موش آوردن و گربه کشتن و سنگ زدن ـ کس نه پندارد که من این سه مصدر بطریق مثال‌آورده‌ام، بلکه از آن کتاب خانه خراب فرایاد مانده است ـ و در وی همه هم چنین بود ـ

تنبیه : دالان و دالانه، به دال ابجد بمعنی دهلیز خانه می نویسد و در فصل بای موحده با الف بالان و بالانه نیز بدین معنی نوشته است ـ چون بای موحده با واو تبدیل می یابد هر آئینه بعد از بالان و بالانه والان و والانه در واو مع الالف می نگاشت، دالان و دالانه از کجا آورد؟ اگر آن صحیح است این غلط و اگر این صحیح است آن غلط ـ دالان و بالان هر دو بدل هم نمی تواند بود ـ آری دالان به دال در هندی ترجمهٔ ایوان است و بالاه بموحده در فارسی مرادف آستان و والان بواو مبدل منه آن ـ

برهان قاطع : دامن خشک کنایه از دامن خالی باشد و عدم صلاح و تقوی را نیز گویند ـ

قاطع برهان : آنچه روی کلام اهل زبان به ثبوت رسیده آنست، که تر دامن بمعنی فاسق و گنهگار و خشکدامن

به معنی متورع و پرهیزگار است - خلو دامن و عدم تقوی را چه گنجائی؟ نگرندگان فرا رسند که پیش ازین در شرح لفظ تر دامن این لغت را بمعنی فاسق و فاجر آورده و این جا از دامن خشک نیز عدم صلاح و تقوی میخواهد - یا رب این دامن چه بلاست که اگر تر نویسند نیز معنی فسق دهد و اگر خشک خوانند هم افادهٔ معنی سلب تقوی کند -

تنبیه : دانش، دانش پژوه، دانش گر، دانشور، دانشومند، دانشی، شش لغت آورد و لفظ دانشمند را در بنای گذارش معنی بکار برد و در ذیل لغات ننوشت - و ازان شش لغت دانشگر لفظی غریب آورد که اطلاق این صفت جز بر خدا روا نباشد، چه این لفظ من حیث‌المعنی مرادف دانش آفرین است -

تنبیه : دانک، بفتح ثالث، اسم جنس حبوب قرار میدهد - و بضم ثالث، اسم طعامی قرار میدهد که از گندم و ماش و عدس و کله پاچه گوسفند پزند - و بعد ازین همه نشخوار میفرماید : در ملک دکن مهتر چاروادار را گویند - من می اندیشم که دانک همان تصغیر دانه خواهد بود، لیکن سند میخواهد - و دانک اسم طعام وقتی

باور دارم که دیده باشم یا شنیده باشم که کاه پاچه را با ماش و عدس و گندم و جو می‌پزند - اگر ارنائیس دیو در دعوت سمندون هزار دست پخته باشد، بما چه؟ ما را سخن در مطعومات بنی آدم‌ست - و این که مهتر چاروادار میگوید نیز غلط است، زیرا که آن بدال مختلط التلفظ بهای هوز و نون مفتوح‌ست - یعنی دهانک بفتح نون، نه دانگ بضمهٔ نون - آری دانگ در جهانگیری اسم خورشی‌ست که در شادی دندان برآوردن کودکان شیرخوار پزند، اما عدس و ماش درین نسخه افزودهٔ حکیم محمد حسین دکنی‌ست -

برهان قاطع : دانم - بفتح ثالث و سکون میم، به معنی توانم باشد -

قاطع برهان : دانم، چنان دانم که از صیغهٔ متکلم است از مضارع دانستن - یکی را از مشتقات نام بردن و لفظ آخر را ساکن وا نمودن و در شرح معنی همان صیغهٔ متکلم از مضارع مصدر دیگر آوردن، من نمی گویم که چیست - دانایان دانند - معهذا اگر دانم و توانم در معنی مرادف همدگر باشد، این جگر تشنهٔ تحقیق را نیز بفهمانند -

برهان قاطع : دب - بفتح اول و سکون ثانی، به معنی نگاهداشتن باشد - و بهندی جهانیدن اسپ را گویند - و با بای فارسی دائره را نامند و بعربی دف خوانند - و دف معرب آنست - و بضم اول، در عربی خرس را گویند - اگر قدری از خون خرس بکسی که نو دیوانه باشد بدهند، عاقل شود -

قاطع برهان : اول می پرسم که درکلمهٔ دو حرفی اشاره بسکون ثانی کدام فائده دارد؟ سوال دیگر آنکه دب بمعنی نگاهداشتن منطق کدام گروه است؟ سه دیگر آن‌می پژوهم که دب بمعنی جهانیدن اسپ هندی کجائی‌ست؟ چهارم کشایش این عقدهٔ دشوار آرزو دارم که بعربی دف خوانند و دف معرب آنست - این فقره چه معنی دارد؟ اگر دف تعریب است چرا گفت که بعربی دف خوانند و اگر دف اصالتاً لغتی از لغات عرب است چرا نوشت که دف معرب آنست؟ بالجمله مشاهدهٔ خاتمهٔ این عبارت، جائیکه خاصیت خون خرس مینویسد، دلم بر بی کسی‌های این ناقل ناعاقل میسوزد - آیا کس از غمخواران و بیمار داران نبود که هرگاه این بیچاره آهنگ نوشتن **برهان قاطع** کرد و آن مقدمهٔ جنون بود، خون خرس بگلو میریخت و به بینی

میدمید و بکف پا می مالید، تا از رنج میرست، و لب از هذیان می بست -

تنبیه : دژم را سیزده معنی بخشید - افسرده و غمگین و اندوهناک و رنجور و بیمار و آشفته و سرمست و مخمور و فرو افگنده و اندیشه مند و سیاه و تیره و تاریک - پرسیدن عیب نیست - من می پرسم که غمگین و اندوهناک یکی نیست؟ رنجور و بیمار یکی نیست ؟ تیره و تار یکی نیست ؟ با اینهمه اگر گفت: گفته باشد، بما چه؟ فرو افگنده چه معنی دارد؟ گرفتم که دراصل سر فرو افگنده بود - کاپی نگار سر را فرو گذاشت و فرو افگنده نگاشت - سرمست و مخمور را در معنی متحد یکدیگر چگونه پنداشت؟ سرمست کسی را گویند که شراب نوشیده باشد و دماغش رسیده باشد، و مخمور آنکه نشه ای از نهادش بدر رفته باشد و او را فازه و خمیازه فرو گرفته باشد - هان در منطق عوام کالانعام هر که سیه مست باشد او را مست و مخمور گویند و کلام صاحب برهان بیشتر ازین دست ست - آری دژم مرادف زشت و بد و ناخوش است -

تنبیه : در شرح لغت **دستنبو** بعد نگارش معنی واجبی می نویسد که نباتی باشد گرد و کوچک و الوان شبیه به خرپزهٔ - هر آئینه پرسشی دارد که خرپزه نبات است

یا ثمر و خود کدام نبات است که گرد و کوچک و الوان تواند بود ـ

تنبیه : زن حایض را دشتان ، بفتح دال، می‌نگارد و خبر نه دارد که دشتان بدال مضموم‌ست مرکب از دشت بضمهٔ دال بمعنی زشت و نجس و الف و نون حالیه ـ آن که از وجود الف و نون حالیه انکار دارد، این الف و نون را که در دشتانست چه خواهد گفت؟ اگر گوید الف و نون فاعل است دروغ گفته باشد ـ دشتان یعنی بدکننده، شادان یعنی شاد کننده اهمالست و بس نارسا فطرتان و ناسزا دانشان، از آنجا که معنی فعل و حال قریب همدگرست، الف نون حالیه را مفید معنی فاعلیت دانسته‌اند ـ و این خطائیست عظیم در منطق پارس ـ الف نون بهر جمع آید و معنی فاعل هرگز ندهد ـ آری بعد صیغهٔ امر تنها الف افادهٔ معنی فاعلیت کند ـ

تنبیه : دشوارگر ـ بقول خودش بوزن هشیارگر بمعنی کوه و کوهستان ـ دشیشک هم بقول جامع، بوزن لطیفک، بمعنی شب است و این هر دو لغت سند طلب است ـ تا در فرهنگ‌های دگر نه بینم نگزینم ـ آنچه صحیفه نگار میداند اینست که نه دشوار گر بلکه دشخوار گر به کاف

پارسی مکسور، نه اسم کوه بلکه اسم شهری‌ست که بر فراز کوهی آباد کرده اند ـ همانا گر مخفف گردو گرد باوجود افادهٔ معنی تدویر بمعنی شهر نیز می آید ـ دشخوار گر ازان گفتند که آن کوه بلند رهگذرهای دشوار گذار دارد ـ

تنبیه : در صفت دل می نویسد که بعربی قلب خوانند ـ و وسط هر چیز را نیز گویند ـ و بمعنی باز گونه هم‌هست ـ ما میگوئیم که دل ترجمهٔ قلب و استعارهٔ وسط مسلم، لیکن دل بمعنی باز گونه هرگز نیامده ـ و تطابق آن با معنی قلب قیاس مع‌الفارق است ـ

تنبیه : دندان آپریز، دندان آپریش، دندان آفریش، دندان پریز، دندان فریش، دندان گاو، این شش اسم از بهر خلال هم بدین تقدم و تاخیر در شش فصل آورد، تا بهر تقدیم و تاخیر قاعده چیست؟ و اگر قاعده هم قرار داده باشد فائده کدام است؟

تنبیه : دوسانیدن، دوستانید دوسند، دوسنده، دوسیدن، دوسیده متعدی و لازمی را در هم آمیخت ـ نخست صیغهٔ ماضی از بحث متعدی آورد ـ آنگاه مصدر متعدی رقم زد ـ پس صیغهٔ جمع حاضر از بحث مضارع

لازمی و ازان بعد صیغهٔ فاعل و پس ازان مصدر و در انتها صیغهٔ مفعول نوشت - حقا که هرچه این فضول نوشت بی ربط و نامعقول نوشت - مصدر را نام بردن و معنی آن به نگارش در آوردن بس‌ست - ازین همه میتوان گذشت - دوسیدن بمعنی چسپیدن اگر غلط نکنم، مصدر آفریدهٔ صاحب برهان است - تا در کلام سخنوران یا فرهنگ دیگران از نظر نگذرد باور نتوان کرد -

تنبیه : دیز را بمعنی رنگ عموماً و بمعنی رنگ سیاه خصوصاً می نویسد - و شبدیز را مرادف شبرنگ می‌نگارد - این مغلطه‌ایست بی اصل - سخن اینست که دیس بدال مکسور و یای مجهول لغتی‌ست فارسی بمعنی مثل و مانند و دیز بزای هوز بدل آنست، چون ایاز و ایاس - لا جرم معنی شبدیز مانا به شب است - چون توسن خسرو پرویز سیاه رنگ بود که آن را در عرف هند مشکی نامند، آن را شبدیز می گفتند -

برهان قاطع : دیماس - بر وزن ریواس، ترجمهٔ توضیح باشد که عبارت از واضح شدن و ظاهر گردیدن باشد -

مؤید برهان : آشکار باد که جولانگاه نظر درین آهو گیری برهان قاطع منطبعه ست - و مصححان کارگاه

انطباع جابجا حاشیه ها نگاشته اند، اما اکثر در اغلاط لغات عربی - و چون صاحب برهان چنانکه در فارسی کور است در عربی نیز اعمی، لاجرم اغلاط بیشتر بجاست - کس چکند صاحب برهان همه جا کج میرود و ذهنی دارد معوج و قیاسی دارد نا درست و فکری دارد نا رسا- اما حاشیه که در توضیح لغت دیماس رقم زده اند بیجاست - گویی در این جا برین بیچاره ستم رفت و ناوک اندیشهٔ حاشیه طرازان خطا کرد - دیماس لغتی‌ست دری و پهلوی، بمعنی توضیح و تصریح - در کتب لغت عربی چرا یافته شود؟ اینکه در دیگر فرهنگ های فارسی نشان ندارد صحت لفظ را زیان ندارد - تیمسار ساسان پنجم، که ترجمهٔ دساتیر رقم کرده اند، دیماس را بمعنی توضیح چند جا آورده اند- حسن اتفاق را نازم که مرا نیز در شرح یک لغت با شارح دکنی همزبان ساخت -

برهان قاطع: راستاد - بسکون سین بر وزن بامداد، وظیفه و راتب را گویند -

برهان قاطع: راستاد غلطست - صحیح رستاد است، که مرکب از رستی و دادست - رستی به رای مضموم به معنی ماحضر و داد صیغهٔ ماضی از دادن و در این جا

به معنی مصدر در خور، بسبب کثرت استعمال رست‌داد شد. چون در دو حرف قریب المخرج برافکندن احد المتجانسین رسم است، رستاد ماند.

عزیزی بمن گفت که ترا از تخطیهٔ جامع برهان‌قاطع غرض چیست؟ گفتم: اعلان حق - قلب از جید و جعل از اصل جدا میکنم، چنانچه مرشد کامل تفرقهٔ وساوس شیطانی از حضرت رحمانی خاطر نشان طالبان راه حق میکنند - اگر طبع سلیم داری بپذیر و اگر تردید کلام میکنی ناسزا مگوی و دشنام مده - حرفهای سودمند خردپذیر در ضمیر فراهم آر و عبارتی ترکیب ده که اگر فصیح نبود باری سوال دیگر جواب دیگر نباشد - من درد سخن دارم و از دروغ میرنجم - ازان راه جامع برهان قاطع را زشت میگویم - آنهم ظریفانه و حریفانه به بذله و لطیفه، نه مخنثانه و سفیهانه نه بفحش و دشنام -

برهان قاطع: راوش - بفتح ثالث بر وزن آتش، کوکب مشتری را گویند -

قاطع برهان: بآنکه در اصل لغت غلط رو داشت، شادم که لفظ آتش را بفتح ثالث نگاشت - گویی گفتار مرا در

باب فتحه تای آتش راست پنداشت - اکنون هوش بسوی این سخن باید گماشت که راوش به رای بی نقطه غلطست و فتحهٔ واو نیز غلط - زاؤش، بزای نقطه دار بر وزن طاؤس، وکاؤس اسم سعد اکبر است که آن را برجیس نیز گویند - اگر بحسب ضرورت شعر همزه را بیندازند، نیز زاوش خواهد ماند، بر وزن خامش، چنانکه حکیم سنائی غزنوی در حدیقه زاوش را با هش که مخفف هوش‌ست قافیه کرده است :

فلک سادس‌ست زاوش را
کو دهنده است دانش و هش را

حاشیهٔ صفحهٔ ۳۵۵ برهان منطبعهٔ کلکته دیدنیست، تا دانند که اهل دانش و داد بودن رای بی نقطه را در اسم مشتری که زاوش است روا نداشته اند -

برهان قاطع : راه خفته - کنایه از راهیست که بسیار دور و دراز و هموار باشد -

قاطع برهان : پناه بخدا! دور و دراز و هموار چه معنی دارد؟ هموار با دور و دراز چرا مرادف باشد و راه خفته راه دور و دراز را چرا گویند؟ آری راه خفته و

راه خوابیده راهی را گویند که آمد و شد مردم ازان راه نبود و هیچکس دران راه تردد نکند - انصاف بالای طاعتست - خود جوهر لفظ دلالت برین معنی دارد و با معنی دیگر بن کل الوجوه مخالف است -

برهان قاطع : رم - بفتح اول و سکون ثانی، بمعنی رمیدن و نفرت باشد - و بمعنی رمه و گلهٔ گو سپند و اسپ وغیره نیز آمده است - و بر اجتماع و جمعیت مردم هم اطلاق کرده اند - و گوشت اندرون و بیرون دهان را نیز گویند - و نام دشتی و صحرای هم هست - و در عربی، به تشدید ثانی، بمعنی گریختن و گریز و چیزی خوردن - و بصلاح آوردن چیزی باشد - و بضم اول موی زهار آدمی باشد -

قاطع برهان : یا رب مگر علم و انصاف دو صفت ضد همدگر است که چون آب و آتش یکجا فراهم نمی تواند شد - و اگر هم چنین است، باید که کس از معتقدان برهان قاطع، که همه فاضلان اند، داد نجوید - آیا نمی بیند که معنی رم نخست در فارسی می نویسد و آن رمیدن و نفرت و گلهٔ چارپایان و اجتماع مردم و گوشت اندرون و بیرون دهان و نام دشت و صحرا - ازین همه رم را

مخفف رمه میتوان گفت، آنهم از روی قیاس - معانی دیگر سراسر لغو و پوچ و خبط - و آنچه در لسان عرب معنی این لفظ گرد آورده است، یعنی گریختن و گریز و چیز خوردن و بصلاح آوردن چیز و به تغیر اعراب موی زهار، پرسش عیب نیست، خاصه وقتی که پرسنده جویای تحقیق باشد، مگر گریختن و گریز دو چیز است؟ آیا این لغت بدین معنی در عربی و فارسی اشتراک دارد و بمعنی چیز خوردن عربی کجائیست؟ آری بصلاح آوردن چیز را در عربی رم میگویند - معنی موی زهار را خود بروی خواجه برهان آوردن سوی ادب است - هر چند از علمای نامور پژوهش رفت و کتب مشهورهٔ لغات عرب ورق ورق نگرسته شد، کسی نگفت و در هیچ فرهنگ بنظر نیامد، که رم لغت عربی‌ست، به اول مفتوح بمعنی فرار و به اول مضموم بمعنی موی زهار - آری همگنان گفتند و بنده نیز میداند که رم صیغهٔ امر است از رمیدن و مثل سوز و گداز بمعنی مصدری مستعمل - و رمیدن مصدر مشهورهٔ فارسی است، چنانکه اطفال دبستانی نیز میدانند - اینقدر البته میتواند بود که خواجه قطرب از عربی کردن لغت فارسی ثواب مسلمان کردن یک گبر اندوخته باشد، آنهم در خیال نه در واقع -

برهان قاطع : ربا - بضم اول و ثانی بالف کشیده، بمعنی ربودن باشد که مصدر است و امر بربودن هم هست، یعنی بربا -

قاطع برهان : یاران برای خدا داد دهید و اگر ندهید گله نیست، باری قاه قاهی خندهٔ تبسمی - در لفظ ربا تقریر ثانی بالف کشیده مگر سزاوار استهزاء نیست؟ و در شرح معنی ربا تحریر این فقره که بمعنی ربودن باشد که مصدرست و این فقره که امر بربودن هم هست یعنی بربا، در خور آن نیست که دانایان را بخنده آرد -

برهان قاطع : رت - بفتح اول، برهنه و عریان را گویند - و بضم اول، تهی دست و بینوا و برهنه و خالی را گویند -

قاطع برهان : در صورت تغیر اعراب کدام تغیر معنی ۱
بهم رسید؟ اگر هم چنین بی نوشتن این لغت کار سره نمی شد هر دو اعراب را یکجا می نبشت، بفتح، برهنه و عریان و به ضم، تهی دست و بینوا و برهنه و خالی - زهی لفظ سنجی و معنی سگالی -

برهان قاطع : رخشا - بفتح اول و سکون ثانی و ثالث بالف کشیده، به معنی رخشان و رخشنده و تابان

باشد - و بضم اول نیز گفته اند - و رخشان بضم اول بر وزن بهتان به معنی رخشاست که تابان و روشن است -

قاطع برهان : رخشا و رخشان هر دو برای مهمله مفتوحست - بنای دعوی ما برانست که رخشیدن مصدری‌ست از مصادر و رخشد مضارع آن و این تمام بحث بفتح رای قرشت‌ست - بعد افگندن دال که علامت مضارع است، رخش باقی می ماند که صیغهٔ امر است - چون الف در آخر آن آرند افادهٔ معنی فاعلیت میکند، مانند گویا و بینا و دانا - هم چنین چون در آخر صیغهٔ امر الف و نون بیفرایند معنی حالیه دهد، مثل گریان و خندان - ضمهٔ حرف نخستین در این جا چه کار دارد؟ دیگر باید دانست که این مصدر با مجموع مشتقات، باضافهٔ دال ساده، نیز می آید، یعنی درخشیدن هر آئینه درخشا و درخشان نیز گویند - رای غیر منقوطه در هر دو صورت مفتوح مقبول و مضموم مذموم -

تنبیه : رکیدن، بکاف عربی و رگیدن، بکاف فارسی در دو فصل بیک معنی مینویسد - و باز در بحث زای نقطه‌دار هم بدان معنی نشان میدهد - سپس در بحث زای فارسی می آرد - گویی بعد از سه خطا رای صواب گزید - اینک از من باید شنید - اساس این لغت بر رای مهمله مهمل، خواهی کاف عربی گویی و خواهی کاف فارسی - رای بی نقطه

هیچگونه مقبول نیست - بودن زای هوز نیز سر آغاز لغت معقول نیست - ژکیدن، بزای فارسی مفتوح و کاف تازی، مکسور و یای معروف مصدری‌ست فارسی، بمعنی سخنهای زیر لبی که از روی خشم و غضب باشد - ترجمهٔ آن در هندی بڑبڑانا -

تنبیه : ساتگنی و ساتگی و ساتگین و ساتگینی چهار لغت در چهار فصل بی فاصله بمعنی پیالهٔ شراب نبشت - اینجا نیز همان سه خطا و یک صواب نبشت - ساتگنی و ساتگی و ساتگینی هر سه غلط، آری صحیح ساتگین و مخفف آن ساتگن، چون آستن مخفف آستین -

تنبیه : اول سپوخت صیغهٔ ماضی، سپس سپوختن مصدر، آنگاه سپوز صیغهٔ امر، ازان بعد سپوزد صیغهٔ مضارع هر مشتق لغتی جداگانه و گنجیدن مصدر و امر درمیانه چه مایهٔ ریشخند دارد -

برهان قاطع : سپی دیو - بمعنی دیو سفیدست که رستم در ماژندرانش کشت، چه سپی بمعنی سفید باشد -

قاطع برهان : ای بوهره! از خرد بی بهره، سپی بمعنی سفید در کدام فرهنگ دیده ای؟ - کاش مخفف سپید

مینوشتی - سپی بمعنی سپید یعنی چه؟ اکنون روی سخن بسوی دانشوران است - سپید دیو و سپید دار پس از امضای قاعدهٔ ترخیم سپیدیو و سپیدار مینماید - نه سپی بمعنی سفیدست و نه سپی مخفف سپید - دستبرد ترخیم یک دال را از میان برده است - هر آئینه سپی دیو را منفصل نوشتن نا آگهی‌ست - فردوسی در شاهنامه گوید:

سپیدیو از تو هلاک آمده است
مر او را ز نو سر بخاک آمده‌ست

برهان قاطع: ستاد - بکسر اول بر وزن فتاد، مخفف ایستاد باشد که برپای بودنست - و مخفف ستاند هم هست که از گرفتن باشد - و باین معنی بفتح اول هم آمده است -

قاطع برهان: در فصل دگر مصدر را که استادنست نیز نوشت و هم از مضارع و هم از مصدر معنی گرفتن نیز فرا گرفت - مگر این بوالعجب غول صحرایی سخن‌ست که مردم را در هر گام از راه می برد - ستادن کجا و معنی گرفتن کجا - سخن اینست که ایستادن و استادن و ستادن بمعنی قیام آمده است و چون مصدر

بسه صورت است، هر آئینه مضارع نیز سه صورت دارد - ایستد و استد و ستد، بسین مکسور و تای مفتوح و حال مشتقات دیگر نیز هم چنین - اماستدن مصدری‌ست دیگر، بسین مضموم و تای مضموم، در معنی با گرفتن مرادف - و مضارع آن ستاند و امر آن ستان و هم ازین مرکب است : جهانستان و جانستان - ستاد را مخفف ستاند نخواهد گفت، مگر کور سواد - و ستادن و ستدن را یکی نخواهد دانست مگر کور مادر زد - بیچاره ستد را که بضمتین صیغهٔ ماضی‌ست از ستدن جای دیده باشد - چون ستد بسین مکسور و تای فوقانی مفتوح مضارع ستادن است و ناقل از دستور اشتقاق هرگز آگاه نیست و معهذا در تصحیفات پیش پامیخورد - در تجنیس تام چرا پایش بسنگ نیاید؟ هر داننده ای که اندکی سگالش بکار برد فرا خواهد رسید که صاحب برهان قاطع از آئین حرف فارسی آنمایه آگهی نیز ندارد که کودکان آمد نامه خوان دبستانهای دهلی و لکهنؤ -

تنبیه : ستوسر، بر وزن کبوتر، به معنی عطسه میفرماید و بعد ازین فصل بیفاصله ستوسه، بر وزن دبوسه، هم بدین معنی میلاید - و آینده در فصل شین شنوسه اسم عطسه خواهد گفت - بحیرتم که سبوسه را بهر کدام

روز نگاه داشت - حق تحقیق آنست که شنوسه، بشین مکسور و نون مفتوح و شین مفتوح و های مختفی عطسه را نامند -

برهان قاطع : سدا - بفتح اول و ثانی بالف کشیده، آوازی را گویند که در کوه و گنبد و حمام و امثال آن پیچد - و معرب آن صدا است -

قاطع برهان : یارب پیش که نالم؟ و داد از که جویم؟ سدا بسین چراست؟ و این بزرگ را اندیشهٔ تعریب از کجا خاست؟ فارسی آواز عربی صدا است - صفحه ۳۱۵ از برهان منطبعه در تخطیهٔ دکنی، خاصه در منع جواز صدا به سین، محشی است -

تنبیه : سرایان می سراید و معنی خوانندگی و گویندگی می فرماید - تنها سرایش می نویسد و معنی زبان قال خاطر نشان می کند - حاشا که سرایان خوانندگی و گویندگی را گویند - سرای صیغهٔ امر است - از سرودن، بالف و نون حالیه پیوند یافته، مانند گریان و خندان و افتان و خیزان - هم چنین سرایش نیز ترجمهٔ زبان قال نیست بلکه ترجمهٔ قال است - آری زبان سرایش زبان قال و زبان ناسرایش زبان حال را نامند -

برهان قاطع : سرپرست - بفتح اول و پای فارسی بر وزن زر پرست، بمعنی خدمتگار باشد -

قاطع برهان : چون بفتح اول گفته بود آوردن هم وزن چه ضرورت داشت؟ معنی خادم و خدمتگار بی سند باور نداریم - در زبان اردوی مشهور سرپرست مربی و غم‌خوار را گویند - اگر گفته شود که لغت از اضداد است، چنانکه در عربی مولی، جواب آنست، که ما خود سرپرست را ازان رو که در کلام اهل زبان بمعنی محسن و مربی ندیده‌ایم، روزمرهٔ اردو شمرده ایم و بمعنی خادم و پرستار در هیچ نظم و نثر از نظر ما نگذشته - هر آئینه سند میخواهیم -

تنبیه : سرخاریدن - در یک فصل به نه معنی آورده است، بیشتر نقیض یکدیگر - و در اصل مفهوم این کلمه آنست که انسان در آن حالت که فرومانده باشد و هیچ کار نتواند کرد، کاری پیش گیرد، چنانکه عرفی فرماید :

مرا زمانهٔ طناز دست بسته و تیغ
زند بفرقم و گوید: که هان سری میخار

برهان قاطع: سرخ شبان یاهودار - اسم حضرت موسیٰ علیه اسلام است بزبان پهلوی -

قاطع برهان: هر چند ظهور حضرت کلیم‌الله در عهد فرمان‌روایی گیهان خدیو منوچهر است، که آن شاه کار آگاه هنگام گذشتن از جهان با نودر میفرماید:

کنون نو شود در جهان داوری
که موسیٰ بیاید به پیغمبری

اما وجه تسمیه دلنشین نمی شود، جز لفظ شبان، که با حضرت مناسبتی دارد و دیگر هیچ لفظ راه بجایی نمی برد - سرخ یعنی چه و یاهودار را معنی کدام؟ هو لفظ عربی‌ست، در پهلوی چون گنجید و یاهو افادهٔ کدام معنی کرد؟ درین روزگار یاهو اسم نوعی‌ست از انواع کبوتر، اما لغتی‌ست حادث نه پارسی آن عهد - آخر جناب موسوی کدام جانور یا کدام چیز باخویش داشتند که یاهودار لقب یافتند - عصا یاهو نیست، یدبیضا یاهو نیست، توریت یاهو نیست،طور یاهو نیست - بر نگرندگان این مقام فرض‌ست که اگر توجیهی در خاطر گذرد نامه نگار سیاه نامه را آگهی بخشند - و اگر من نمانده باشم بر حاشیهٔ این ورق نویسند تا هر که بیند گفتار دکنی را مسلم گزیند - و هر که این

رساله را نقل بردارد آن عبارت را هم چنان بر حاشیه نگارد - بعد از انجامیدن این نگارش ناگاه بیاد آمد که ماهو چوب دستی را گویند که شبانان دارند - خواجه ماهو را یاهو خواند و مثنات تحتانی را بجای میم نشاند -

برهان قاطع : سفید - بر وزن و معنی سپیدست که نقیض سیاه باشد و به عربی ابیض گویند -

قاطع برهان : تا کودک لب از شیر مادر می‌شوید، سفید و سیاه میگوید - سفید را لغت قرار دادن و سپید راهم وزن آوردن و همین لفظ در شرح معنی بکار بردن و باز نیاراسیدن و نقیض آن سیاه نوشتن و تا عربی آن که ابیض است نه نگاشتن قلم از کف نگذاشتن دیوانه نیز اینها نکند، مگر مسخره - تا اهل بزم به خندند و سیلی و گردنی زنند و دشنام دهند -

تنبیه : سکال، سکالش، سکالیدن، بکاف عربی، نوشت و باز بکاف فارسی همین سه لفظ آورد - هوشیار باید بود که سگالیدن به معنی اندیشیدن با مجموع مشتقات، که ازان جمله سگال صیغهٔ امر است و سگالش حاصل بالمصدر، همه بکاف فارسی‌ست نه بکاف کلمن -

تنبیه : سلک لـآلی را بضم لام وسطی، بمعنی عقد مروارید نوشت ـ و چون در فصل لام نگرستیم لولو را به معنی صورت مهیب نوشت و ننوشت که مروارید را گویند ـ ازین جا دانسته شد که همین سلک لـآلی شنیده است و لغتی خاص به معنی عقد مروارید اندیشیده است ـ و نمی داند که لولو مفرد است و لـآل و لـآلی به لام مفتوح جمع، ورنه آنکه سفید را لغت انگارد، لولو را چرا فرو گذارد ـ خدا پرستان! بهر خدا این عربی مفهم، فارسی مدان، نمی پرسم، که کیست، می پرسم که چیست؟ لولو به معنی صورت مهیب نه در فارسی آمده نه درعربی ـ همین مصطلح مشترکهٔ فارسی و هندی‌ست، ماخذ قرار داد آنکه لولو یعنی گوهری که از صدف بر آید هر گونه ـ پیرایه را شاید، کودک چه داند که ماجرا چیست ـ چون لولو را بعنوان تخویف نام بردند، ترسید و دانست که بلائیست ـ دکنی که در جوانی دانش نه اندوخت، آنچه از مادر شنیده بود فرایاد داشت، به فرهنگ آورد ـ آنانکه قول پدر دکنی هرزه انگارند، کلام مادرش چرا سند پندارند ـ

تنبیه : بر سیاوخش تهمت می نهد که عاشق سودابه بود ـ مگر این بی هنر از امت آن زن دروغ گو

است که قول او را راست می پندارد، و سیاؤش را دلدادهٔ او می انگارد - در پایان ص ۳۴۹ هر هفت فاضل صدر بر مفتری کاذب، که سیاوخش را عاشق سودابه وا می‌نماید، نفرین می کنند -

برهان قاطع : شاخل - بکسر ثالث بر وزن داخل، نام نوعی از غله است که نان ازان پزند - و بضم ثالث هم آمده است -

قاطع برهان : شاخل بکسر ثالث غلطست، چنانکه خود بعد ازین شاخول می نویسد - و نمی داند که واو نتیجهٔ اشباع ضمه است، نه حاصل اشباع کسره - قطع‌نظر ازین تفرقه، می فرماید که نوعی از غله است و نان ازان پزند - هیهات شاخل، بر وزن کاکل، اسم غله ایست که آن را در هند ارهر گویند و هیچ کس نان ازان نمی پزد مگر در دکن می پخته باشند -

تنبیه : شاب‌ود، بر وزن چار قد، شاب‌ورد، بوزن لاجورد، شاد ورد، بر وزن یاد کرد، شارود بر وزن مارزد، شاه‌ورد، بر وزن آه سرد، شای‌ورد، بوزن جای درد، شش لغت در شش فصل بمعنی هالهٔ ماه آورد، تا صحیح کدام است؟

تنبیه: شاوور، بواوه اسم پادشاه نوشت - و باز می نویسد که شخصی را نیز گویند که میان عاشق و معشوق میانجیگری کند - نغز لغتی آورد که افاده‌های بسیار دارد - اسم هیچ پادشاه شاوور نبوده است - آن شاپور است، مخفف شاه پور، یعنی پور شاه - و آن را که میان زن و مرد میانجیگری کند نیز شاوور نگویند - آری مصوری بود در زمان خسرو پرویز که شاوور اسم اصلی آن بود - و چون شاوور مذکور در شکارگاه شیرین تصویر خسرو کشید و پیام آن پریچهره خاتون نزد خسرو مهر تمثال آورد، مردم درگمان افتادند که مگر شاوور اسم صفت‌است و هر که چنین کند او را شاوور خوانند - کاتبان را مغلطهٔ دیگر افتاد که شاوور را چون لغتی غریب بود بشاپور خلط کردند و مصور خسرو را، که شاوور بواو نام اوست، شاپور نوشتند - حاصل گفتار آنکه اسم پادشاه شاپور است، ببای فارسی و واو، نه شاوور بواو - اسم مصور خسرو شاوورست، بهر دو واو نه ببای فارسی و واو -

برهان قاطع: شبروان کنایه از شب زنده داران و سالکان باشد - و کنایه از عسس و دزد و عیار هم‌هست -

قاطع برهان: واویلا! وامصیبتا!! شبروان صیغهٔ جمع آورد و مفرد را نام نه برد - و شب زنده داران و سالکان معنی شبروان نگاشت - و باز فرمان داد که کنایه از عسس و دزد و عیار هم هست - از من باید شنید: شبرو لفظ مرکب است، کنایه از دزد - و شبروان جمع آنست، یعنی دزدان - سالک شب زنده دار را که در طاعت شب بسر آرد، شبرو که میگوید و عسس را شبرو که می نامد؟

ز فرق تا بقدم هر کجا که می نگرم
کرشمه دامن دل میکشد که جا اینجاست

در هر یک گام دو پالغز، اندیشه تا کجا احاطهٔ آن تواند کرد؟ شبروان صیغهٔ جمع است - و میخروشد که عسس و دزد و عیار را نیز می گویند - صیغهٔ جمع بر مفرد چگونه فرود تواند آمد - کاش چنانکه شب زنده داران و سالکان نوشته بود، این جا نیز عسسان و دزدان و عیاران می نوشت، تا همان یک مغلطه باقی میماند -

تنبیه: شرک، بفتح اول بر وزن فلک، می‌نویسد - حال آنکه فلک بفتحیتن است - سپس آن را به معنی شرا می‌گوید و عربی آن حصبه وا می نماید - و میلاید که

در عربی ریسمان گره در گره را گویند که فارسی آن بلغشنه است - و باز راه بزرگ وسیع را نیز بدین نام می خواند و معاً میان و وسط حقیقی راه را هم نشان میدهد - چون در آن عهد عمل انگریزی در قلمرو هند نبود، هر آئینه بحیرتم که این بندهٔ خدا سڑک، بسین مهمله و رای هندی از کجا شنید، که شرک بشین منقوطه و رای قرشت از روی تفریس پدید آورد - سپس بفتح اول و سکون ثانی، پارچه و جامه، بقید آن که دران دارو بندند، خاطر نشان میکند - و بکسر اول و سکون ثانی، بمعنی جدری می‌آرد - و در عربی بمعنی انباز داشتن بشر در افعال با خدا ظاهر میکند - و این خود ظاهر است که از الفاظ منصرفه عربی‌ست - اما حصبه و جدری به تغیر حرکات و راه بزرگ و میان و وسط حقیقی راه و پارچه و جامه وانگاه قید بستن دوا در آن و در عربی اسم بلغشنه، آیا این بیابانهای گره در گره از برهانست یا از بحران -

برهان قاطع: شش ضرب نتیجهٔ خوب - کنایه از گوهر و زر باشد - و کنایه از مشک و کنایه از شکر و عسل و اقسام میوه‌هاهم هست - و بحذف ضرب هم بنظر آمده است، که شش نتیجهٔ خوب باشد -

قاطع برهان : یا رب این جملهٔ مرکب یعنی شش ضرب نتیجهٔ خوب لغت است یا مصطلح - و بهر حال هرچه هست مفهوم این را چگونه توان دانست که‌چیست؟ خواجهٔ بحران گوهر و زر و مشک و شکر و عسل و اقسام میوه می فروشد - آموختن و یاد داشتن لغات و مصطلحات بهر آنست که در عبارت بکار رود و ناظرین بمشاهدهٔ آن عبارت برمکنون خاطر کاتب آگهی یابند - آن یکی بدیگری نوشت که شش ضرب نتیجهٔ خوب سوی من روان باید داشت - خواننده ندانست که دوست چه میخواهد و از هر که پژسید ''لا اعلم،، در جواب شنید - به سفائن لغات روی آورد - در هیچ سفینه نشان نیافت، مگر در برهان‌قاطع - اکنون می اندیشد که به سائل گوهر فرستم یا زر یا مشک یا شکر یا عسل یا سبدی از اقسام میوه - امید که معتقدان برهان قاطع حقیقت حال را از روی فرهنگ‌های دگر و اشعار شعرای نامور دلنشین من کنند و اگر نتوانند در تحمیق بحران الدین آقا با من هم زبان شوند -

تنبیه : شرنگ را مطلق زهر میگوید و نام دگرش خرپزهٔ تلخ می نهد - من میگویم که شرنگ نه از سمیات و مهلکات است و نه از قسم خرپزه - ثمری‌ست، تلخ طعم، که در صورت به خرپزه ماند و پیه آن در مسهلات بلغم

و سودا بکار رود - و در عربی آن راحتطل گویند و در فارسی شرنگ و در هندی اندراین -

برهان قاطع : شبگرد - بفتح کاف فارسی و سکون را و دال بی نقطه، ماه را گویند - و به عربی قمر خوانند و عسس و شب‌رو را نیز گفته اند -

برهان قاطع : شبگرد ماه را چگونه می توان گفت مگر اختر شب گرد و ستارهٔ شب گرد - و من می گویم که اینهم نباید گفت، زیرا که گردیدن ماه به شب منحصر نیست، در روز نیز همی گردد - هان شب افروز اگر گویند جا دارد - دیگر عسس و شبرو چه ترکیب است ؟ آیا عسس و شبرو یکی‌ست یا شبگرد از اضداد است؟ حاشا که عسس و شبرو یکی باشد یا شبگرد از اضداد - داد از دست این همه جا نا درست؛ داد - راستی اینکه شبگرد شحنه و عسس را گویند نه قمر و دزد و عیار را - و شبرو دزد را خوانند نه عسس و عابد شب زنده دار را -

تنبیه : شکوه، بضم اول، بمعنی هیکل با قوت و مهابت و بکسرهٔ اول بمعنی ترس و بیم می نویسد - ندانم این تفرقه از که آموخت و هیکل با قوت از کجا آورد - شکوه، بضم شین، زنهار نیست - همان بکسرهٔ شین و ضمهٔ کاف و واو مجهول اسم جامدست، بمعنی دبدبه و

شان و رعب - و شکوهیدن مصدر جعلی‌ست، بمعنی متاثر شدن از مهابت و عظمت - ترجمهٔ آن درهندی : رعب میں آنا - باری چون ازین خیابان گذری، هفت چمن دیگر نگری، پر از گلهای بیرنگ و بو : شکوهد، شکوهندگی، شکوهنده، شکوهیدن، شکوهیده، شکهد، شکهیدن - نقلی شگرف بضمیر دارم و تا نگویم نیاسایم - مثلیست که : هرگنده خوری را گنده پزی - هرزه سرائی جامع برهان را، که نزد خردمندان بی‌فائده محض‌ست، مسکت مدعی دیده‌ام و سود آن سکوت خاص بمن رسیده است - همانا در قصیده بیتی دارم که نخستین مصرعش اینست :

دانش اندوز نباید که شکوهد ز سوال

چون آن قصیده شهرت یافت، یکی از علما در بزمی که من نبودم برین لفظ خرده گرفت و گفت که شکوهد معنی ندارد - هم از اهل بزم پاسخ یافت که نظامی در سکندرنامه میفرماید :

شکوهید دارا ز نزلی چنان

خنده زد و فرمود که شکوهید سند شکوهد نمی‌تواند بود - وای برین علم و فضل که ماضی را مسلم داشت و مضارع را ناروا پنداشت - مردی سخت کوش، گرم خون فردای آن

روز برهان قاطع را بخانهٔ آن فرزانه برد و شکوهد را بوی نمود - بخود فرو ماند - پنداری برهان قاطع کلام آسمان است که هیچ کس را از تسلیم آن گزیر نیست - دید و خندید و گفت: که من میدانم حاجت بدیدن برهان قاطع نیست - دیروز ظریفانه سخنی گفته بودم - زنهار پیش میرزا حکایت نخواهی کرد - آه از عربی خوانان فارسی ناشناس -

تنبیه: در فصل شین مع الکاف پارسی **شگرد**، بر وزن نگرد می نویسد و ''شکار کند،، معنی آن می فرماید - چون صیغهٔ مضارع لغتی جداگانه قرار یافتن بکار من آمده است، درین باره سخن چرا رانم - اما یاران خود را خبر میدهم که شکار نیز مثل شکوه اسم جامد بوده است - و آن را بعد حذف الف متصرف ساخته اند - یعنی شکریدن و شکرد و دیگر مشتقات - هر آئینه حیرت رو میدهد که در باب شکوهیدن شورا شوری چه بود و در شکریدن بی نمکی چراست - یعنی همین مضارع نوشت و دیگر بس - وانگاه شگرد بکاف فارسی محاورهٔ کجاست؟ از ناظران منت می پذیرم که چون نگارش مرا درین مقام بینند، بسوی شین مع الکاف العربی نیز گرایند، که نخست **شکرد** به معنی چاره و علاج کند نوشته است و سپس [شکردن] بمعنی شکار کردن آورده - و این بیان

بدو نهج غلط است - یکی این که شکر، به معنی چاره و علاج هرگز نیست، دوم این که مصدر شکریدن است نه شکردن - نه لفظ صحیح و نه معنی صحیح و نه شکرد بکاف فارسی صحیح -

برهان قاطع : شید اسپهبد بمعنی روان بخش است که به عربی روح القدس خوانند -

قاطع برهان : علم عربی نه صاحب برهان قاطع داشت و نه نگارندهٔ قاطع برهان داود - صاحبان علوم‌عربیه اغلب که روان بخش را ترجمهٔ روح القدس نه پذیرند - من جز این قدر نمی دانم که شید اسپهبد و اسپهبدی‌شید عبارت از نفس ناطقه است که پاوسیان آنرا روان گویا نیز گویند -

برهان قاطع : صفینه - بر وزن خزینه، درخت ابهل را گویند و آن سرو کوهیست و بعربی عرعر می خوانند -

قاطع برهان : سبحان الله! صفینه مگر فارسی‌ست که عربی آن را عرعر می نویسد - صاد سعفص ذال ثخذ نیست که فارسی نبودن آنرا همین من مدعی باشم -

تنبیه : صدا را معرب سدا می گوید - یا رب سدا بسین در فارسی بمعنی آواز کجاست که صدا بصاد از تعریب آن وجود گیرد؟ آری سدا به سین در هندی، بمعنی همیشه، لغتی‌ست زبان زد جمهور - اگر آن را معرب ساخته اند تفرقه در معنی چرا انداخته اند؟

تنبیه : ضال اسم میوهٔ سرخ رنگ می گوید و توضیح میکند که در عربی ثمرةالسدر و در فارسی کنار و در هندی بیر گویند - و ظاهر نمی کند که ضال در کدام زبان می نامند - باشد که زبان دیوان قاف باشد - انحصار رنگ کنار در سرخی و شبیهه بودن آن بعناب تهمت‌ست برین ثمر - زهی ضال مضل -

برهان قاطع : ضرب سیخول را گویند و در عربی بمعنی زدن باشد -

قاطع برهان : مگر ضرب اسم سیخول فارسی‌ست - حاشا که چنین تواند بود -

تنبیه : طارطقه را میگوید که به عربی حب‌الملوک گویند و طارف را بمعنی مال نویافته می نویسد و معاً می نویسد که در عربی بعید النسبة من الاجداد را گویند - و معنی طارق در عربی باب، که بفارسی در گویند، می گوید -

گویی طارطقه را به معنی حب الملوک و طارف را بمعنی نو دولت فارسی دانسته است - با اینهمه در شرح معنی طارق میفرماید که بفارسی در باشد - از که پرسم که طارطقه و طارف لغت پهلوی و فارسی چگونه می تواندشد؟ و طارق چون خود نوشت، که بمعنی در باشد که عربان باب گویند، لغت کدامین قوم است -

برهان قاطع : طری - بفتح اول و ثانی به تحتانی کشیده، به معنی تازه و تر باشد - و گویند معرب تری ست، که تازگی و رطوبت باشد -

قاطع برهان : طری لغت عربی است بمعنی تازه و تر - یا رب این طری که لغت اصلی عربی‌ست معرب تری چگونه قرار یافت - تر لفظ فارسی‌ست، ترجمهٔ طری - و تری بنای قرشت همان لفظ تر است، باضافهٔ یای مصدری، ترجمهٔ رطوبت - در طری که بطای حطی لغت عربی‌ست، یای اصلی‌ست نه مصدری، از جرأت جری و از طراوت طری - طراوت و تازگی و تری صفت است و تازه و تر و طری موصوف - در تعریب و تفریس تبدل لفظ دستور است نه تغیر معنی - اصل این است ، که بیچاره

تمیز تفرقهٔ معنی مصدر و مضارع و ماضی و امر و صفت و موصوف از ازل نیاورده است -

تنبیه : طشت زر، طشت گر، طشت نگون، طشت و خایه، این چهار لغت در فصل تای قرشت با شین نوشته است - در فصل طای دسته دار و شین چون لغات دیگر فراهم نتوانست کرد، همان چهار لفظ را مکرر آورد -

تنبیه : عنبر ارزان اسم گیسوی عنبر بوی حضرت سیدالمرسلین قرار میدهد - و در نمی یابد که ارزان چیز کم قدر و اندک بها را گویند - سپس عنبرلرزان می نویسد - نظامی راست :

بوی کزان عنبر لرزان دهی
گر بدو عالم دهی ارزان دهی

بیچاره دکنی استعاره را تسمیه دانست - و از روی مصرع ثانی حقیقت لفظ ارزان در نیافت - و معنی شعر مولانا نظامی نفهمید - هیهات زلفی که بوی آن به قیمت دو عالم ارزان باشد، خود او را که مهب آن رائحهٔ روح افزاست، ارزان چگونه توان گفت، مگر از کوتاهی و نا آگاهی و گم راهی؟ -

تنبیه : غاتفر، بفای سعفص، نام شهری‌ست و نام محله از محلات شهر سمرقند - نیز حضرت بوهره صاحب دکنی غاتفر به قاف میفرمایند تا مریدان شیخ چه فرمایند؟

تنبیه : غژک و غچک نام ساز مسلم، اما بعین بی نقطه و زای فارسی یعنی عژک - دانستن از ازان رو که آن در فارسی و این در عربی نیست، جز مسخرگی و بوالعجبی نیست -

تنبیه : غشته مشتبه به فتحه و کسرهٔ غین منقوطه به معنی آمیخته و آغشته می نویسد - آغشته بغین مکسور مفعول آغشتن است - الف ممدوده کجا رفت، و کسره از کجا پدید آمد؟ اگر غشته را مخفف آغشته می گفت، میگفتم که سند میخواهم۱ - اکنون که غشته را به معنی آغشته نوشت چگویم؟

تنبیه : غفوده، بر وزن کشوده، بمعنی هفته آورده است - هفته خود فارسی‌ست و اسبوع عربی و هندی اٹهواره - غفوده مگر زبان دیو و پری باشد - البته در یک فرهنگ غفوده بی توضیح اعراب بمعنی هفده که عددی‌ست

۱ - میجویم (قاطع برهان، ص ۵۳) -

مرکب از ده و هفت دیده ام - پندارم که این مرد دانشمند هفده راهفته پنداشت - زهی قیاس!

تنبیه : غنو، غنود، غنودن، غنوده، غنویدن، غنویده، از یک مصدر شش لغت تراشید - خود مداد و کاغذ زیان کرد - از کیسهٔ من چه رفت؟ من درین اندیشه ام که هر شش لغت را همان مرادف خفتن و خوابیدن گفت و بجا گفت - در فصل هفتم غنوند، که صیغهٔ جمع غایب است از بحث مضارع غنودن بقلم آورد، و عهد و پیمان و شرط معنی آن نوشت - این را چه توان گفت؟ اگر غنوند، بوزن خرسند، بمعنی پیمان آمده است بایستی که نخست غنوند بحرکت نون نوشتی و از حقیقت جوهر لفظ آگهی دادی - سپس گفتی که غنوند بسکون نون لفظی‌ست، جداگانه به معنی پیمان -

تنبیه : غوش، غوشا، غوشاد، غوشاک، غوشای، یک معنی به پنج صورت آورد، تا اصل لغت چه صورت دارد! صورت راستی این است که غوشاک، بغین مفتوح، اسم پاچک است که آپلا بالف مضموم هندی آنست -

تنبیه : فتاریدن، بکسر اول بر وزن حصاریدن، میطرازد - مگر نگاریدن هم وزن نمی توانست شد که حصاریدن از قلهٔ کوه قاف آورد؟ سپس چون بنگارش معنی

پرداخت روی ورق سیاه ساخت ـ کندن، ریختن، دریدن، شکافتن، پراگنده و پریشان ساختن، از هم جدا کردن، شش معنی آورد ـ کس نگوید که چون به نقل این شش معنی پرداخته باشی تو نیز روی ورق سیاه ساخته باشی ـ انصاف بالای طاعت است ـ نقل کفر کفر نیست ـ هنوزم سخن بسیار باید گفت تا به درد سخن رسیده باشم ـ فتاریدن، فتال، فتالید، فتالیدن، فترد، فتردن، فترید، فتریدن، فتلیدن، آن شش معنی کدام صورت و این نه صورت کدام معنی دارد؟ سخن جز اینقدر نیست که فتاریدن و مبدل آن فتالیدن بمعنی دریدن و گسستن آمده است و آنرا فتریدن و فتلیدن هم گفته اند ـ و چون مصدر به تبدیل و تحفیف چهار صورت دارد، لاجرم سراسر مشتقات نیز به چهار صورت خواهد بود ـ

تنبیه : در تحت شرح معنی فراخ رو، برای مفتوح، فراخ رو، برای مضموم، به معنی شگفته رو می نویسد ـ و گمان من آنست که فراخ صفت دهان است، نه صفت رخ ـ چون مسکین دهان و رخ را یکی میداند، از روی قیاس فراخ رو آورده است ـ لاجرم تپانچه بر روی و مشتی بر دهن صله دارد ـ پوشیده نماند که آنچه بعد انضمام دیباچهٔ دوم در مذمت جامع برهان قاطع سخن تیز تر

رانده ام وبال این بر گردن مددگار ناورزیده کار اوست که در نامهٔ ترقند هنگامهٔ خود مرا دشنام داد و به بد گفتن محبوب خود دلیری بخشید - اگر گویند انتقام از دهندهٔ دشنام بایستی کشید، گویم آن بیچاره در معرض نظم و نثر فرومایه تر از آنست که نامش برند، اگرچه بزشتی باشد - و صاحب برهان قاطع هر چند بگزاف بود نمانمای دارد -

تنبیه : فراز را از اضداد می شمارد و هم بستن در و هم کشودن در ازین لفظ مدعا دارد - کس نگوید که تنها صاحب برهان قاطع چنین نمی گوید، بلکه دیگران نیز گفته اند و این امر اجماعی‌ست - ما میگوییم که این اجماع مثل اجماع اهل شام است، برخلافت یزید - سپس باید دانست که فراز ضد نشیب است - چون هنگام بستن تخته های دراز هر دو سوی مرئی میشود و آن صورت بلندی‌ست هر آئینه بستن در را در فراز کردن گویند، چنانکه سعدی گوید :

بروی خود در طماع باز نتوان کرد
چو باز شد، بدرشتی فراز نتوان کرد

باز کردن بمعنی کشادن و فراز کردن بمعنی بستن، یعنی طماع مبرم را سوی خود راه مده - و چون چنین اتفاق

افتاد، دیگر در بروی وی مبند - منشای مغالطه درین لفظ تمسک به شعر حافظ است :

حضور مجلس انس‌ست و دوستان جمعند
و ان یکاد بخوانید و در فراز کنید

نخست مجلس انس و جمع احباب و حرکات دوستان بی‌تکلف را خاصه در بزم شراب در ضمیر نقش بایدبست - سپس توان فهمید که مجلس انس خلوتی‌ست خالی از اغیار - اگر ناگاه بیگانه بدین چنین انجمن در آید، همه را عیش منغض و خاطر مکدر گردد - مگر در هجوم عام جز گزند چشم زخم بیم رنج دیگر نیست، که آن را بخواندن و ان یکاد از خود دفع کنند، و در بگشایند تا همسایگان و سوقیان همه گرد آیند و رسوائی مجلسیان تماشا کنند، بلکه سرهنگان و عسس و محتسب نیز در آیند و مستان را باسیری برند - اگر گویند درین صورت خواندن ان یکاد بهرچه خواهد بود - گوییم بهر دفع چشم زخم یکدیگرست که آن از چشم زخم بیگانگان خطرناک‌ترست - پیر جهاندیده می فرماید که آفت اغیار به بستن در دفع کنید و بلای عین الکمال احباب را بخواندن ان یکاد بگردانید - سیف‌الحق سیان داد خان سیاح در لطائف غیبی هم از

روی شعر خواجه حافظ دلیلی آورده است، که از فراز کردن در جز بستن در مفهوم دیگر در ضمیر سخندانان هوشمند نمی تواند گذشت - عبارتش که اردو است بعد حذف زواید به فارسی می نویسم - نام گرفته می نویسد: که تا در بسته نباشد به کشادنش چگونه حکم توان کرد - و چون در بسته بود دوستان از کجا آمدند، که بعد از انعقاد مجلس انس به کشادن در فرمان داده میشود -

برهان قاطع: فرامشت - بفتح اول و ثانی بالف کشیده و میم مضموم بشین و تای قرشت زده، به معنی فراموش است که از یاد رفتن باشد و آنچه کسی در دست گیرد هم فرامشت خوانند -

قاطع برهان: چون شناسائی حقیقت جوهر لفظ ندارد، فرهنگ چرا می نگارد؟ بوریا می بافت، رسن می تافت، هیزم می فروخت، گلخن می افروخت، فرامشت را همه دانند که مزید علیه فرامش است - به معنی فرامش چه معنی دارد؟ و آن معنی دیگر که بسوراخ لفظ در سپوخت تا از کدام غلام باره آموخت - فرا مرادف بر به معنی علی لفظی‌ست جدا و مشت لفظی‌ست جدا - چنانکه بر دست و در دست - این لفظ مرکب را لغتی مستقل

اندیشید - دانم که نه معنی فرا میداند نه معنی مشت - فرامشت را جای دیده باشد - چون در آن مقام معنی سهو و نسیان نمی گنجید، از کسی پرسیده باشد که آن کس گفته باشد که هرچه بر دست نهند آن را فرامشت گویند - لاجرم این معنی را در دل گرفت و در فرهنگ آورد - این همان گونه پالغزست که این را در باب سلک لآلی رو داده بود - و این چنین صورتهای ناخوش درین کتاب بیش از آنست که گفته آید -

برهان قاطع : فرجد - بوزن ابجد، پدر جد را گویند که پدر سوم است، خواه مادری باشد خواه پدری -

قاطع برهان : سبحان الله! فر فارسی و جد عربی، فر بمعنی بزرگ اندیشیدن و جد به معنی پدر پدر فهمیدن چه قدر برخویش خندیدنست - من آن می پسندم که چون فای سعفص و بای فارسی باهمدگر مبدل میگردد، این را پرجد باید گفت، چنانکه در هندی **پردادا** گویند - شارحان **قران السعدین** مصرع امیر خسرو را باستشهاد آورده اند و فرجد را به معنی پدر سوم گمان کرده اند - و آن مصرع اینست :

فر جد از فرجد خود یافته

گوئی ممدوح امیر خسرو سلطنت جد خود از پدر جد خود یافته بود - حال آنکه این گمان غلطست - آن پادشاه سلطنت جد خود از پدر خود گرفته بود - اینک معنی مصرع از من توان شنفت فرجود لغتی‌ست پهلوی به معنی کرامت و فرجد، بضم جیم، مخفف آن - و درین مصرع همان فرجد است بضمهٔ جیم نه فرجد، به جیم مفتوح - معنی مصرع این که ممدوح من فر جد یعنی سلطنت جد از کرامت و یاوری اقبال یافت - چون فرجد را نمی‌دانستند پردادا ترجمهٔ آن شناختند - و بسوی این امر وقوعی، که فلانی بر اورنگ جهانبانی بجای جد خود که آن را دادا گویند نشسته است، نه بجای جد پدر خود که هندی آن پردادا باشد - نظر نه کردند و قیاس را کار فرمودند - نازم بدین دکنی که فرجود بر وزن مقصود[1] به معنی معجزه و اعجاز می نویسد - و فرجد را مخفف آن نمی‌داند - و به تبعیت شارح قران السعدین فرجد بمعنی پدر جد می نویسد - حال آنکه در عربی و فارسی از بهر پدر جد اسمی خاص معین نیست - در عربی آنسو تر از جد صیغهٔ جمع نویسند، یعنی اجداد و در فارسی جمع نیا نویسند، یعنی نیاگان -

۱ - مفقود (قاطع برهان، ص ۵۵) -

تنبیه : فرختار - را که مخفف فروختارست نخست نوشت و فروختار را که لغت اصلی‌ست، مرکب از صیغهٔ ماضی و آر، مانند خریدار و پرستار، بعد از سه ورق رقم کرد - این قاعدهٔ کجا است؟

تنبیه : فرنه، بوزن ورنه، بمعنی لعنت و نفرین آورد - باز فریه، بوزن گریه، در فصل دیگر نوشت، تنها به معنی نفرین - و لعنت را فرو خورد - باز درین فصل میطرازد که در عربی بمعنی دروغ و تهمت آید - در عربی دروغ و تهمت را اگر فریه گویند، گفته باشند - بنده را در آن سخن نیست - من این می پرسم که در فارسی به معنی نفرین فرنه، بوزن ورنه، صحیح است یا فریه، بوزن گریه؟

تنبیه : فسوس، بکسر اول و ثانی بواو مجهول رسیده، بمعنی بازی و ظرافت و سخره و لاغ و دریغ و حسرت و تاسف و از راه برون شدن نوشت - و باز فسوسیدن، بر وزن نکوهیدن، بمعنی دریغ و تاسف و حسرت و مسخرگی و ظرافت و بیراهی آورد - رهروان را آگهی باد که غول وادی گفتار طرفه بانگی زده است - تازی و پهلوی را بهم پیوست، و بره گذار نظاره شگرف نقشی بست - من این را نمی گذارم و پرده از روی کارش بر میدارم - **افسوس**، بالف مفتوح

و واو مجهول، لفظ تازی‌ست به‌معنی دریغ، چنانکه تاسف و متاسف و وا اسفاه همه مستخرج از افسوس‌ست و فسوس، بهر دو ضمه و واو معروف، لغتی‌ست فارسی، ترجمهٔ استهزا - این بیخرد افسوس و فسوس را یکی دانسته و هر گونهٔ معانی، که در عربی بهر افسوس و در فارسی برای فسوس بود، پاره پاره بهم دوخت - دیگر این نیز دانستنی‌ست که فسوس در فارسی لغتی‌ست جامد مصدر ندارد، آری مانند شکار و شکوه و خواب و آرام - اگر این را از راه تفنن متصرف گردانند، رواست - اما همان بمعنی استهزاء - افسوس بالفتح اگر عربی نباشد، گو مباش - در فارسی بمعنی و حسرت و حیف و مرادف دریغ است - بکسرهٔ همزه غلط و بحذف الف لغو و نا مستعمل - و بمعنی بازی و ظرافت و سخر و لاغ دروغ - فسوس، بضمتین و واو مجهول، بمعنی استهزاء است - از فسوس حسرت و افسوس مراد داشتن و کذا بالعکس گمراهی‌ست - و فسوسیدن بر وزن نکوهیدن هم بمعنی سخر و هم بمعنی حیف سخر و ابلهی‌ست - افسوس به الف مفتوح و فسوس بر وزن عروس یکی نیست - هر یک مفهوم جداگانه دارد - افسوس را اگر من لغت عربی گفتم غلط گفتم - و آن سهو طبعی بود - امید که معتقدان صاحب برهان‌قاطع نظر بدین اغلاط، که من مجملاً نوشته ام، و در برهان مفصل مرقوم است جامع برهان را اگر هیچ نگویند، چنانکه

مرا گفته باشند که عربی نمی داند در بارهٔ وی گویند که فارسی نمی دانست - آری انصاف همین می‌خواهد و هر چه ازین بگذرد حیف و میل است و بس -

تنبیه : فغ، بفتح اول، بمعنی بت می نویسد و راست می‌نویسد - باز فغستان، بفای مضموم بر وزن گلستان، بمعنی بتخانه می‌نویسد - معنی صحیح و تغیر حرکت حرف اول غلط، چه‌فغستان همان فغست و ستان - چون فغ را با ستان آمیختند، از فای مفتوح ضمه چرا انگیختند - ضمهٔ گل در گلستان و فتحه زر در زرستان بجا ماند - فغ در فغستان فتحه را از خود چرا ریزاند؟ طرفه اینکه در فغستان فا را مضموم نگاشت و در فغفور همان فتحه روا داشت - چنانکه خود می گوید فغفور، بر وزن مخمور - دیگر فغاک را نیز بفای مضموم و معنی مذموم آورد - یعنی می گوید که حرامزاده را نیز گویند - باز فغواره نیز بفای مضموم نشان میدهد - حال آنکه خود می فرماید که معنی ترکیبی این لغت بت مانند است - لا جرم ما می‌پرسیم که چون فغ را در سر آغاز بفتح اول نوشت و در فغفور نیز فا را مفتوح آورد در فغستان و فغاک و فغواره که این هر سه مرکب از فغست فا را بعمامهٔ ضمه چرا سرفرازی بخشید - دانایان دریابند که فغفور فغ پورست یعنی پسر بت - پادشاهی

را پسر نمی زیست - یکباره چون زنش بسر زاد او را به بتخانه برد و در پای بت انداخت - و گفت این فرزند بت است - قضا را آن کودک نمرد - این قصه همان صورت دارد که هندوستانیان دختر و پسر را برند و در صحن مسجد اندازند و مسیتا و مسیتی نام نهند - همانا فغستان مرکب از فغ و ستان و فغاک مرکب از فغ و آک که افادهٔ معنی نسبت کند، چون خوراک و پوشاک، و فغواره مرکب از فغ و واره که مفید معنی مثلیت است - هر آئینه فغاک و فغواره مرد بیحس و حرکت را گویند خواهی از روی تکبر باشد و خواهی بعارضهٔ دیگر و حرامزاده را فغاک نگویند - آری ظریفان شخص مجهول الاب را بطریق طنز فغفور ۱ گویند -

برهان قاطع : فولاد - بر وزن و معنی پولادست - و آن آهنی باشد جوهر دار که کارد و شمشیر از آن سازند -

۱ - این کلمه مرکب است از لفظ (بغ) بمعنی خدا و (پور) بمعنی پسر و معنی زیر لفظی آن (پسرخدا) ست - در این واژه گاهی حرف (ب) به (ف) بدل شده است و لغت را بشکل (فغفور) بکار برده اند - در شاهنامه فردوسی همه جا لغت بشکل فغفور بکار رفته است (فرهنگ واژه های فارسی در زبان عربی، ص ۸۸) به عربی معنی پادشاه بزرگ چین دارد (مفاتیح العلوم، ص ۲۳) -

قاطع برهان : جای آنست که از خنده آب در چشم بگردد - فولاد بر وزن و معنی پولاد و باز تفصیل آن ببودن آهن و ساخته شدن کارد و شمشیر ازان آهن طرفگی - آنکه حرکت و معنی فولاد را، که لغتی‌ست در هر شهر و ده مشهور، به پولاد معرف شده است، که لفظی‌ست نا شناسا و مستور و در اصل همان مبدل منه فولادست - عجب که فارسی دانان آن عهد این طرفهٔ بغداد را دستگاه بزم نشاط نساخته باشند - و عجب تر آنکه فارسی دانان این عهد قیاس سراسر وسواس او را بجان پذیرند، و هر که تخطیهٔ او کند با او دشمن باشند - و چون دست نرسد که خونش ریزند، ناچار دشنام دهند و بد گویند -

تنبیه : فیصور نام شهری نوشت و کافور را بدان منسوب داشت - باز در باب قاف قیصور و قیصوری نگاشت - لاجرم یا کافور قیصوری که شهرت بسیار دارد، غلط العام خواهد بود، یا فیصوری، که بکر فکر دکنی‌ست، غلط الخاص خواهد بود -

برهان قاطع : قافله‌شد - بمعنی قافله رفت باشد، یعنی قافله سالار رفت که کنایه از فوت شدن پیغمبر باشد، صلوات الله علیه -

قاطع برهان : قافله شد نوشتن و قافله رفت معنی آن نگاشتن و آنگاه قافله سالار رفت توضیح آن قرار دادن هزل در هزل است و خبط در خبط - شدن و رفتن در یک معنی ترادف دارد، یعنی جانا۱ - چنانکه آمد و رفت و آمد و شد هم بر زبان و هم برقلم جاری‌ست - قافله شد لغت چرا قرار یافت و قافله سالار رفت چگونه ازان حاصل شد؟ بسا قافله‌باشد که آن را سالار نباشد و اگر باشد رفتن قافله‌را رفتن قافله سالار چگونه گوییم، مگر دانیم که چون قافله رفت قافله سالار نیز رفته باشد - و این حواله بر وجدان است، از قافله رفت، رفتن قافله سالار فراگرفتیم - اکنون معنی وفات سرورکائنات، علیه التحیات، چگونه فرا گیریم و این کنایه را بکدام علاقه بپذیریم؟ در ضمیرم چنان فرود می‌آید که این دکنی سوختنی شعر جامی را شنیده است و از فحوای آن این کنایه اندیشیده است :

ای کس ما بیکسی ما به‌بین
قافله شد واپسی ما به‌بین

جامی در عهد آنحضرت صلی‌الله‌علیه‌وسلم نبود - اگر بود مانند دکنی لغو نبود که از فراق خواجهٔ دو جهان بدین

۱ - اردو -

عبارت مهمل دریغ می خورد - اگر درین بیت روی سخن بسوی خداوندست، خطاب حاضر و غایب را چون بهم آمیخت و اگر تضرع با خداست، از قافله رفت معنی پیغمبر مرد چسان انگیخت - جامی از درد دوری همدمان و همقدمان، که در زندگی وی مرده اند، می نالد - هی! هی!! چه می اندیشم این گمان من است، وگرنه ماخذ قیاس دکنی تباهی رای وی نیست، قافله شد یعنی خاتم المرسلین علیه السلام از جهان رحلت کرد - واویلا! وامصیبتا!! این استعارهٔ کجائی‌ست؟ -

تنبیه : قبچاق بکسر اول نام دشت و صحرا میگوید - و غلط میگوید - نه قبچاق بقاف مکسور است و نه نام دشت است - قبچاق به فتحهٔ قاف نام گروهی‌ست، از اقوام مغول - و این اصطلاحی‌ست، ورنه در اصل قبچاق درخت میان تهی را گویند -

برهان قاطع : کارگیا - بکسر ثالث و کاف فارسی و تحتانی بالف کشیده، بمعنی پادشاه و وزیر و کارفرما و کاردان باشد - و هر یک از عناصر اربع را نیز گویند -

قاطع برهان : حرف ثالث رای قرشت است - هر آئینه باید که کار مضاف و گیا بکسرهٔ کاف پارسی مضاف الیه

باشد - درین صورت لازم می آید که معنی گیا پرسیده شود - و اگر از من پرسند گویم که گیا، بکاف فارسی مکسور، در زبان فارسی جز تخفیف گیاه معنی ندارد - و گیا بالفتح اگرچه در فارسی معنی ندارد لیکن در هندی صیغهٔ ماضی‌ست، ترجمهٔ رفت، و نام شهری‌ست، در قلمرو بنگاله - ای دکنی این کیا، بکاف عربی مفتوح است، کی بمعنی خداوند و مالک و کیا مزید علیه - و کار کیا، بسکون ثالث که رای قرشت است، بمعنی خداوند کار، چون ده کیا بمعنی مالک ده -

تنبیه: کاس را خود می نویسد که در عربی پیاله را گویند - باز در تحت بحث کاسه خلط مبحث کرده چنان می نویسد که: آدم گمان کند که کاسه در فارسی هم پیاله را گویند و هم نقاره را - اصل اینست که کاس و کاسه، مانند موج و موجه، بمعنّی قدح عربی‌ست، کاس و کوس بمعنی نقارهٔ فارسی -

تنبیه: کاشت را ماضی کاشتن گفت و راست گفت - به معنی زراعت گفت و بجا گفت - داغم ازین که میگوید: "ماضی برگردانیدن هم هست"، - و داغ بالای داغ این که می‌گوید: "بمعنی روی برگردانید هم بنظر آمده است"، - استغفرالله! کاشتن هرگز به‌معنی برگردانیدن نیامده - آری، برکاشتن مرادف برتافتن و گرداندن و

گردانیدن هست - تا این کلمهٔ ثنائی، یعنی بای ابجد و رای قرشت در اول نه فزایند، معنی گرداندن ندهد - و تا لفظ رو یا رخ در اول نیارند، تنها برکاشتن و معنی روی گرداندن زنهار ندهد -

برهان قاطع : کافت - بسکون ثالث و فوقانی، ماضی شکافتن است یعنی شکافت و ترکانید - و ماضی کافتن هم هست یعنی جستجو کرد و تفحص و تجسس نمود -

قاطع برهان : نگارندهٔ این عبارت فریبی [چند]۱ در کار آورده است - من خود فریب نمی خورم، اما نمی خواهم که دیگران غافل باشند و بااین همه مزد خیرخواهی و رهنمائی نمی جویم - امید که دوستان در انصاف مضایقه نه فرمایند - کافت ماضی کافتن چرا نباشد و ماضی شکافتن چرا قرار یابد؟ و اینکه میگوید ماضی کافتن هم هست مگر دو مصدر را که در صورت و معنی مغایر هم باشند، یک ماضی روا باشد؟ دیگر شگفتی فرو مانده ام که از شکافتن در باب شین مع الکاف جز شکاف که این را بمعنی رخنه آورده است، هیچ نشان نیست - این جا شکافتن از کجا آورد و کافتن بمعنی شگافتن و ترکانیدن از کجا یافت و کافد مضارع کافتن چرا اندیشید وکاویدن از کجا وجود

۱ - قاطع برهان، ص ۵۸ -

گرفت؟ سخن اینست که شکافتن مصدری‌ست جداگانه، ترجمهٔ آن چیرنا، ماضی شکافت و مضارع شکافد و مفعول شکافته - وهم چنین کافتن مصدری دیگر است، ترجمهٔ آن کهودنا، ماضی کافت و مفعول کافته مضارع کاود - کافتیده وکافد غلط محض و محض غلط - و معنی تفحص و جستجو اصلی نیست، بلکه نظر بر حصول فائدهٔ عمق و غور کنایه از پژوهش و تفحص است - اما کاویدن مصدر مضارعیست، چنانکه رستن، برای مضموم، مصدر اصلی و روئیدن مصدر مضارعی - هر آئینه کاو صیغهٔ امر است و کاوش حاصل بالمصدر -

برهان قاطع : کالب - بر وزن و معنی قالب است - که آن را کالبد نیز گویند -

قاطع برهان : اگر حیرت روی ندادی از خنده بیخود شدمی - کالب بر وزن و معنی قالب مگرمعنی دارد؟ عیاذاً بالله! قالب در عربی و کالبد در فارسی بمعنی تن است - وچیزی را نیز گویند که آن را در هندی سانچا نامند - کالب لغت کجائی‌ست مگر مخفف کالبد باشد و این نمی تواند بود - و اگر هم چنین بود، اشاره به تخفیف کالبد می کرد - چون بدین مقام رسیدم و کالب بر وزن و معنی قالب دیدم، ناچار ورق بر گرداندم و بحثا قاف

مع الالف را نگرستم، از لغت قالب اثری نیافتم - اگر دکنی این را میدانست در قاف مع الالف چرا نیاورد؟ و اگر نمی دانست در معنی لغت کالب از کجا بکار برد؟ همانا چون ارازل و اجلاف در هر ملک قاف را کاف و شین را سین میخوانند، و باید که این لهجه در دکن بسیار مروج باشد، این نیز تتبع قوم کرده و کالب را صحیح انگاشت و اصل پنداشت، چنانکه در عبارت آینده گواه دیگر نیز برین معنی میگذرانم -

تنبیه : کانون را به معنی آتشدان و گلخن و منقل و طرز و روش و قاعده می فرماید - سبحان الله! کانون و قانون را یکی میداند، و آنچه در کالب و قالب خورده بود مکرر میخورد - و بمشاهدهٔ باب قاف مع الالف پدید آمد که قانون را معرب کانون میگوید - چنانکه صدا بصاد را معرب سدا بسین گفته است - آه ازین پالغزهای پی در پی - در فارسی قاعده و روش را کانون که می گوید همان اسم آتشدان است و بس - قانون لفظ عربی الاصل است، جمع آن قوانین و فاعل آن مقنن - اگر قول دکنی راست بودی و قانون از تعریب کانون وجود گرفتی افادهٔ معنی آتشدان نیز بحال و برقرار ماندی - چون چنین نیست، حاشا که چنان باشد - نوبتی در مدرسهٔ دهلی، چنانکه

قانون و قاعدهٔ مدارس است، بزم امتحان آراستند و کار امتحان بیکی از علمای جلیل القدر اسلامیه، که در آن عهد از بهر این مهم بطریق دوره از کلکته به دهلی رسیده بود، حوالت داشت - یکی از طلبهٔ علم، به چشم داشت عرض جوهر لیاقت خویش، عبارتی عربی بنظر آن بزرگوار ممتحن گذرانید - مگر لفظ صدا دران عبارت داخل بود - ممتحن خشمگین شد و فرمود : که اندراج لفظ پارسی در عبارت عربی گمراهی‌ست - اشعار شعرای نام آور عرب و قاموس و منتهی الارب آوردند - تا صدا را در اشعار عربی و کتب لغت عربی دید و خشم فرو خورد - چون این حکایت بمن رسید، گفتم : این بزرگ نیز از فریب خوردگان وگمراه کردگان جامع برهان قاطع خواهد بود - وبال این گمراهی نیز بر گردن اوست -

تنبیه : در فصل کاف عربی کاهنبار و کهنبار معاً در فصل کاف عجمی گاهنبار و گهنبار می نویسد - من می گویم که بکاف عجمی گاهنبار و گهنبار صحیح است و بکاف عربی کاهنبار بمعنی انبارکاه فهمیده میشود و آن بمعنی مقصوده منافات کلی دارد - هم چنین در فصل کاف تازی مع الرأ المهمله می گوید که : کر بکاف مضموم، در فارسی

رود خانه را و در عربی حوض را گویند - آه ازین خلط مبحث - اسم حوض در عربی بکاف عربی و اسم دریا در فارسی بکاف فارسی‌ست - هم‌چنین حجام را کرا بکاف تازی نشان می دهد - و این قیاس مست اساس اوست - و گرا اسم حجام بزبان فارسی، بکاف فارسی مشدد، است - از همه عجب تر آن که کرازان، بکاف عربی مکسور، بمعنی خرامان می آرد و خبر ندارد که گراز، به کاف فارسی مضموم، لغت فارسی‌ست - اسم خنزیر مرادف خوک و سرهنگ بدخو را نیز گویند - و بمعنی خرام نیز آید - گرازان مرکب ازین است - چون نازان و شادان - بی‌حیائی بین که خود می فرماید که در جهانگیری بکاف فارسی مضموم آمده است - آیا کرازان بکاف عربی بر وزن صفاهان بطریق الهام حالی این بوالعجب مرد شده است یا از راه دیگر در اندرونش در آمده -

برهان قاطع : کروه- بضم اول و ثانی به واو مجهول رسیده و به ها زده، ثلث و سه یک فرسخ را گویند - و آن سه هزار گزاست - و بعضی گویند چهار هزار گز - و زیاده ازین نیست و آن را بعربی کراع خوانند -

قاطع برهان : خهه، خهه! ای ملا برهان الدین

دکنی قطب شاهی! ما میدانستیم که کروه فارسی‌ست وکوس، بکاف عربی مضموم و واو مجهول، هندی آن - و نمی دانستیم که عربی آن چیست - اکنون از بهر شما دعای تخفیف عذاب خواهیم کرد، که دانستیم عربی آن کراع است - اگر در صراح و قاموس ازین اسم نشان نیابند چه زیان و اگر علمای عصر نپذیرند چه باک - واضعان لغت که پاچهٔ گاو و گوسپند وغیره را کراع نام نهادند آیا در ذات لفظ کراع چه دیدند که بر ثبوت پاچگی دواب حجت تواند بود - شما که در عهد خود برهان مجسم بوده اید، کروه را که مقدار معین است از زمین، کراع گفتید - قول شما برهان قاطع چرا نباشد - آری قطع هم از بهر پاچه درخوارست و هم از بهر طریق و سبیل سزاوار -

برهان قاطع: کشاورز - بفتح واو بر وزن فرامرز، به معنی دهقان و برزیگر و زراعت کننده باشد - و زمین زراعت و کشت زار را نیز گویند -

قاطع برهان: درین جا چهار اغلاط است و یک تمسخر، اما اغلاط: فتحهٔ کاف غلط، کشاورز بکاف مکسور است، دوم فرامرز هموزن غلط، زیرا که واو کشاورز مفتوح است و میم فرامرز مضموم - چنانکه شعر استاد گواه است:

چنین گفت رستم فرامرز را
که دل مشکن و بشکن البرز را

غلط سوم برزیگر بمعنی مزارع غلط، زیرا که آن برزگر است نه برزیگر - غلط چهارم زمین زراعت و کشت زار را زنهار، هزار زنهار، کشاورز نه گویند - تمسخر خود ظاهر است که دهقان و برزیگر و زراعت کننده نوشت - مگر یک لفظ ازین هر سه لفظ کفایت نمی کرد - پنهان مباد که این در اصل کشت ورزست بکاف عربی مکسور، کشت مشهور و ورز صیغهٔ امر از ورزیدن، و چون با کشت معنی فاعل بخشید، یعنی ورزندهٔ کشت - و این را کشتاورز نیز می گفتند و کشاورز مخفف آنست - کاف چرا مفتوح گردد و معنی زمین و زراعت چسان صادق آید؟

تنبیه : کشکول، بر وزن مقبول، هم بمعنی گدا می آرد و هم بمعنی کاسهٔ گدایی مسلم دارد - توجیه ناموجه اینکه کش بمعنی کشیدن و کول بمعنی دوش است - گویی فارسی نخوانده و اگر خوانده است، فراموش است - نی، نی، خود در اصل بیخود و بیهوش است - تسویهٔ وزن مقبول با کشکول نامقبول است - زیرا که مقبول به واو معروف و کشکول به واو مجهول است - دیگر کاسهٔ گدایی را گدایان در کف گیرند نه بر دوش کشند - مهذا توجیه مفید مطلب مدعی نیست - کول را به معنی دوش

فرض کردیم و کش خود صیغهٔ امر است از کشیدن و چون اسم در اول آن در آرند اکثر افادهٔ فاعلیت و بطریق نادر افادهٔ مفعولیت می کند - مثل خدا بخش، بخشندهٔ خدا و زهر آلا بمعنی آلودهٔ زهر - آن نه شنیده ایم که صیغهٔ امر را بر اسم مقدم دارند و معنی مقصوده فراگیرند - دانم که آن گونه مردم نیز در گیتی باشند که چون این نگارش را نگرند، فرمایند که غالب بخشیده را از اسم مقدم آورد و بخشیدهٔ خدا گفت و آلوده را از اسم مقدم داشت و آلودهٔ زهر گفت - در آن وقت بداد من که خواهد رسید؟ ناچار خود می گویم که سخن صیغهٔ امرست و بخشیده و آلوده هر دو صیغهٔ مفعولست و بخشیدهٔ خدا و آلودهٔ زهر مضاف و مضاف الیه است - آن ترکیب دیگر است، و این ترکیب جدا - سخن کوتاه، دکنی همه جا کج میرفت، و اینجا واژگون خفت چون از کجروی کوفته و مندبور است با وی هیچ نباید گفت - و از من هیچ‌مدان باید شنفت که کشکول، بکاف مفتوح و واو مجهول، گدا را هرگز نگویند - کشکول بمعنی کاسه‌ایست که بصورت کشتی ساخته باشند و آن را کجکول، بجیم نیز گویند - چنانکه خود نیز در پایان عبارت می نویسد که: آنچه مشهور است ظرفی باشد که آن را باندام کشتی سازند - بلی، مشهور آنست و ستور اینست که دکنی آورد -

برهان قاطع : کفانه - بر وزن بهانه، بچه‌ای را گویند که نارس از شکم بیفتد -

قاطع برهان : آفرین! صد آفرین!! ای فرزانهٔ دکنی، لغتی صحیح آوردی و این قلب فکانه است، مثل نیام و میان و کنار و کران - این قدر من در آگهی می فزایم که کفانه و فکانه هر دو لغت بکاف عربی‌ست و در هر لفظ حرف نخستین مکسور -

تنبیه : نهان مباد که این جانور که بصورت موش است و از دیوار بدیوار میجهد و گلهری، بکاف فارسی مکسور نام دارد، در پارس نمی باشد - هر آئینه دران زبان اسمی از بهر وی معین نیست - دکنی را نازم که بکاف عربی مفتوح در ذیل لغات فارسی می نویسد و هم وزن آن ابهری می آرد - و ابهری خود لفظ نامانوس است - قطع نظر ازین اندیشه گلهری، به هر وزن که باشد، لغت فارسی نیست - اگر فارسی می بود، مصنف خالق باری، که بگمان گروهی امیر خسرو دهلوی است، همین اسم در خالق باری چرا نمی نوشت و موش پران و موشک پران از پیش خویش اسم صفت چرا می تراشید - من می گویم که سر تا سر قلمرو هند این جانور را گلهری بکاف فارسی

مکسور گویند، نه کلهری، بکاف عربی مفتوح - این نیز همان مثلی‌ست که نه فالوده را دیده است و نه انار را -

تنبیه : کواره، بضم کاف تازی - میگوید که ظرف سفالی را گویند و خزف را هم می گویند و بهترین خزف‌ها پوست خرچنگ است - من می خندم و می گویم که سفال و خزف البته یکی است - ظرف را اگرچه از سفال باشد خزف چگونه توان دانست و پوست خرچنگ بهترین خزفها چگونه تواند بود؟ کجا سفال و کجا پوست؟ در بزمی سخن از ماهی میرفت - یکی ازان میان گفت : بلی ماهی جانور خوشی‌ست - دیگران از راه ظرافت پرسیدند که تو ماهی را دیده ای؟ گفت : چراندیده ام؟ ماهی همان است که همچون شتر دو گوش دراز دارد :

یقین شد که بر خویش خندیده است
چو ماهی شتر نیز کم دیده است

هم چنین دکنی نه ظرف را داند و نه سفال را، نه پوست را شناسد و نه خرچنگ را - شادم که این تقریر خزف و پوست خرچنگ بر خاطر عاطر اهل فضل و کمال نیز گران آمد - چنانکه از صفحه ۶۱۲ منجمله اوراق برهان‌قاطع مطبعه آشکار است -

تنبیه : کیان خره به خای مضموم بی واو به معنی نور قاهر نوشت - باز بی فاصله در فصل خا مع الواو نیز بدین معنی نگاشت - بیچاره خرهٔ بی واو و خوره مع الواو را یکی میداند و نمی داند که بی واو نور قاهر و صوبه و ضلع را نامند و بواو اسم مرضیست که آن را در عربی داء الثعلب گویند و آن فرو ریختن موی ریش و بروت و ابروست در انتهای جذام -

تنبیه : در فصل کاف عربی مع الراء، کرگدن اسم جانوری نشان میدهد که بر سر بینی شاخی دارد - حال آنکه کاف اولش نیز فارسی‌ست - باز اسم طایری میفرماید که پیل دو ساله را بچنگال برباید - باز دابهٔ بزرگ را میگوید که فیل جوان را شکار کند و به پشت بردارد و سوی بچگان خود برد - و سپس اسم فیل دریایی نشان میدهد - ماجرای خنده آور این که می خروشد که کرکزن، بهر دو کاف عربی اول مضموم و ثانی مفتوح و زای منقوطه و نون، گویی بوزن گلبدن، تعریب آنست - دانایان علم عربی بر مدعی میخندند و این تعریب را غلط میدانند -

تنبیه : گذاردن را نخست در فصل کاف فارسی مع الذال منقوطه آورد، اما گذاردن و گذارش همین دو لفظ

و پس - سپس در فصل کاف فارسی مع الزاء الهوز گزاردن، گزارش، گزارش گر، گزارشن، گزارشنامه، گزار نامه، گزارنده، گزاره، گزاره نامه، گزاریدن، نه لغت رقم زد - مگر گذاشتن و گذارش بذال ثخذ نیز آمده است - و این هفت لغت که هم از مشتقات گزاردن‌ست، بعضی مفرد و بعضی مرکب، ذال ثخذ را نه پذیرفتند - سخن اینست که همه بزای هوز است - مصدر و حاصل بالمصدر بذال منقوطه نبشتن دیوانگی و بیخردیست - این را در زای و ذال و تای و طای و کاف و گاف فارسی و با و جیم فارسی و عدم و وجود واو معدوله و حرکات ثلثهٔ الفاظ و معنی مصدر و ماضی و مضارع و امر و لازمی و متعدی و فارسی و عربی هیچ گونه تفرقه منظور نیست -

برهان قاطع : گل شدن - بضم اول، کنایه از ظاهر شدن و فاش کردن و کنایه از نهایت عظمت و بزرگی یافتن باشد -

قاطع برهان : گل شدن بمعنی عظمت و بزرگی یافتن اگر در فرهنگهای دیگر نیز آورده باشند روا باید داشت - و بمعنی ظاهر شدن غلط محض باید پنداشت - آری گل کردن به معنی ظاهر شدن است - و اگر گل‌شدن بمعنی ظاهرشدن

بودی لاجرم گل کردن متعدی آن قرار یافتی و معنی ظاهر کردن بخشیدی - حال آنکه چنین نیست، بلکه خود در صفحهٔ آینده گل کردن نیز به معنی ظاهر شدن آورده و منشاء این نیست مگر نا آشنائی از علم فارسی -

تنبیه : بوشاسپ و قلب آن بوشپاس در باب بای موحده و فصل واو نوشت و بجا نوشت - باز در کاف عربی مع الواو و کاف پارسی مع الواو در دو فصل مکرر آورد، چنانکه در شرح بوشاسپ نبشته ایم -

تنبیه : لگام را، که لغتی‌ست مشهور، دکنی بضم لام میفرماید، تا معتقدانش چه فرمایند؟ در حاشیه صفحه ۶۷۳ رای خردمندان دارالحکومت با رای فقیر در مذموم بودن لام مضموم در لگام تطابق دارد -

تنبیه : در تحت لفظ مابون مینویسد که : در عربی نیز همین معنی دارد - مگر این را فارسی می شمارد، که چنین مینگارد -

تنبیه : مار افسا، مارافسار، مار افسان، مارافسای، به معنی کسیکه مار را به افسون رام کند و زهر مار را از تن مار گزیده بدر کشد، چهار لغت نوشت -

ازانجمله مار افسای و مار افسا دو لغت صحیح - و این هر دو لغت در حقیقت یکی‌ست، چون چمن پیرا و چمن پیرای - مارافسان مذبذب است و مارافسار غلط-

تنبیه : مادرندر و به تخفیف مادندر به معنی زن دویمین پدر آورد، پذیرفتم - در یک فصل مارندر بحذف دال آورد و این قیاس اوست -

برهان قاطع : مارسان - بکسر ثالث و سین بی نقطه بر وزن عاشقان، بمعنی مارستان است که بیمارستان و دارالشفا باشد -

قاطع برهان : اگر مخفف بیمارستان میگفت می پرسیدم که شارسان مخفف شارستان دیده ایم - در بیمارستان اگر حکم تخفیف روان کنیم، بیمارسان میماند و باز چون بیمارستان را مخفف گردانیم مارسان صورت می پذیرد - اما بعد دو استحاله، هر آیینه تا در کلام یکی از سترگان فارس نه بینیم، چسان باور داریم - اینها که گفته ایم همه سهلست - بیمارسان، بکسر ثالث یعنی برای قرشت مکسور، در کدام فرهنگ دیده است یا از کدام خردور شنیده است؟ اشعار سند فروگذاشتن هم ازین روست که خواجه

نگارش لغات، مطابق قیاس خویش، دوست دارد، لاجرم سند از کجا آرد -

تنبیه : ماهر، بر وزن ظاهر، به لغت ژند و پاژند به معنی روز آینده، که آن را فردا گویند، می گوید - چون ژند و پاژند کس میابست هر آئینه اگر در فرهنگ‌های دیگر نیز آورده باشند نتوان بتواتر استناد کرد - ما این مقدمه را در ذیل فواید، که انجام این نگارش بدان‌ست، آشکارا انگاشته ایم -

تنبیه : باز از خنده بیخود می شوم و می گویم که میگوید ماهی شور نام یکی از پیغمبران هندست - نعوذ بالله! الف بعد از میم هرگز نیست - بعد از های هوز یای معروف زنهار نیست - آن مهیشر است، بر وزن یکی در، بیای مجهول - گویند در اصل سنسکرت مهیشورست، بشین موقوف و واو مفتوح - در هر حال قول دکنی راه بجای نمی برد - الف از کجا پدید آمد و تحتانی مجهول معروف چرا شد؟ مهیشور و مهیشر و مهیش یکی‌ست - ماهی شور اصلی ندارد - عبارت حاشیهٔ صفحه ۶۸۷ برهان منطبعهٔ کلکته در لغویت لفظ ماهی شور مؤید قول منست -

برهان قاطع : ماهوچی شمهٔ خضر کنایه از زبان و دهان معشوقست -

قاطع برهان : یارب ماهوچی شمهٔ خضر کدام لغت است؟ من در کتاب منطبعه[۱] بدین صورت دیده ام - مصرع :

قلندر هرچه گوید دیده گوید

در ضمیر میگذرد که ماهی چشمهٔ خضر خواهد بود و آن خود مضمونیست بطریق استعاره بالکنایه، که سخنور بسا خون جگر خورده باشد، تا در نظم و نثر خویش آورده باشد - سپس هر که این را در گفتار خویش آرد سرقه خواهد بود - از لغات مستقله و کنایه های مشهوره نیست، که بکار دبیران روزگار آید - شیر خدا، که ترجمهٔ اسد الله است، گوئی یکی از نامهای جناب ولایت پناه است - صد هزار کس در کلام خویش آورده باشند و سرقه‌ای نیست - دکنی در بحث شین مع الیا، شیر شرزهٔ غاب اسم حضرت امیر علیه السلام نوشته - و آن مضمونیست که خاقانی در

۱ - در بیشتر نسخه های چاپی ''ماهی و چشمهٔ خضر : کنایه از زبان و دهان معشوق است'' چاپ شده است - و این صحیح و واضح است (م-ب) -

قصیدهٔ قسمیه بهمرسانده - شیر شرزه خود صفتی‌ست عام که بر هر مرد شجاع و سرهنگ جنگجو اطلاق توان کرد - و غاب به معنی بیشه و نیستان است - هر آیینه این صفت نه سزاوار شان اسد اللهی باشد خاقانی خود بطریق تنزل گفته است - این چنین صفت اسم کسیکه بعد از خدا و رسول‌ص او را ببزرگی توان ستود، چگونه روا تواند بود؟ و همچنین آبده دست را در باب الف ممدوده اسم حضرت خاتم‌المرسلین صلوات الله علیه قرار داده است و این لفظی‌ست در غایت رکاکت، چنانکه همدران فصل مفصل نوشته ایم - مقصود ما اینست که اینچنین مضامین مستقل کنایه مقبول چرا قرار یابد و جز در شرح اشعاری، که حاوی این کلمات باشد چرا نگارش پذیرد -

برهان قاطع : مدهوش - با ها بر وزن سرپوش، سرگشته و حیران را گویند و در عربی صاحب دهشت باشد -

قاطع برهان : دانم دکنی خانه برانداز الفاظ عربی و فارسی و هندی‌ست - حقیقت هیچ لفظ نمی داند و در هر باب سخن میراند - از طرز تحریرش درین مقام آن ثابت میشود که مدهوش لفظی‌ست به واو مجهول که در

فارسی سرگشته و در عربی صاحب دهشت معنی آنست ـ به یزدان داد گر سوگند ! اگر این چنین باشد ـ مدهوش لغت عربی الاصل است مفعول ـ دهشت و هیچ صیغهٔ مفعول در عربی بواو مجهول نیست ـ پارسیان تصرف کرده بواو مجهول مرادف مست و بیخود می آرند ـ نه بوزن سر پوش است نه بمعنی سرگشته و حیران ـ مفعول دهشت را صاحب دهشت گفتن نیز نسبتی است بعید ـ چرا نه گفت که مفعول دهشت است؟ خود میگویم که چرا نگفت و خود میخندم، که چون نمی دانست، چرا میگفت ـ

برهان قاطع : مران ـ بفتح اول بر وزن سران، بمعنی آنست که اشاره بچیزی دور باشد ـ و بلفظ مر که از جملهٔ الفاظ زائد است ملحق شده ـ و منع از راندن هم هست ـ

قاطع برهان : کودکان دبستانی میدانند که مر لفظ جداگانه است ـ دو لفظ را یک لغت قرار دادن و آنگاه بدین کوری که مدهٔ الف از میان ررد و رای قرشت بالف پیوندد ـ دیگر این که میخروشد که منع از راندن هم هست ـ این نیز مرکب است از ''میم،، نهی و ''ران،،

که صیغهٔ امر است از راندن - این جا رای قرشت بالف اتصال دارد - مران بر وزن سران اینست و آنکه از لفظ مر و آن ترکیب یافته است "مر آن"، بسکون رای قرشت و الف ممدوده، که آن را در فارسی دو الف اعتبار کنند، بوزن سران نیست - ای دکنی ترا به لقای بی‌بقای زمرد شاه باختری سوگند که این هر دو لفظ یکی است و در ترکیب این دو لغت هیچ تفاوت نیست - در بحث میم با ذال نقطه‌دار مذ به میم مضموم می نویسی و بمعنی خداوند خاطر نشان میکنی و مردم را از راه می بری - نه مذ بذال‌است و نه بمعنی خداوند - خدا داند فرزانگان پارس اساس تسمیه بر کدام وجه نهاده‌اند - اورمزد و آرمزد و هرمزد و هرمز هر چهار لفظ بزای هوز اسم مشتری‌است که کوکب علم است - و اسفندارمزد و اسفندارمز هم نام ماه است و هم نام روز و هم نام سروش - و این افاده نیز از فیض تقریر مولانا عبدالصمد است رحمة‌الله‌علیه -

تنبیه :مشمشا - بفتح اول و میم و سکون ثانی، گویی بر وزن درهوا، به لغت ژند و پاژند اسم نوعی از زرد آلو می نویسد - آگاهی طلبان آگاه باشند که گفتار

دکنی در این مقام پوچ پا در هوا است - این همان مشمش است، بر وزن کشمش، بمعنی خوبانی که نوعی از زرد آلو است -

برهان قاطع : مک - بفتح اول و سکون ثانی، بمعنی مکیدن باشد و امر بمکیدن هم‌هست، یعنی بمک - و مکنده را نیز گویند که فاعل مکیدن باشد -

قاطع برهان : هر چند انداز دکنی همه جا از این دست است - و من نیز بسیار جا در این باره سخن رانده‌ام - و بار بار در یک خصوص سخن راندن هرزه گفتن است، لیکن چون نزدیک است که این نگارش کران پذیرد از سر این لغت نغز نتوانستم گذشت - لفظ دو حرفی را در پارسی آخر متحرک کجا باشد و مک بمعنی مکیدن کجا است و مکنده را مک کجا گویند و معنی امر بشرکت معانی دیگر کجا است؟ اگر انصاف است تاب این همه اغلاط چون توان آورد و اگر خواهی نخواهی سوگیری باید کرد عذر این خطاهای بی‌شمار چگونه توان خواست !

تنبیه : مکاس را بمیم مفتوح که مرادف ابرام

است بضمیمهٔ میم آورد - و در فصل دیگر مکس، بفتح اول و کسرهٔ ثانی نگاشت و گفت که مکیس هم گویند - حق این است که مکاس بر وزن حواس لغت اصلی و مکیس امالهٔ آن است - مکس در استحالهٔ سوم، بشرط آنکه در اشعار اهل زبان آمده باشد، مخفف مکیس خواهد بود -

تنبیه : با آنکه مکیدن را در تحت شرح معنی مک نوشت، باز در فصل جداگانه لغتی خاص قرار داده، بوزن و معنی مزیدن، آورد - و آن را چوشیدن بجیم فارسی هم گفت - گویی چوشیدن بدل چوسیدن است - و آن تفریس مصدر هندی است یعنی چوسنا -

تنبیه : در تحت شرح لفظ مکاس میم را مضموم نوشت - و باز مکس بفتحهٔ میم لغتی دیگر تراشید - و گفت که آن را مکیس نیز گویند - سومین بار در فصل جداگانه مکیس را بمیم مضموم لغتی خاص خاطر نشان کرد - داغم که با این همه سودا زدگی مقبول است -

تنبیه : ملان و ملای، که آن صیغهٔ نهی است از لاندن و این صیغهٔ نهی است از لائیدن در دو فصل

جدا جدا آورد و کس نمی پرسد که این چه فسوس و چه تمسخر است -

برهان قاطع : مل تنگ - بمعنی تنگ شراب باشد، یعنی شخصی که حوصله در شراب خوردن نداشته باشد و او را مل تنگ بوزن خرسنگ هم میگویند -

قاطع برهان : در مل تنگ توضیح اعراب نکرد - کس چه داند که چه گفت - قرینه آن می خواهد که بضمهٔ میم و ضمهٔ تای قرشت و فتحه نون باشد - و این لغت بدین صورت غلط است - تنگ شراب و تنگ باده هر دو بتای مضموم و نون مفتوح، زودمست شونده را گویند - باشد که تنگ مل و تنگ می نیز گفته باشند - لیکن تنگ شراب و تنگ باده در نظم و نثر فرزانگان هزار جا دیده ایم - و تنگ مل و تنگ می از نظر نگذشته است، باشد که روا باشد - اما مل تنگ به تقدیم مل بر تنگ صحیح نمی تواند بود - و مل تنگ بوزن فرسنگ نگوید، مگر مرد بی تنگ، در خور سنگ - صاحب **کشف اللغات** نیز در نگارش این هنجار دارد که کلمات مرکبه را لغت مستقل می پندارد، چنانکه همی نگارد **مل تنگ تنگ**، بمعنی شراب بسیار بسیار - این هفت لفظ از کشف اللغات

منقول است - نامه نگار گوید : از آنجا که تنگ باوجود معانی دیگر اسم ظرفی هست که دران گلاب و شراب و عرق نگاهدارند، لاجرم خم و سبو سبو و تنگ تنگ مفید معنی کثرت است - صاحب برهان قاطع تکرار لفظ تنگ که افادهٔ معنی فراوانی داشت فرو گذاشت و مل تنگ را به معنی تنگ شراب نگاشت - هی! هی!! صورت لفظ و معنی متغیر ساختن و آنگاه لوای فرهنگ نویسی افراختن - پس ازانکه کشف اللغات را نگرستم طرز گذارش آن را با عنوان تحریر برهان قاطع لختی مانا یافتم - کاش دانستمی که تقدم زمانی کراست - قیاس من چنان میخواهد که صاحب کشف اللغات مؤخر و در دانستن قواعد عربی از صاحب برهان دو سه گام بیشترست، زیرا که باوجود تتبع روشن باعتقاد خویشتن منصب تصحیح و تهذیب دارد - الله! الله!! این هر دو بزرگ درین صفت، که مدار حل لغت بر رای و قیاس خویش نهند و از تقلیب و تخفیف و تصحیف قطع نظر فرمایند، چقدر باهم مساهم اند - و درین باره که قیاس هیچ گاه صحیح نبود چه مایه با یکدیگر انباز - از برهان قاطع مشتی از خروار به نظر مشتریان متاع سخن گذشت - از کشف‌اللغات نیز برگی از درخت و دانه ای از خرمن نگرستن

دارد - خدایش بیامرزاد مینویسد: ملای، یعنی مگو و آلوده مشو - گویی از ملای نهی گفتار و نهی آلودگی میخواهد، حال آنکه لای امرست از لائیدن و لائیدن بمعنی بیهوده گفتن است - ملای یعنی بیهوده مگوی - و اینکه آلوده مشو نیز ملای قرار داده است در غلط افتاده است - گوش دارید و هوش گمارید - آلودن مصدر است و آلاید مضارع و آلای امر و میالای نهی و مخفف میالای مالای - حاشا که اساتذه تخفیف بعد از تخفیف روا داشته باشند و بجای مالای، ملای نگذشته باشند، که آن خود لفظی دیگر و مفید معنی دیگر است -

تنبیه: مندل - بر وزن صندل، را بعد از شرح معانی دیگر که غلط نیست در آخر میگوید که بزبان هندی نوعی از دهل است - لاحول ولا قوة الا بالله! مندل لغت هندی نیست، فارسی الاصل است - در هند مندل را پکهاوج گویند -

تنبیه: منزل شناسان پی گم کرده در یک فصل و منشور نویسان باغ در یک فصل نوشت - مسکین چه داند که اینها مضامین ابداعی نازک خیالانست نه لغات مستقل و کنایه‌های مبتذل -

تنبیه: منقار قار به‌معنی زبانهٔ قلم و منقار گل بکاف فارسی مکسور به معنی زبان می نویسد - من از نارسایی اندیشهٔ خویش نفهمیده ام، که زبانهٔ قلم چیست و منقار قار کنایه از زبانهٔ و منقار گل کنایه از زبان بتجویز کیست - از پذیرندگان رای جامع برهان قاطع متوقع هدایتم -

تنبیه: در شرح لفظ مه، که مخفف ماه است، می نویسد که حرف نفی‌ست که به معنی لا باشد - استغفرالله! میم و های مختفی حرف نفی چراست؟ تنها میم حرف نفی‌ست و جز صیغهٔ امر بهیچ صیغهٔ دیگر ربط نیابد - همانا این همان مغلطه است که دکنی ات را ضمیر حاضر و اش را ضمیر غایب و ام را ضمیر متکلم نوشت - حال آنکه آن تنها تا و شین و میم است، بی آمدن الف در اول و این تنها میم است، بی آمدن های مختفی در آخر -

تنبیه: مهر خم، بهر دو ضمه، به معنی سکوت می نویسد - و باز مهر جم، بجیم مفتوح، نیز می نگارد - و مهر فم نیز میگوید - و این را اصح میفرماید - نازم برین قیاس که گاهی بجانب صحت میل ندارد - مهر خم خشت خم شراب را گویند و آن خشت مانع بدر رفتن شراب از خم است، چنانکه حافظ فرماید:

گرچه از آتش دل چون خم می در جوشم
مهر بر لب‌زده، خون میخورم و خاموشم

ازین جا مهر خم بمعنی خاموشی فرا گرفت - ندانم مهر جم از کجا آورد - پایان کار مهرفم را که مرادف مهر دهانست، بمعنی سکوت اولی واضح دانست -

برهان قاطع : مهلند - بر وزن فرزند، تیغ و شمشیر هندی را گویند -

قاطع برهان : لغت نوشت و توضیح نکرد که تیغ هندی را در کدام زبان مهلند گویند - تیغ هندی همان سروهی‌ست۱ لیکن نه در هند مهلند گویند و نه در فارسی و نه در عربی و نه در ترکی - و اینچنین لغات درین کتاب فراوان است -

تنبیه : میامار به معنی شمار و حساب مکن می آرد و میگوید که امار و امارجه حساب را گویند - ما میگوییم که اوار و اوارجه بمعنی دفتر حساب آمده است و ابار و ابارجه مبدل آن میتواند بود - این امار و امارجه وانگاه میامار بمعنی نهی و منع از حساب از کجا پدید

---

۱ - سروهی *Sarohi*, A kind of scimitar, a two-edged sword (said to be so called from *saroh* or *saro*, the place where it is made) (Platts).

آمد؟ اول باید که مصدری باشد و آن مصدر را مضارعی بود - و ازان مضارع امر استخراج کنند - و میم نهی بران امر نهند، تا میامار صورت پذیرد - و آن خود نیست - او ار، که اوارجه مزید علیه اوست، لفظی‌ست غیر متصرف بمعنی دفتر حساب و او بصورت میم چرا مسخ شد و این همه ساز و برگ از کجا آورد، که آمار امر و میامار نهی وجود گرفت؟

تنبیه : در تحت شرح معانی لفظ میان که مقلوب آن نیام است مینویسد که در هندی بمعنی بزرگ مقابل کوچک است - آنکه در محاورات هندی حالش این باشد، در فارسی و عربی چه خواهد بود! اگر از بنگاله و دکن تا پنجاب و سند هندیان را فراهم کنیم و پرسیم، که میان بمعنی بزرگ نقیض کوچک است، مسلم نخواهد داشت - آری میان لفظ تعظیم‌ست و در محل لطف و شفقت فرزندان و خردان را نیز گویند - و علم خواجه سرایان نیز هست - و زنان شوهران را و چاکران آقایان را هم گویند - اگر فرمان دکنی باید پذیرفت هر آیینه لفظی مقابل بزرگ نیز توان گفت - دکنی بد کرد که چیان به معنی کوچک ننوشت -

تنبیه : میو، بر وزن دیو، بمعنی موی می نویسد - و نمی داند که بمعنی موی معنی ندارد - این قلب موی است -

تنبیه : نا بسوده، ببای ابجد، مینویسد - گوئی لفظ جامد است - نی!نی!! پسودن، ببای فارسی، ترجمهٔ لمس و مساس است و پسوده مفعول آن، و نا پسوده نقیض آن، یعنی اچهوتا -

تنبیه : نا بهره را هم بمعنی بزرگ و عظیم و هم به معنی خسیس و فرومایه آورده است - گویی این لغت را اضداد شمرده است و چنین نیست - نبهره زر قلب و کاسد را گویند و بدین علاقه اگر فرومایه را نیز گویند، گفته باشند - به معنی بزرگ و عظیم زنهار نیست و الف بعد از نون، اگر بضرورت شعر روا دارند، روا باشد - ورنه اصل لغت بی الف است -

تنبیه : ناطوری، با طای حطی، بمعنی مزارع نوشت - در اصل لغت نگهبان کشت و باغ را ناطوری گویند - آیا حارث بثای ثخذ و حارس به سین سعفص از هم جدا نیست؟ همانا حارس بمعنی نگهبان دیده است، و چون تفرقهٔ

حرف متحدالمخارج منظور ندارد، حارث بمعنی کشاورز فهمیده است ـ

تنبیه : خود در باب بای فارسی پاغوش بمعنی غوطه نوشت و باز در باب نون ناغوش هم بدین معنی نویسد ـ داد ازین تصحیف خوانی ـ

برهان قاطع : نافۀآف ـ به معنی نافۀ آهوی مشک است، چه آف به معنی آهوی مشک باشد ـ

قاطع برهان : ''در علم لغت فرشته عاریست''، مصرعیست مشهور ـ فقیر نشنیده است که آهوی مشکین را آف گویند ـ گمان گروهی آنست که آف اسمی‌ست از اسمای نیر اعظم و آفتاب مزید علیه، چون ماه و ماهتاب و جم و جمشید ـ اندیشه این را می پذیرد و آف به معنی آهو سند میخواهد، خواهی از کتاب و خواهی از نظم ـ

برهان قاطع : ناوک قلبی ـ کنایه از آه ته دلی باشد ـ و هجو را نیز گویند، که در مقابل مدحست ـ

قاطع برهان : آرزوی یقین میدانم که لغت آفرین دکنی قیاس کرده است که آه از دل میخیزد و دل را

در عربی قلب گویند - و آه را ناوک میخوانند - ناوک قلبی بمعنی آه آورد - هجو را ندانم از چه راه ناوک قلبی نامید - آنکه طبع دریابنده دارد، در یابد که ناوک قلبی ترکیبی‌ست نا مقبول بلکه مکروه -

برهان قاطع : نبید - بضم اول و تحتانی مجهول بر وزن و معنی نویدست، که مژدگانی و خبر خوش باشد - و بفتح اول، در عربی شراب خرما را گویند -

قاطع برهان : دکنی درین مقام مغلطهٔ چند دارد - نون را مضموم می نویسد و مشهور بفتح نون است - گرفتم که عقیدهٔ جمعی از فرهنگ نگاران چنین باشد که نون مضموم است - به معنی نوید، این چه استهزا است؟ اصل لغت نویدست بفتحه نون و مبدل منه آن نبید - ای همنشین تو و خدا! خواهی گفت، که نبشتن بمعنی نوشتن است یا خواهی گفت که نبشتن بدل نوشتن است؟ در کلام دکنی ازین دست بسیارست : آرا لغت و پیارا معنی آن - اگر نگرنده ژرف نگاهی‌ست و پژوهش خواهد کرد، نانوشته پیش ازان خواهد یافت که من نوشته ام - شتر غمزهٔ دیگر در شرح معنی نبید است که بجای مژده مژدگانی نوشت - گوئی مژده و مژدگانی را یکی پنداشت - و این بدان ماند

که مزد و مزدور و گنج و گنجور را یکی دانند - من می گویم که مژده خبر خوش و نوید، بنون مفتوح و یای مجهول، مرادف آن و مژدگانی نقد و جنسی را گویند که در صلهٔ مژده بمژده آور دهند - شتر گربهٔ دیگر آنکه می سراید که در عربی شراب خرما را گویند - نعوذ بالله! صورت پرستی کرد - لفظ را دید و معنی را نشناخت - لغت عربی بیای معروف است، بر وزن رسید و نبید، که بدل نوید است، خود بقول **دکنی** بیای مجهول است - اگر **دکنی** آدم زاد بودی در شرح این لغت چنین جاده پیمودی که نبید، بفتح نون و یای معروف، در عربی شراب خرما را گویند و با تحتانی مجهول، بدل نوید است که لغتی است فارسی بمعنی خبر خوش -

برهان قاطع : نپی - بکسر اول و ثانی به تحتانی مجهول کشیده، مصحف و کلام خدا را گویند - و بضم اول هم آمده است -

قاطع برهان : اگر در صد فرهنگ بینم که نپی بمعنی مصحف مجید است باور نخواهم داشت - دلیل من درین رگ گردن آنست، که قرآن در قلمرو عرب بر پیمبر

عربی بزبان عربی نازل شده است ـ هر آئینه روا نباشد که آن را در زبان دری نامی بوده باشد ـ ظهور پر نور دین مبین حضرت ختم المرسلین صلوات الله علیه در عهد خسرو پرویز است و سر آغاز زبان پارسی بدانست پارسیان بآفرینش عالم توام است ـ و مؤرخین اسلام نیز از عصر کیومرث گیرند ـ وجود اسم، پیش از شهود مسمی، چون تواند بود؟ ـ مگر گفته آید که نبی به پارسی زبان گفتار خدا را گویند ـ گوییم آری پارسیان نیز دساتیر و ژند و استا را کلام الهی گویند، لیکن آن را نامهٔ آسمانی و فراتین نواد نامند نه نبی ـ با این همه پذرفتیم که کلام الهی را نبی گویند نه آخر روضهٔ رضوان را بهشت و مینو نام بود ـ چون عرب و عجم بهم آمیخت، جنت و فردوس و بهشت و مینو در نگارش و گذارش روان ماند، و نماز و صلوة و روزه و صوم باهم اختلاط و امتزاج یافت ـ چنانکه رسول را پیمبر گفتند، قرآن شریف را نبی چرا نگفتند؟ مگر گویند که اگر غالب نداند چه زیان و اگر ساسان پنجم در ترجمهٔ دساتیر نیارد چه باک و اگر زبان زد خلق نباشد چه غم! چون دکنی نبشته است صحیح خواهد بود ـ گوییم این قول فیصل است و ما را دیگر مجال گفتار نیست ـ راستی اینست که این فارسی مستحدث است ـ و فارسی مستحدث آنست که

چون عرب و عجم باهم آمیخت اهل عجم مقاصد اهل عرب را در زبان خویش نامها نهادند۔ هر آیینه متاخرین را باید، که چرن فرهنگ نگارند، درین چنین الفاظ به مستحدث بودن این الفاظ اشارت کنند، تا حق تحقیق بجا آورده باشند ۔

تنبیه : نتاس به نون مکسور بمعنی خوشحالی و سپس در فصل دگر نتاسیدن بمعنی خوشحال بودن می نویسد ۔ اگر سند دست بهم ندهد، زبان نرهٔ دیوان قاف خواهد بود ۔

تنبیه : در باب نون مع الجیم نه لغت می آرد : نج، بفتح، به معنی اندرون دهن، نجار، بالفتح، به معنی غازه، نجب، بهر دو فتح، پوست نباتات، نجم، بالفتح و نجیر و نجیل، به معنی گز مازج، نجک، به فتحتین، به معنی تبرزین و نجند بمعنی نژند و نجوان بمعنی زعفران ۔ یا رب ماخذ این بیخود کدام فرهنگ است؟ نجند خود مبدل منه نژندست که آن را بمعنی نژند نبشت ۔ تا بوجود آن هشت دگر چگونه معترف گردیم؟

تنبیه : نخست را که بنون مفتوح و خای مضموم مشهور است به ضمتین مینویسد، حال آنکه درین کمه

نون مضموم مذموم است - دیگر آنکه میگوید : ''نخست، بهر دو فتحه، بمعنی ریش و جراحت نکرد،، - سبحان‌الله جراحت نکرد چه ترکیب خوب است و معنی را چه پاکیزه اسلوب است!

برهان قاطع : نرزد - بر وزن لرزد، مخفف نیرزدست یعنی نمی ارزد -

قاطع برهان : دانسته شد که هیچ نمی داند - صیغهٔ مضارع بافزایش نون نافیه لغت چرا باشد؟ و نرزد را مخفف آنگاه گویند که نیرزد لغتی مستقل باشد - و اینکه در تقطیع شعر نرزد بجای نیرزد آرند، ضرورت است نه تخفیف - ما هم بنگریم که کدام کس از بلغا در نثر بجای نیرزد نرزد آورده -

تنبیه : نسیچ را بجیم فارسی بمعنی جامهٔ حریر زر بافته مینویسد - مگر بسیچ را که لغت فارسی به معنی قصدست جای دیده است و تا تصحیف خوانی نکرده است از سر آن نگذشته است - من میگویم که نسیج نه بجیم فارسی‌ست و نه لغت جامد است و نه اسم حریر زر بافته است - خصوصاً بلکه لغت متصرف عربی‌ست نسج و نسیج و نساج و منسوج بمعنی بافتن و بافنده و بافته عموماً،

یعنی هر جامه را که بافند خواهی از ریسمان و خواهی از ابریشم و خواهی زر بافت و خواهی ساده - چنانکه تنیدۀ عنکبوت را نیز نسیج گویند -

تنبیه: نشتن را مخفف نشستن و نشیدن را مخفف نشانیدن می‌نویسد، حال آنکه، مخفف نشستن شستن است بحذف نون و بقای شین - و نشیدن نه مسموعست و نه معقول - باید دانست که متعدی نشستن و شستن نشاندنست و نشانیدن مزید علیه، اما نشاختن بکسرۀ نون نیز متعدی نشستن و مرادف نشاندن آمده است -

تنبیه: نعمت جذر اصم - نعمتهای بهشت و نعمت کدۀ بهشت را میفرماید، تا اهل خرد چه‌فرمایند -

برهان قاطع: نعنا - نوعی از پودنه باشد - و اصل آن نعناع‌ست در عربی و فارسیان عین آخر را حذف کرده نعنا گویند -

قاطع برهان: اصل لغت اول میبایست نوشت - سپس می‌گفت که پارسیان عین آخر را حذف کرده اند، حال آنکه پارسیان عین آخر را حذف نکرده اند - این غلط فهم تیره رای هر کجا مغلی را یافته است، گوش بگفتار وی داشته است - چون درین لغت عین آخر نیک به تلفظ در نمی آید و درین خصوص هندی و ولایتی یک

حال دارد، به قیاس خود حذف عین آخر قرار داده است - طرفگی دیگر آنکه میگوید : ”نوعی از پودنه باشد،، - و نمی اندیشد که پودنه اسم طایری‌ست مشهور و آن تره را، که عربی آن نعناعست، پودینه گویند، بر وزن موئینه - همانا عین آخر نعناع را بقیاس دکنی پارسیان حذف کردند و تحتانی پودینه را خود حذف کرد - سبحان الله! صاحب کشف اللغات نیز نعناع مع العین را عربی و نعنا بی عین را فارسی می نویسد - کاش عین اول را که بعد از نون است الف می ساخت و نانا به دو نون و دو الف می نوشت، تا این اسم مفرس میشد و لغت هندی نیز وجود می پذیرفت، یعنی جد فاسد -

برهان قاطع : نغنویدن - با واو بر وزن سرکشیدن، به معنی نا غنودن‌ست که به معنی نه خوابیدن و غافل شدن و نیارسیدن باشد، چه غنودن بمعنی خوابیدن و آرمیدن و آسودن است -

قاطع برهان : این دکنی آبروی فرهنگ نگاری ریخت - غنودن لغتی دیگر و نغنودن و نغنویدن لغتی دیگر - و آنگاه معنی آن همان ناغنودن و باز معنی ناغنودن، به سبیل توضیح نخوابیدن، مع دو کلمهٔ مرادف، سپس در

تصریح افزودن و نوشتن که غنودن بمعنی خوابیدن است ـ و درین جا نیز دو مصدر قریب المعنی همراه خوابیدن آوردن ـ هر چند این چنین خرافات هزار جا دارد، لیکن در شرح لغت سفید و نغنویدن اهتمامی بکار برده است که هیچ خربنده در پرستاری خر و هیچ ساربان در خدمت گزاری شتر بکار نبرد ـ

تنبیه : نغن، بفتح اول و ثانی، نغنخلان بر وزن سمن بران، نغنخواد، بر وزن کم سواد، نغنخوالان، بر وزن هرزه کاران، نغنخواین، بر وزن حسرت آگین، پنج لغت به معنی زنیان و نانخواه آورد ـ و هر یکی را یک هموزن همراه آورد ـ خداوندان هوش و خرد هموزن هر لغت را سنجند و در تلفظ آرند ـ من خود از عهدهٔ این کار بر نیامده ام ـ حیف که فرهنگ جهانگیری و مجمع الفرس سروری و سرمهٔ سلیمانی و صحاح الادویهٔ حسین انصاری، که دکنی این چهار کتاب را در دیباچه ماخذ خود وا نموده است، هنگام نگارش این اوراق در نظرم نیست، ورنه هر چهار نسخه را صفحه صفحه می نگرستم که این پنج لغت از کجا فراگرفته است ـ من آن پندارم که تنها سرمهٔ سلیمانی فروغ افزای چشم این دکنی ست، اما نه آن سرمهٔ سلیمانی که کتابیست موسوم بدین اسم، بلکه

آن سرمهٔ سیلمانی که اسما پری از قاف آورده در چشم عمرو عیار کشیده بود، تا به سبب آن سرمه دیو و پری را میدید - نشگفت که اندکی ازان سرمه بدین دکنی رسیده باشد، که اجنه را معاینه میکرد و زبان قاف از آنان می آموخت -

برهان قاطع : نقرهٔ خنگ زرتشتی - کنایه از آفتاب عالمتاب است -

قاطع برهان : آفتاب را زرده و سمند و ماه را نقرهٔ خنگ شنیده ایم و درین هر دو لغت رنگ وجه تشبیه است - آفتاب را نقرهٔ خنگ چون توان گفت و زرتشتی افادهٔ کدام معنی میکند ؟

تنبیه : معنی نقش بحرام کوده بحرام و معنی نقش حرام کودهٔ حرام چنانکه عادت اوست در دو فصل جدا می نویسد - تا این هر چهار کلمه را سر و بن چیست؟

تنبیه : نکته را در عربی بمعنی وجه و دلیل می آرد - باشد که چنین باشد و باشد که وجه و دلیل متحدالمعنی نباشد -

تنبیه : نکوه، نکوهد، نکوهش، نکوهنده، نکوهید، نکوهیدن، نکوهیده، پردهٔ هفت تو بر چشم

بینندگان پست، تا عیب این را نه بینند - من از تیزی فکر اینقدر دانستم که صیغهٔ مفعول بعد از همه نوشتن غایت انکسار و تواضع است، اما وجهٔ اول نوشتن صیغهٔ امر همچنان در پرده ماند -

تنبیه : نگزیرد، را که مضارعی ست جعلی، باضافهٔ نون نافیه، که حقیقی لفظ نیست، لغتی مستقل اندیشد و در یک فصل نوشت -

برهان قاطع : نماد - بر وزن سواد، بمعنی نمود باشد که ماضی نمودن است، یعنی ظاهر شد و نمایان گردید - و بمعنی اسم فاغل هم آمده است که ظاهر کننده باشد - و بمعنی ظاهر کرد و نمایان گردانید هم هست -

قاطع برهان : نماد ماضی نمودن آنگاه باشد که نمادن مصدر بود - چون آن نیست این نیز نیست - هر چند می اندیشم که نماد بجای نمود کجا دیده باشد، هیچ دلنشین نمی شود - لہجهٔ مغلیه خود خواباندن الف است، چنانکه جان را جون گویند، نمود را نماد چرا گویند؟ از واو الف چگونه پدید آمد؟ نه نماد بدل نمود است، نه بجای خود لغتی دیگر - حیرت در حیرت آنکه بمعنی فاعل نیز

می نویسد - حال آنکه صیغهٔ ماضی به معنی مصدری مستعمل است، نه به معنی فاعل - بالجمله مرا ازان نگزیرد که همچنین بگذارم و بگذرم - مخفی و مستور نماند که من لفظ نگزیرد و درین عبارت بعمد برای آن آورده ام که کسی را در اندیشه نگذرد که در فصل سابق نگزیرد را غلط گفته ام - نی! نی!! نگزیرد لفظی‌ست صحیح و فصیح، لغت نیست، مضارع اصلی نیست، زیرا که اگر مضارع اصلی بودی پیوند به مصدری داشتی - و این را مصدر مسموع نیست - بشنو اسمای جامد را متصرف میگردانند و از مصدر تا امر همه صیغه ها می سازند، مانند شکوهیدن از شکوه و شکریدن از شکار - اما از گزیر وگمان مصدر نمی‌سازند - [و چون مصدر نمی سازند،]۱ ماضی نیز نخواهد بود - همین مضارع بکار می آرند، گزیرد و گماند - چون اینهمه دانستی بدان که نگزیرد همان مضارع مجعولست، بافزایش نون نفی - و ما را سخن دران رفته است، که بیاید یک لغت و نیاید یک لغت اگر تمسخر نیست، جنون خواهد بود -

تنبیه : نلشک، بر وزن سرشک، و نلسک، بسین ساده و نبشک و نبسک، ببای موحده، بمعنی قرضدار

۱ - قاطع برهان، ص ۲۷ -

می نویسد - شین و سین بدل همدگر مسلم، اما بجای لام بای ابجد از عدم تحقیق است - و معهذا این لغت را نلشک به لام دانیم یا نبشک ببای ابجد؟ این کلام آخر بود که اول بر زبان قلم رفت، ورنه نخست آن پرسیدن داشت که لغت پهلوی‌ست یا تازی، زیرا که مجموع حروف این الفاظ مشترک بین‌اللسانین است؟ و ناقل که او را بهر افادهٔ معنی مبالغه نقال نیز توان گفت، اشارتی بدین تفرقه ندارد - صاحب شرفنامه در فرهنگ خویش نلشک به فتحهٔ نون و کسرهٔ لام و نالشک به افزودن الف درمیان نون و لام به معنی قرضدار می نویسد و بس -

برهان قاطع : نمید - بفتح اول بر وزن دمید، ماضی نمیدن است، یعنی میل کرد و توجه نمود - و نم کشید - و امیدوار شد - و بضم اول مخفف ناامید و نومید باشد -

قاطع برهان : در هر گام لغزش و در هر خطوه خطا - نمیدن اگر از نم بطریق تفنن مصدری آفرینند به معنی نم کشیدن سزاوار، و نمید نیز بدین معنی ماضی آن خواهد بود - [بمعنی]۱ میل کردن و میل کرد از

۱ - قاطع برهان، ص ۵۸ -

که شنید؟ این‌هم اگر بوده باشد، گو باش - معنی نمید امیدوار چگونه جایز باشد؟ حال آنکه خود می نویسد که بضم نون مخفف نومید است - نمید مخفف نومید و نمیدی مخفف نومیدی مسلم، نون را مضموم چرا ساخت؟ در تخفیف تغیر اعراب رسم نیست؟ نون نومید و نومیدی مفتوح الاصل است، بکدام عارضه ضمه را بخود در پذیرد؟ نمید، بفتح، امیدوار و نمید، بضم، ناامید ادعائیست لغو و مهمل، چنانکه بهر تحمیق جاسع برهان قاطع برهانی‌ست قاطع -

تنبیه : نواخته را، که مفعول نواختن است، به معنی خیر و خیرات و تکلفات و انعامات میگوید، و نمی اندیشد که چه می گوید - نواختن دو معنی دارد : نوازش کردن و چنگ و نی و امثال آن را بنوا آوردن - هر آیینه نواخته یا صفت سازی خواهد بود که آن را بنوا آورده باشند، یا صفت کسیکه بر وی لطف و ترحم کرده باشند، خواهی به تعظیم و تکریم و اختلاط و انبساط و خواهی به بذل و ایثار - سخن در خیر و خیرات و تکلفات و انعامات است - یعنی مفعول این افعال را نواخته توان گفت، نه این افعال را - آری چون رسمست که از ماضی معنی مصدری فراگیرند، اگر نواخت را مرادف نوازش دانند و

از نوازش عطیه و انعام و اعزاز و اکرام خواهند، روا باشد، لیکن از نواخت نه از نواخته -

تنبیه : بمشاهدهٔ شرح لغت توان پدید آمد که هر گونه مادهٔ هذیان که در سرشت دکنی آماده بود نیمی در همه کتاب صرف شد و نیمی در شرح این لغت - یا رب نگرندگان را توفیق انصاف ده تا سعی من رایگان نرود - میگوید که نوان، بر وزن روان، بمعنی خرامان و جنبان و حرکت کنان و لرزان و نالان و زاری کنان و فریاد زنان و نالنده و جنبنده و نالیدن و جنبیدن و کوز و خم شده و خمیده و دوتا گردیده و کهنه و لاغر و ضعیف و آگاه و هوشیار و آگاهی و هوشیاری آمده است - ازین بیست و دو معنی خرامان و جنبان و حرکت کنان و جنبنده هر چهار مرادف یکدگر، نالان و زاری کنان و فریاد زنان و نالنده این هر چهار مرادف یکدگر، کوز و خم شده و خمیده و دوتا گردیده این هر چهار ازان هشت بیگانه و باهم یگانه - چون ازین بگذری بنگری که نالیدن و جنبیدن نیز می سپوزد - مگر مصدر و فاعل یک معنی همی بخشد؟ هم چنین آگاه و هوشیار و آگاهی و هوشیاری - عیاذاً بالله و لاحول ولا قوة الا بالله! من

می گویم که از مصدر معنی فاعل و از فاعل معنی مصدر فرا گرفتن هیچ کس نخواهد پذیرفت - درین باب سخن ضرورت ندارد - نالان و خمیده و کهنه و لاغر و آگاه و هوشیار این شش معنی را بر لفظ نوان به ریسمان نتوان بست و بسوزن نتوان دوخت - نوان بمعنی خرامان است، اما خرامنده بدان رفتار که از روی ناز و ادا باشد و بجنبیدن شاخهای نهالی از باد ماند - چون این حالت را در عربی تمایل گویند، اگر لرزان نیز گفته باشد روا باشد - خواهی لرزه ترجمهٔ تمایل باشد خواهی نتیجهٔ خوف یا غضب -

برهان قاطع : نوجبهه - بفتح اول و ثالث و بای ابجد و سکون ثانی، سیلاب را گویند و بمعنی فرشته هم بنظر آمده است -

قاطع برهان : کجا سیلاب و کجا فرشته! آری نوجبه بنون مضموم و واو مجهول اسم سیلی‌ست و آن نیز در یک فرهنگ بجای نون تای قرشت آورده توجبه نبشته است - تا کرا صحیح دانیم و راجح را از مرجوح بکدام دلیل باز شناسیم - نگارندگان فرهنگ لغت، می‌نویسند و نمی نویسند که در کدام زبان است - دیگر اغلب و

اکثر آنست که اعراب ننویسند و اگر نویسند آن یکی مخالف این یکی باشد - از همه دشوار تر آن که در وادی تصحیف گام فراخ زنند و تا جا یابند از پا نه نشینند - متاخرین مثل بهار و وارسته و آرزو تکیه بران دارند که این لغت را از اهل زبان تحقیق کرده ایم - یا رب! زبان خداوند کرا می اندیشند؟ کابلی و قندهاری و کیچی و مکرانی هر که از باختر سوی هند آید - چنانکه خود را زبان دان دانسته اند، او را اهل زبان پندارند - حاشا! که بعد از صایب و کلیم چون حزین دیگری از خاک پاک ایران خاسته باشد - میبایست مقدم او را گرامی داشتن و سخنش بر ورق دل نگاشتن - غوامض نطق پارسی از وی فرا میگرفتند و زنگار شک از آیینهٔ دانش بمصقلهٔ ارشاد وی میزدودند - چه در خور بود با وی چهره شدن و بر سخنش انگشت نهادن؟ همانا حقیقت پارسی از پیش نمی دانستند و بمشاهدهٔ برهان‌قاطع و کشف‌اللغات و موزونی طبع خویش خود را پارسی‌دان و سخن پیوند میگرفتند - هی! هی!! این بیخبران فرهنگ ناطق و برهان قاطع را که قرین بود نشناختند و قدر ناشناسی را با مسافر آزاری جمع کردند -

برهان قاطع : نوجوان پسر امردی را گویند، که هنوز خطش ندمیده باشد.

قاطع برهان : بر دکنی هزاران آفرین که لغتی آورد که اگر این را نمی نوشت هیچکس نمی دانست که نوجوان کرا می گویند. اما نوشتن اعراب و آوردن هموزن چرا فرو گذاشت. درین چنین ناشناسا لغت از حرکات حروف آگهی ندادن ستم است.

تنبیه : نوشت، بواو مفتوح، ماضی نوشتن و نوشت بکسرهٔ واو ماضی نوشتن نوشت و بجا نوشت. اما چرا نوشت این نیز مانند لفظ نوجوان مشهور و معلوم است. نوشتنی نبود مگر نگارندهٔ افاده غریبی در اندیشه داشت، چنانکه مینگارد که نوشت بر وزن گوشت ماضی نوشیدن است یعنی نوشید. و باز در فصل دگر بیفاصله نوشتن، بر وزن دوختن، بمعنی نوشیدن آورد. گویی نوشیدن را بدین صورت مسخ کرد. نوشتن بر وزن دوختن، بجای نوشیدن از رودکی تا شیخ علی حزین، که خاتم‌المتأخرین است، کس نگفته باشد.

تنبیه : نوله، بر وزن لوله، به معنی کلام می‌نویسد.

و باز می گوید که بمعنی قول هم آمده است - مگر در کلام و قول مغائرتی هست!

تنبیه: نوه را پس ازانکه معنی صحیح می نویسد می فرماید: که در هندی هر چیز نو را گویند - یا رب! نو را در هندی نیا گویند، بر وزن حیا - یا نوه و نه را، که ترجمهٔ تسعه است، نوه، بر وزن کوه، نشان میدهد - و آن نه است بیواو - و اگر بحسب ضرورت وزن شعر ضمهٔ نون را اشباع دهند و واو پیدا کنند، حجت نیست - و نشاید که این لغت را اصلی شمارند و در نثر بکار آرند -

تنبیه: در معنی نهاوند تمسخر از اندازه برون برد - میگوید که: نهاوند مرکب است از نه، بکسر نون، بمعنی شهر و آوند به معنی ظرف - تا اینجا راست گفت - اما وجهٔ تسمیه غلط آورد، چه میگوید که درانجا ظروف بسیار ساختند - من میگویم که نظر بکثرت آبادی [او را][1] نهاوند میگفتند، یعنی بمنزلهٔ ظرفیست از شهرها لبریز - حال آنکه خود نیز بمعنی شهرستان نشان میدهد، لیکن دل بدین

---

۱ - قاطع برهان، ص، ۷۵ -

معنی نمیدهد[۱] - و میخروشد که در اصل نوحاوند است، ازان رو که بانی آن نوح علیه السلام است - یا رب! از نوح ضمهٔ نون کجا رفت و واو چه شد و های هوز بجای حای عربی چگونه نشست، و با این همه ما را چه افتاده است که قیاس دکنی را برهان قاطع و حجت استوار دانیم؟ -

تنبیه : نه آسمان را نه پدر میگوید [و بد نمیگوید][۲] هفت کوکب و عقدتین را نیز نه پدر میگوید - افلاک را آباء و عناصر را امهات و آن را نه پدر و این را چار مادر میگویند - سبعهٔ سیاره و راس و ذنب را نه پدر گفتن سر رشتهٔ آفرینش خویش گم کردن است - من بخدمت حضرات سپارش میکنم که این دکنی را ثالث بالخیر راس و ذنب میگفته باشند -

تنبیه : نه بام نه‌پایه، نه پدر، نه پرده، نه حجره، نه حصار، نه خراس، نه رواق، نه سپهر، نه شهر بالا، نه صحیفهٔ گرددن، نه طارم، نه طبق، نه قصر، نه کاخ،

---

۱ - نمی نهد (قاطع برهان، ص ۷۵) -
۲ - قاطع برهان، ص ۷۵ -

نه مقرنس، این شانزده استعاره در پانزده فصل نوشت - و لفظ نه آسمان را بهر معنی نگاهداشت - و نه سپهر را نیز در استعارات نه گنبد و از اسما نه چرخ و نه فلک را چرا ناگفته گذاشت - گوئی صحیح نه پنداشت، ورنه نه گنبد مثل نه بام و نه چرخ و نه فلک مثل نه سپهر چرا نه نگاشت -

تنبیه : نیازارم می نویسد و معنی آن، آزار ندهم و آزرده نشوم، میگوید - آزردن مصدری‌ست مشهور هم بمعنی متعدی و آزارد مضارع و آزارم از بحث مضارع صیغهٔ متکلم و نیازارم همین است باضافهٔ نون نافیه - از هزار صیغه یک صیغه و آن هم مرکب از نون نفی بدست آوردن و بعقیدهٔ خویش لغتی ضروری دانستن ربط است، خبط است، چیست؟ -

تذبیه : در شرح لفظ نیاز، که آن نیز لفظی‌ست مشهور، میلاید که در یک کتاب بمعنی درست و در یک صحیفه به معنی درشت نوشته اند - من میدانم که از بهر لفظ نیاز ازین سه معنی هیچ یک معنی از هیچ کتاب ثابت نتوان کرد - تصحیف خوانی این سرسامی مسلم، اما بنای این سه گونه تصحیف بر کدام نقل و کدام تحریرست؟ نیاز ترجمهٔ احتیاج و مرادف عجزست و بس -

تنبیه : نیام را پس ازانکه غلاف شمشیر می فرماید، میسراید، که عموماً وسط هر چیز را گویند - و می گوید که بمعنی تعویذ هم بنظر [آمده]۱ است - هر که وسط هر چیز را نیام گوید، از زمرهٔ بنی آدم خارجست - آری میان قلب نیام است و افادهٔ معنی وسط نیز میکند - و معنی حقیقی میان ترجمهٔ وسطست و تقلیب نیام اتفاقیست - صاحب برهان قاطع همان معنی حقیقی میان را بر نیام نیز جاری کرد - اگر زنده می بود می پرسیدم : که چون کران و کنار نیز مقلوب هم اند هر آیینه معنی حقیقی کنار که آغوش است نیز از کران حاصل می توان کرد؟ اما نیام، بمعنی تعویذ، تصحیف است - پنام، ببای فارسی مفتوح و نون بالف و میم زده، مجازاً تعویذ را نامند -

تنبیه : نیسو، بر وزن گیسو، بمعنی نشتر و نیش بمعنی زهر می نویسد - آگاه باید بود که نشتر در اصل نیشتر است و آن را نیشو نیز گویند و چون تبدیل شین به سین باهم رواست نیسو نیز بجاست - اما نیش بمعنی زهر کجاست؟ آن بیش است، ببای موحده نام قسمی از

---

۱ - قاطع برهان، ص ۷۶ -

اقسام زهر - نیام را به پنام و بیش را به نیش غلط کرد و اینچنین مغلطه هزار جاست -

تنبیه : والو چانیدن به معنی تقلید کردن می آرد - من ضامنم که در کلام اساتذه این مصدر مستعمل نیست - و گمان میکنم که در فرهنگ های دگر ازین مصدر نشان نیابند - هر آیینه زبان نره دیوان قاف خواهد بود -

تنبیه : وجود ساز معادن کنایه از آفتاب میگوید - مگر این نیز در قاف شنیده باشد! در پیدایش معدنیات نظر آفتاب را دخلی تمام است، لیکن در غرابت این کنایه کلام است -

تنبیه : وداغ بمعنی آتش میفرماید - تا سند این لفظ از کجا بدست آید؟ طرفه اینکه در فصل دیگر بجای دال رای قرشت آورده و وراغ نوشته است -

تنبیه : ورارود، بواو مجهول می نویسد و بر وزن غم آلود میفرماید - خیر گفته باشد - همه میدانند که ورا رود ترجمهٔ ماوراءالنهر است - در فصل دیگر ورازود، بزای نقطه دار، می نگارد - تا چه می انگارد؟

تنبیه : ورتیج اسم طایری میگوید و عربی آن سلوی و سمانی و فارسی آن کرک و ترکی آن بلدر چین می گوید - و نمی گوید که ورتیج در کدام زبان گویند - ازان رو

که خلط مبحث شیوه ایست که این انصاف دشمن برخود لازم گرفته است ورتیج و سلوی و سمانی و بلدر چین بهم آمیخته - در فرهنگ های دگر دیده‌ام که ورتیج، بوزن زرنیخ، در فارسی اسم مرغی‌ست از پودنه کوچکتر - خواجه را میرم که از فارسی بودن ورتیج آگاهی ندارد، و بی آنکه از تفرقهٔ کاف تازی و پهلوی حرف زند، یا اعراب حروف نشان دهد، در فارسی نام آن طائر کرک نهاد - اللفظ فی بطن القائل و المعنی فی بطن القائل - حق تحقیق آنست که کراک، بهر دو کاف عربی و اول مفتوح بوزن هلاک، و باضافت الف در آخر کراکا، بوزن تماشا، دیگر اسم سریچه، صعوه را گویند که ممولا، به فتحهٔ اول و ضمهٔ ثانی و واو مجهول، هندی آنست - در مناقب العارفین دیده ام که یکی از بنات ملوک که در حبالهٔ نکاح مولوی روم بود کراکا نام داشت - همانا این مهر خوان خواهد بود و اسم وی را این -

تنبیه : هزار داستان بمعنی بلبل و در فصل دگر هزار دستان نیز بدین معنی می طرازد - و مردم را گمراه و خود را رسوا می سازد - آری بلبل را هزار گویند و هزار دستان و هزار آوا نیز نامند و هزار داستان نگویند

مگر سوقیان و فرومایگان و کودکان - دستان بمعنی آواز خوش است و داستان به معنی افسانه - بلبل نوا میزند، افسانه نمی گوید - هر آیینه هزار دستانست نه هزار داستان - نازم بدین دکنی، نخست در یک فصل هزار آوا نوشت که بعد از هزار الف است و بعد از الف واو - سپس هزار داستان که بعد از هزار دال است و بعد از دال الف - در سیومین فصل هزار دستان که بعد از هزار دال است و بعد از دال سین - در تقدیم و تاخیر حروف تهجی غلط نمیرود - لغت گو غلط باش - دانستیم که آنچه در کودکی خوانده بود، در جوانی فراموش نکرد و الف، با، تا، نیک یاد داشت - مصرع:

ما را بدین گیاه ضعیف این گمان نبود

تنبیه: در بیان های هوز با فای سعفص کاری کرده است که جز اطفال کس نکند - هف بمعنی کارگه جولاه یا بمعنی شانهٔ جولاه و هفوش اسم طعام و هف هف مبدل عفعف بمعنی آواز سگ، این سه لغت اگر غریب است ور صحیح، در اول و آخر نگاشت و یکصد و چند لغت همه از هفت که عددی‌ست معروف مرکب ساخت - و از صریر قلم در مضمار بیان شور رستخیز انداخت - سراسر

کنایه از هفت سپهر و هفت ستاره و هفت پردهٔ چشم و هفت کشور کمتر معقول و بیشتر نا معقول - گویی این رساله مستوره بود، ناز پرورد که این دکنی آن را بچشم داشت فزونی رغبت نظر بازان بدینگونه هر هفت کرده در نظر ها جلوه داد، و بر دیده و دل مجردان طریقت منت نهاد - دانم که هنگام فراز آوردن این الفاظ بر فراوانی دستگاه خویش ناز میکرده باشد و دکنیان دگر میگفته باشند:

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

تنبیه : در یک فصل هلتاک، بتای قرشت بر وزن افلاک، و هلناک، بنون در فصل دگر هم بدین اعراب بمعنی برف می نویسد - و بدین مایهٔ تصحیف آرام نیافته می فرماید که بمعنی ترف هم آمده - و ترف را مرادف قراقروت می نویسد - ما را در معنی ترف و قراقروت سخن نیست - ما خود این را در کمال فن تصحیف می ستاییم که هلتاک و هلناک و برف و ترف نگاشت - هم در لفظ و هم در معنی شیوهٔ خویش فرو نگذاشت -

برهان قاطع : هوس - با ثانی مجهول بر وزن طوس، بمعنی هوا و هوس باشد -

قاطع برهان : در طوس واو مجهول کجاست؟ کاش توس، که در زبان انگریزی پارهٔ نان را گویند، بنای قرشت نوشتی تا در وزن برابر آمدی - بالجمله هوس با های مضموم و واو مجهول بمعنی هوس که به فتحتین است کجا است؟ اگر در کلام ابن یمین نشان دهند این نیز دانند که آن بحسب ضرورت است و در تحقیق حقیقت لغت رعایت ضرورت ضرورت ندارد - و معهذا دفع این اعتراض که هوس را به واو مجهول رقم کرده و طوس، را هم وزن آورده، هیچ گونه صورت ندارد - در طوس که نام پهلوانی بوده است از گردان ایران و اسم شهری‌ست از بلاد خراسان، واو معروفست نه مجهول - و این نیز اندیشند که شعر ابن یمین مطلع نیست فردی‌ست از قطعه و قوافی - این قطعه قوس و فردوس است - بدین دلیل تغیر اسکان و تحریک رسم است، و تبدل سکون حرکت مع تبدل اعراب طرفگی دارد - و عظمای عجم طرفگی را مکروه و مردود شناسند - اما شعر ابن یمین اینست :

رزم بر رزم اختیار مکن
هست ما را بخود هزاران هوس

حرکت را بسکون بدل کرده است، نه فتحه را به

ضمهٔ هوس را - هوس بوزن حوض گفته است نه هوس بوزن کوس -

تنبیه : یاختن بمعنی بیرون کشیدن می نویسد و نمی داند که آن آختن است بالف ممدوده - همانا که چون یازد مضارع آنست، این همه دان از روی قیاس مصدر را نیز یاختن گمان کرده است -

تنبیه : یوغ بمعنی چوبیکه بر گردن گاو نهند و آن را در هندی جوا گویند، در بیان تحتانی مع الواو آورده و جا داشت - صورت لغت همین است - بیننده اگر دقیقه رس است دیده باشد، ورنه اکنون که من نشان میدهم به بیند، که درمیان جیم مع الواو نیز جوغ بدین معنی نگاشته است - تا از تحقیق چه قدر بیگانگی داشته است!

پس از انجامیدن سیر گفتار ها و بیانهای برهان قاطع و گذشتن ازان خارزارها و کوراب‌ها، سواد ملحقات در نظر اند - و این خود سواد اعظم مهملات و مضحکات است - نخواستم که عمر در سر این کار کنم، ورنه پرسشهای بسیار داشت - ازان همه مضحکات مغلطهٔ چند، بی آنکه فاصله درمیان رود، نشان داده میشود -

می نگارد که: آبای گلوگیر کنایه از سرور و عیشن جهان و کنایه از غم دنیا و شادی که بجهت مرگ[۱] دشمن کنند - تا اینجا عبارت ملحقات است - من می نالم که آبای گلوگیر هیچگاه نشنوده ام وانگاه هم بمعنی عیش و هم بمعنی غم و هم بمعنی شادی مرگ دشمن اگر مضحکه نیست چیست؟

آلوسیه اسم جامن می آرد - نمی اندیشد که چون این ثمر در ایران نیست اسمی بهر آن در آن زبان چرا خواهد بود -

افراز و افزار را یکی می گوید - و نمی سنجد که افزار به تقدیم زای نقطه دار اسم جامد است، بمعنی آله - و افراز بتقدیم رای بی نقطه صیغهٔ امر است از افراشتن -

بیلاق، بموحده به معنی ته خانه و سردخانه میگوید - و غلط می‌گوید - ییلاق به دو یای تحتانی لفظ ترکی‌ست بمعنی مقامیکه در تابستان بهر اقامت فوج از چوب و علف و نی سازند، تا تموز در آنجا گذرد - و مقابل آن قشلاق، است به معنی لشکرگاه زمستان -

۱ - فوت (قاطع برهان، ص ۷۸) -

پای افزاه، بمعنی افزایندهٔ مرتبه قرار میدهد ـ حال آنکه پایه افزا لفظی‌ست مرکب از پایه و افزا که صیغهٔ امر است از افزودن ـ شعبده باز دکنی های هوز را از لفظ پایه گسست و در آخر لفظ افزا بهم با زبست ـ آخر این را که روا خواهد داشت؟

پاییر، بر وزن جاگیر، مدت بودن آفتاب است در برج سرطان ـ تا این جا عبارت ملحقات است ـ و این مغلطه ایست تو بر تو ـ آخر این لغت زای نقطه دار است و آن پاییز قافیهٔ کاریز است ـ حاشا که پاییر قافیهٔ جاگیر تواند بود ـ مغلطهٔ دیگر آنکه مدت بودن آفتاب در سرطان می گوید، نه فصل را میداند و نه ماه را ـ گفتار من شنوند تا از مغالطه آگاه شوند ـ سال شمسی منقسم بچهار فصل است ـ هر فصل مشتمل بر سه ماه و هر ماه مدت ماندن آفتاب در یک برج ـ شروع سال از رسیدن آفتاب به حمل گیرند ـ حمل و ثور و جوزا این سه ماه فصل بهار است ـ سرطان و اسد و سنبله این سه ماه فصل تابستان است ـ میزان و عقرب و قوس این سه ماه فصل خزان است و این را پاییز و پایز و برگریز نیز نامند ـ جدی و دلو و حوت این سه ماه زمستان است ـ فصل را بر یک ماه فرود می آرد و آن ماه را که

سر آغاز فصل تموز است خزان میشمارد - هنوز سه ماه بگذرد تا فصل پاییز در رسد - از سرطان تا میزان سه برج درمیان است - با این همه هیچمدانی مقبول طبع همه دانان بودن یاری و یاوری بخت‌ست و بس:

گفته گفته من شدم بسیار گوی
وز شما یکتن نشد اسرار جوی

دل چنان میخواهد که ازان الفاظ مشهوره که زبان زد مرد و زن و پیر و برناست و دکنی آن را در ملحقات لغات فرض میکند لفظی چند بهر ریشخند نشان دهم - آبرو، آرزو، آزرده، آزمایش، امید، باورچی، بخشش، بدن، بلندی، بنگ، بورانی، بهشت، پلاؤ، تپ، جانور، چادر، حلوا، خواب، داروغه، وای چنپا، زانو، سپاه، شکار، صندل، طوطی، عجب، بعین مفتوح، غلام، فال، قاب، کباب، گریبان، لشکر، ماتم، نرم، واهی، هنر، یاقوت، از کثرت این چنین الفاظ که در ملحقات یافتم دیوانه شدم - و نتوانستم از هر حرف لفظی چند نگاشتن - ناچار از مصادر و مشتقات، که نزد صاحب برهان آن نیز لغات است، اغماض رفت - و از اسمای جامد اسمی چند صورت نگارش گرفت -

درین مقام سخنی هوش افزا بخاطر می خلد ناچار گفته میشود، که این بزرگ بعد اختتام برهان قاطع فصلی در لغات متفرقه چرا افزود و از الحاق ملحقات چه خواست؟ آخر مابه‌الامتیازی میبایست، که اهل نظر بدان علاقه، متفرقه را از مجموعه و ملحقات را از متفرقات جدا میتوانستند کرد - و آن خود جز در اندیشۀ جامع موجود نیست - از ملحقات به اندازۀ ذره ریگ ساحل باز نموده آمد - از لغات متفرقه بقدر قطره‌ای از دریا نشان داده می شود -

کشکول را در ضمن لغات برهان قاطع به ناسزا بیانی ستود و در لغات متفرقه خچکول به خای ثخذ و جیم فارسی باز آورد - و آن کشکول است یا کجکول - این صورت سومین یعنی خچکول معنی ندارد -

دیگر در لغات متفرقه مینگارد که دچار، بضم دال ابجد و جیم فارسی به الف کشیده و به رای قرشت زده، رسیدن و ملاقات کردن دو کس باشد بایکدیگر بیگ ناگاه - غالب گوید که بهم رسیدن دو کس را به اعتبار آن که دو چشم چون با دو چشم دگر پیوست هر آیینه چار شد، دو چار شدن گویند - و این معنی وقتی حاصل آید که

بعد از دال واو نویسند تا تثنیه پدید آید - دچار، بی واو سجلی است بر حمق دکنی بمهر ذره تا آفتاب مزین و قید ملاقات بیک ناگاه مزید علیه تا حمق به خبط منجر گردد -

دیگر در یکی ازین دو سواد که به ملحقات و لغات متفرقه موسوم و جدا شناس درمیانهٔ همدگر نامعلوم است زهره را سعد اصغر و مشتری را سعد اکبر می نویسد و درست می نویسد - نا درستی بنگر که از سعدین ماه و مشتری‌مدعا دارد - داغم ازین اجتهاد در مصطلحات منجمین - شمس و قمر را نیرین و زهره و مشتری را، چنانکه خود نیز می گوید، سعدین می گویند - هر آیینه یکی را از نیرین که ماه است و یکی را از سعدین که مشتری‌ست بهم گرفتن و سعدین گفتن جز برهمزدن قواعد هزار سالهٔ فن نجوم چه خواهد بود؟

ازین نیز بگذر و دریاب که در برهان قاطع، که سواد نخستین اوست، در معرض بیان های هوز با فای سعفص صد لغت رقم کرد و باز در ملحقات همان صد لغت را باز آورد - و با این چنین خطاهای فاحش معتقدان برهان قاطع در تکفیر منکر این طرز منکر خود به تقصیر راضی نیستند - اکنون هرچه از خجسته آموزگار شنیده‌ام و هرچه

به نیروی خرد خدا داد بدان فرا رسیده ام به بند نگارش می آرم - و هر کجا فصلی رو میدهد به **فایده** تعبیر میکنم - و از مبداء فیاض چشم دارم که هر فائده اسم با مسمی باشد -

فایده : سر آغاز تحریر فواید که هر آیینه بوی از کاردانی و خود نمایی دارد نیاز می آوردم و پوزش میگسترم، تا مردم نگویند که خود هندوستان‌زا بودن و هندوستان‌زایان دگر را هم در فرهنگ و هم در نظم مسلم نداشتن، و خود علم پندار زباندانی افراشتن، چه معنی دارد؟ گویم، من می گویم، که نیای من از ماوراءالنهر بود و پدرم در دهلی پیکر پذیرفت - و من در آگره منشور هستی یافتم - حاشا که خود را از اهل زبان گیرم - زباندانی من بفرهٔ سه فروزه خدا آفرید و سه گوهر ازل آوردست - نخست سلامت طبع که غلط را نمی پذیرد و جز براستی آرام نمی گیرد - دوم مناسبت آن طبع غلط سپسند جز براستی سپیوند با پارسی زبان - سه دیگر احراز دولت دیدار تیمسار هرمزد فراوان کمال و دانش اندوختن از وی تا دو سال، سپس گذشتن بر

باستانی نامه‌ها و نشاط ورزیدن از آن شور انگیز شورامه‌ها - در چهارده سالگی از آموزگار پرورش یافتم و پنجاه و دو سال مغز سخن کافتم - امروز، که شست و ششمین سال از عمر گذران میگذرد، سخن آفرین را سپاس گذارم، و هم جز آن بخشندهٔ بخشایش‌گر کس نیارد دانست که درین پنجاه و دو سال چه درهای معنی بروی من کشاده اند، و کرسی اندیشهٔ مرا در فرازستان آگهی بکدام پایه نهاده اند - حیف که ابنای روزگار حسن گفتار مرا نشناختند - مرا خود دل بر آنان میسوزد که کامیاب شناسایی فرهٔ ایزدی نگشتند، و ازین نمایشهای نظر فروز، که در نظم و نثر بکار برده‌ام، سرگران گذشتند - گویی نظیری همدرد من و مقطع آن مینو آرامشگاه نوای ساز دم سرد منست :

تو نظیری ز فلک آمده بودی چو مسیح
باز پس رفتی و کس قدر تو نشناخت دریغ

فایده : چون تازیان بر پارسیان چیره دست آمدند یاد پندار از سر اهل عجم برون رفت - بسیاری از روی راستی بدین حق در آمدند و بصدق دل مسلمان شدند - دیگر آنان را باحکام کیش زردشتی کار نماند - برخی را که اهرمن در رگ و پی فرو رفته بود، دل از کفر

نگسست - آشکارا اسلام گزیدند و نهانی هم برآن جاده پی‌سپر ماندند - بزرگان درست اندیشه و فرزانگان راستی پیشه آثار اسلام را گرامی داشتند و اقوال را حق پنداشتند - آن گربزان اهرمن دوست، که دل شان باز به آن یکی نبود، هر گونه دقایق و حقایق که از اسلامیان شنودند به کنجی نشستند و باتفاق منافقان دگر از بهر هر مسمی اسمی تراشیدند، و از آنچه در حال شنیدند صحیفه‌ها ساختند - و چنان وا نمودند که زردشت بطریق پیشگویی در عهد گشتاسپ چنین فرموده است - عیاذاً بالله! آنچه از معجزات حضرت ختم‌المرسلین ص و خوارق عادات آن شهنشاه قلمرو دین در زمرهٔ مسلمین شهرت یافت، همه بر زردشت بستند - و برای وی عروجی مانا بمعراج مخبر صادق نشان دادند - و گذشتن از افلاک و رسیدن بفرگاه دادار پاک و شنیدن سخن از غیب و دیدن بهشت و دوزخ همه در دامنش ریختند - کراسه و نپی بمعنی مصحف مجید و سیمناد، بر وزن پیرباد، به معنی سوره و چینود، به اعراب مجهوله، به معنی پل صراط، لفظ آفرینی این گروه بی شکوه است - مولانا هرمزد ثم عبدالصمد این راز با من میگفت و بر فریب و نیرنگ پارسیان میخندید و نگارندهٔ دبستان مذاهب را یکی ازینان میدانست - از سوره سوره بودن

ژند و سیمناد بودن نام سوره در اصل و وجود داشتن پل صراط در کیش زردشت ابا میکرد - و این اخبار و این اسما را بهم بافتهٔ شوریده مغزان پارس وا می نمود - و میفرمود : که بزبان دری در نثر بجای باب لفظ دال مفتوح به رای قرشت زده آید یعنی در - و بمحل فصل نسک آرند، به نون مضموم - و فصل را بر باب مقدم دارند و هر نسک یعنی هر فصل بر بابی چند، یعنی دری چند، مشتمل باشد : چنانکه مجموع ژند است و یک نسک دارد و صد در همانا نسک را بخش میتوان گفت - و در تحت هر بخش دری چند میتوان فهمید - و ابواب و فصول مروجهٔ حال را در تقدیم و تاخیر بدان فصول و ابواب مطابق نتوان اندیشید - چون از نظم پرسش بمیان آمد، گفت ' که در نظم قافیه را پیوند گویند و ردیف را پساوند و غزل را چامه و غزل دراز را چگامه - اما اوزان و بحور درمیان پارسیان نبود - زمزمهٔ این گروه باشعار هندیان میمانست، که فقره فقره الفاظ متحد آلاخر فراهم آرند و در وزن برابر نباشد - اوزان و بحور از مستخرجات طبع عالیهٔ اهل عرب است - گفتم: ابتدای بروز کلمهٔ موزون از زبان گهرفشان بهرام گور است؟ گفت : چنین خواهد بود - چون بهرام در عراق عرب نشو و نما

یافته است، در شکارگاهی، وقت زدن صید یا بردن گوی از راه نشاط زمزمه‌ای سروده باشد - علمای آن سر زمین بنظرهای دقیق و فکرهای ژرف قانون‌ها وضع کردند و قاعده نهادند - و این اساس را، چنانکه اکنون در عرب و عجم شایعست، استواری دادند - نه بینی که مطالب عروض و در بایست‌های این فن فرخ را در پارسی زبان نامی نیست -

فایده : لغتی چند که اهل فرهنگ در نورد نگارش آن لغات کاف عربی را از کاف عجمی جدا نکرده اند، بهر رفع تردد و تذبذب احباب به تفصیل و توضیح آن گرایش میرود - **کندن**، بکاف عربی به فتحهٔ اول و ثالث، مصدر اصلی و **کندیدن** مصدر مضارعی و **کند**، بفتحهٔ اول، صیغهٔ ماضی و اسم شکر است - و **کاند**، به افزودن الف در وسط، نیز گفته اند - و اینکه در **هند** به تغیر لهجه **کهانڈ** گویند یا از توافق لسانین است یا هندیان لفظ پارسی را مهند کرده اند : چنانکه تاریان کند را از روی تعریب **قند** نام نهاده اند - دیگر **کنده** که صیغهٔ مفعول است از کندن، بمعنی خندق آید و گویند خندق معرب است - **کند**، بکاف عربی مضموم، ضد تیز است و

کنده چوبی را نامند که بر پای مجرم نهند تا راه نتواند رفت - کندر، به ضمهٔ نخستین و سیومین، و کندرو به افزودن واو در آخر و پیوستن رای قرشت بحرکت ضمه با وی اسم مصطگی است - کندو، بکاف مفتوح و نون ساکن و دال مضموم و واو معروف، ظرف مستطیل را گویند که از چوب گز برای نگاهداشتن غله سازند، و از گل نیز - هندی آن کوٹھی - دیگر کندوری، بر وزن رنجوری، دستار خوان را گویند و کندی،۱ بر وزن بندی، نام گلی‌ست خوشبو - عربی آن کاذی۲ و هندی کیوڑه -

دیگر در فارسی کول، بکاف عربی مضموم و واو مجهول، بوم را گویند، که الو هندی آنست - لاجرم مرد احمق را کول گویند - و کول، بفتحهٔ کاف عربی بر وزن هول و قول، فریب را گویند - و کول، بهر دو فتحه هم بکاف تازی، پوشش کهنهٔ گدایان را نامند، خواهی از گلیم باشد و خواهی از نمد -

1. کندی kandi, Name of a flower (Pandanus Odoratissimus) (Steingass).

2. کاذی kāzi, A sort of unguent, name of a fragrant flower (Steingass).

تا این جا هر لغت به کاف کلمن است - اما گند، بکاف فارسی مفتوح، بمعنی بوی بد است و گنده و گندا، اول را های هوز در آخر و دوم را الف، ترجمهٔ منتن است، یعنی بدبویی - حالیاً در عرف عام گندا بمعنی نجس و ناپاک آید - دیگر گند، بر وزن تند، خصیه را گویند - و چون این عضو علامت رجولیت است هر آیینه معنی مردی و مردانگی نیز دهد - و ازین مرکب است گندآور، گند بمعنی طاقت و نیروی دل و آور بمعنی صاحب، چنانکه دلاور و زور آور - همچنین گند بمعنی سطبری و بزرگی جثه آید - و هر جسم، که کمیتش افزون بود، گنده نام یابد - طرفه این که مرد تنومند، فربه اندام را گندواله نیز گویند - و این ترکیب با ترکیب هندی تطابق دارد - چه اندرین ملک والا، به الف در آخر، بمعنی مالک و خداوند مستعمل است - و بشمردن نظایر این ترکیب احتیاج نیست - از استاد، که بر روانش درود باد، شنیده ام که گند چنان که معنی قوت جسمی دهد افادهٔ معنی قوت عقلی و علمی نیز کند - ازین جاست که مرد دانشمند را گندا گویند - دیگر گول به کاف پارسی مضموم و واو مجهول در هندی زبان ترجمهٔ مدور است و مرد مجهول الحال و سخنی را، که بخوبی فهمیده نشود، نیز گول گویند - و در زبان

قدیم پارسی آبی را، که از زمین جوشد و مقدارش در درازا و پهنا اندک و در ژرفا زیاده باشد، گول و گولاب نامند - هم ازین رو است که خم دراز را گول گویند - و اینکه در هند نیز بدین معنی زبان زد خلق است، از توافق لسانین نیست، بلکه همان لفظ پارسی‌ست که بعد از استیلای مغول بر هند در هند رواج یافته است - هم بمعنی احمق و هم بمعنی فریب دانسته اند، از بی اعتنایی‌ست - حاشا که چنین باشد،

فایده: عبدالواسع هانسوی لفظ نامراد را غلط و بیمراد را صحیح می پندارد - و این مصرع را، که ترا ویدهٔ رگ کلک مولوی معنوی‌ست، باستشهاد می آرد:

عاشقان از بیمرادیهای خویش

دانایان دانند که صحت لفظ بیمراد ترکیب کلمهٔ نامراد را غلط نمی تواند کرد - آن را معنی دیگر است و این را محمل دیگر - بیمراد آنکه هیچ مراد وی بر نیاید و این نهایت عناست - و هم ازین عالم است بیکس و نا کس - بیکس آنکه هیچ یار و غمخوار نداشته باشد و نا کس آنکه کسایی، یعنی شخصیت، مر او را نبود - هم چنین بیکار

و ناکاره - بیکار آنکه کار نیابد و ناکاره آنکه کار نتواند کرد - آنانکه سلب صفت بموحده و تحتانی خواهند و خلو موصوف از صفت بنون و الف، ناچار و ناکام و ناتوان و ناهار و ناپروا را چه خواهند گفت، که درین همه لغات نفی صفات است بنون و الف؟ بلکه جز ناچار و ناپروا که بیچاره و بی پروا نیز درست است، ناکام و ناتوان و ناهار را بی کام و بی توان و بی هار نتوان گفت - نظر برین نظایر نا انصاف را غلط گفتن نا انصافی‌ست - آری چنانکه نا پروا را بی پروا گویند و ناکس را بیکس و ناچار را بیچاره نا انصاف را نیز بی انصاف توان نوشت - کار به تتبع افتاده است نه با قیاس - اینک اشعار سند - سالک قزوینی گوید:

سالک منشین به نامرادی
نومید مباش، روزگار است

دیگر این مقطع:

همه شب آصفی دست دعا بر آسمان دارد
ز روی نامرادی مانده، سر در پای دیوارت

میرزا ابوطالب کلیم گوید :

در کنج نامرادی، تا کی ز منع دشمن
در زیر سر گذارم، دست دراز خود را

حیاتی گیلانی راست :

ز نهال نا مرادی، منم آن فتاده برگی
که ز حسرتیکه دارم، همه شاخسار گویم

حکیم شفائی اصفهانی در هجو گوید :

روزی صد بار سی نهد نوره ولی
نا انصافان نمی نهندش چکنم

خود لفظ نا امید بمعنی مایوس در تحریر و تقریر چندان بکار رفته و میرود که شمار نتوان کرد - حال آنکه امید نیز مانند لفظ انصاف موافق عقیدهٔ هانسوی موحده و تحتانی میخواهد نه نون و الف -

فایده : صیحه، بصاد و تحتانی و حای حطی بر وزن بیضه، لغتی‌ست عربی به معنی آواز هولناک، چنانکه خروش تندر و آسمان غریو که تازیان آن را رعد گویند - و دیگر

اصوات سهمگین - اما آواز اسپ را صهیل گویند، به صاد مفتوح و های مکسور و یای معروف، در لسان عرب، و شیهه، بشین مکسور و یای معروف و های هوز مفتوح به های هوز دیگر پیوسته، در زبان پارس - اینک دبیران و سخنوران هند را می بینم که صیحه را بوزن شیهه یعنی بصاد مکسور آواز اسپ میگویند - و بفارسی بودن معترفند - نمی فهمند که صیحه بصاد لغت پارسی نمی تواند بود، عربی‌ست - و در عربی نیز به معنی آواز اسپ نیست -

فایده : در فرهنگی از نظر صحیفه‌طراز گذشت که چرگر را بمعنی رسول و مفتی و مطرب خاطر نشان پژوهندگان لغت میکند - آن اغلاط که عامهٔ مردم را بحسب قیاس خویش در ضمیر رسوخ می پذیرد آسانست - و این اغلاط که فرهنگ نگاران نویسند، خواص را نیز از راه می برد :

چو کفر از کعبه برخیزد کجا ماند مسلمانی

راستی اینست که چرگر، بجیم فارسی مفتوح و کاف پارسی مفتوح، ترجمهٔ معنی و مرادف خنیاگر و رامشگرست، اما وچر، بواو مفتوح و جیم فارسی مفتوح، فتوی را گویند - هر آیینه وچرگر فتوی دهنده را نامند، لا جرم وچرگر

ترجمهٔ مفتی می تواند بود - حاشا! ثم حاشا!! که پیمبر را وچرگر میتوان گفت، چه جای آن که چرگر گویند - چرگر خود لفظی‌ست که نسبت به مفتی سوی ادب است و مفتی در بلند پایگی به پیمبر نرسد -

فایده : یکی از پرورش آموختگان قتیل نو مسلم در کلکته بمن گفت : اوستاد در بارهٔ کده و همه که آن مرادف خانه و این ترجمهٔ تمام است، از روی اجتهادی، که بدانست پیروان خویش دارد، جز اسمی چند که شمار آن از پنج یا شش نگذرد، ماقبل کده آوردن و اسم مفرد مابعد لفظ همه نبشتن جایز نمی شمارد - پاسخ گذاردم : که بیخبران بگفتهٔ چون خودی کار برخود تنگ گیرند آگاه دلان را چه افتاده که توقیع ناروا را پذیرند - حیرتکده و ظلمتکده و شفق کده و خر کده و امثال اینها در نظم و نثر اهل عجم بسیار است - فخرالمتاخرین فرماید :

خاموش حزین کز نفس سینه خراشت
نشتر کده گردید جگر مرغ حرم را

همچنین همه روز و همه شب و همه عالم و همه جا در

کلام گرانمایگان هزار جا دیده ایم - حافظ علیه الرحمة راست :

گر من آلوده دامنم چه عجب
همه عالم گواه عصمت اوست

سعدی رحمةالله علیه راست :

بجهان خرم ازانم که جهان خرم ازوست
عاشقم بر همه عالم که همه عالم ازوست

محمد حسین نظیری نیشاپوری، که مینو نشیمنش باد، میسراید :

چو سگان ازان بکویت همه شب قلاده خایم
که هوای صید دارم، نه خیال پاسبانی

دیگری گوید :

همه جا خانهٔ عشق است چه مسجد چه کنشت

یا رب چگونه روا باشد که هندوی بربست‌های پارسیان را بهم بر زند و از پیش خویش در فن گفتار آیینی تازه انگیزد -

فایده : دانش آموز درخشان تر از روز فرزانه هرمزد ثم عبدالصمد میفرمود : که هر صحیفه که بر وخشوران پارس از آسمان فرود آمده است، در آسمانی زبان است که آن را فراتین نواد گویند - آرش آن واژه‌های ویژه و [چم آن]، سخنهای پاکیزهٔ پیمبران را بمیانجی سروش از فرگاه دادار پاک بر دل فرو میریزد - و این روشن گهران آن را دلنشین پیره وخشوران میکنند، تا آن راز های سترگ را در زبان قوم به بند نگرش در آورند، چنانکه پایخوان ژند که بپاژند مشهور است - همچنین همسیراز دساتیر که ساسان پنجم بزبان دری نگشته است - از جانب من که نگارندهٔ این ورقم، پژوهش رفت : که در دل چنان فرود می آید که ژند و دساتیر را زبان یکی خواهد بود - گفت : آری - گفتم : از ژند و پاژند در گیتی نشان مانده باشد؟ گفت : نمی مانده است، مگر نسکی چند از پاژند - گفتم : مگر هنجار نگارش پاژند و عبارت ساسان پنجم یکی‌ست - گفت : البته - اکنون غالب هیچمدان هیچمیرز از دانشمندان می پرسد : که اینکه فرهنگ نگاران در نگارش های خویش لغتی چند و مصدری چند می آرند و ماخذ آن لغت و مصادر چنان وا می نمایند که ژند است، ژند کجاست که لغات و مصادر ازان بدر

توان کشید؟ اگر هست ناشناسا زبانی‌ست که به دری و پهلوی و فارسی نماند ـ همانا حضرات ژند را غیاث‌اللغات و صفوة المصادر گمان برده اند ـ

فایده : یکی از معاصرین که معلمی پیشه داشت، بیخردان را بپارسی دانی خویش فریفتی و دید و دانست خود را به بهای گران فروختی ـ خویشتاب و ژنده رود فرا چنگ آورد ـ و آن دو کتاب است از شاگردان آذر کیوان که فاضل بود از پسین پارسیان، هم در پارسی دانا و هم بر علوم عربیه توانا ـ و آن هر دو رساله بزبان پارسی متعارف است و عبارتی متین فاضلانه دارد، مشتملبر لغات مشکلهٔ عربیه در شرح عقاید پارسایان پارس ـ مولوی در تصنیفات خود آن هر دو صحیفه را نام می برد و تبحر خویش در فارسی دانی ازین ادا بر مردم عرضه میداد ـ نامه نگار آن هر دو نگارش دیده است ـ سراسر درگیرنده به غوامض کیش و ملت است، نه راه نماینده بقواعد نطق و تقریر ـ پارسیان پس از استیلای عرب بر عجم، بهر آموختن علم عربی با اکابر عرب آمیختند و دران نطق دستگاهی فراخ اندوخته طرح نگارش فرسنداج مه آبادیان ریختند ـ هر آیینه بمشاهدهٔ آن کتب پارسی کیش

میتوان شد نه پارسی دان - ازان رو که در عبارت این دو فصل ناشناسا لغتی چند بکار رفته است، شناساگر معنی آن میشوم - وخشور، بر وزن منشور: پیمبر، پیره وخشور: امام، آرش و چم: بمعنی معنی واژه، لفظ ویژه: خاصه، فرگاه: ترجمهٔ حضرت، پایخوان و همسیراز به معنی ترجمه، نسک، بر وزن خشک بمعنی فصل، فرسنداج: هم به معنی است و هم به معنی شریعت و ما را درین گذارش معنی دومین منظور است، مه آباد، بکسر میم: نام نخستین پیمبر است از پیمبران عجم -

فایده: هم این معلم ادعای آن داشت که شفق به صبح نسبت ندارد - آن فلق است، و شفق بشام مخصوص - دیگر آن همی سرود که درمیان اسم و صیغهٔ امر که بمعنی فاعل آرند الفاظ دگر گنجایش نمی پذیرد - یا رب! مطلع خاقان قلمرو سخن خاقانی شروانی را تاویل چیست:

صبحدم چون کله بندد آه دود آسای من
چون شفق در خون نشیند چشم شب پیمای من

و همچنین مصرع محمد سعید اشرف ماژندرانی را که بی تاویل پذیرفتنی‌ست، پاسخ کجا است:

همچو صبح شفق آلوده رخش سرخ و سفید

سخن اینست که فلق بمعنی دریدن است و از روی استعاره ظهور فروغ صبح را فلق گویند در عربی و چاک صبح در پارسی و پوپهٹنا در هندی - شفق صبح را فلق چسان توان گفت؟ سرخی که بر افق آسمان پدید آید اگر بصبح است ور بشام آن را شفق گویند، بی تفرقهٔ شام و بام - جواب دویمین ایراد نخست شعر **بوستان** است که بعد بسمله نویسند و افتتاح نظم بدان است :

بنام جهاندار جان آفرین
حکیم سخن بر زبان آفرین

مصرع نخستین موید عقیدهٔ مدعی‌ست، تا مصرع دویمین مفید مطلب کیست؟ سپس مطلع دیگر از اوستاد دیگر :

دارم بتی بجلوهٔ دل سنگ آب کن
از زین برون نیامده پا در رکاب کن

سراسر غزل ازین دست است - دیگر میر **نجات** در گل کشتی گوید :

به بت مست شوی می بکسان زود دهی
بد گل دشنه کش چون شرر از جای جهی

فایده : گل دشنه کش به کاف پارسی مفتوح بمعنی مسخره معربد جنگجو - یکی پیش خان آرزو رفت و شعر خاقانی خواند و معنی پرسید -

پرویز و ترنج زر، کسری و تره زرین
زرین تره کو برخوان؟ رو کم ترکو برخوان

پیدا است که آرزو چیزی گفته باشد - پرسنده نزد علی حزین رفت و سواد شعر و شرح شعر، که نوشته برده بود، بشیخ نمود - بعد از تبسم فرمود که شعر غلط در غلط - دانش جوی حقیقت حال پرسید - پاسخ یافت : و معنی غلط که در رکن اول مصرع دوم زرین تره کو بر خوان نیست - تره بی های هوز است تنها برای قرشت مفتوح - همانا پرویز ترنجی از زر بمیراث یافته بود که هر پیکری که میخواست ازان میساخت - دران عهد که خسروی ایران به نوشیروان روشن روان رسیده بود، فرموده بود، تا آن زر دست افشار را به وردنه چون زواله آرد پهن میکردند، بس تنک - و از کاز به یاژند برگ پودینه و گندنا بریدند - و هنگام گستردن خوان آن را بر خوان می نهادند - پس معنی این باشد که خسرو پرویز را ترنج زر بر خوان می بود و کسری را ترهٔ زر - اکنون بنگر که آن

ترهٔ زرین کجاست و چون تره از ترنج مقدم است هر آیینه سلب تره بهر سلب ترنج نیز بس است - ای شنونده از بی ثباتی و بی وفایی روزگار عبرت پذیر و برو و از مصحف مجید آیت کم ترکوا بر خوان و این آیهٔ وافی هدایه بر نا استواری بنای بقای عالم اسکان مشتمل است - نهان مماناد که وردنه، بواو و دال مفتوح، بیلن است به موحدهٔ مکسور و تحتانی مجهول و زواله، گلولهٔ آرد و یاژند بمعنی هیئت و صورت -

فایده : سراج الدین علی خان آرزو را به شبی از شبهای برشکال مصرعی در ضمیر گذشت - نه مصرعی بلکه نشتری، نه نشتری بلکه سنان آبداری، چنانکه نگارش همی پذیرد :

میکشان مژده که ابر آمد و بسیار آمد

حقا که اگر گویند که این زمزمه از فغانی ست یا از نظیری، کیست که باور نکند! باری پیش مصرع بهمرسانید - و همدران شب تاریک و باد و باران نزد میرزا مظهر جانجانان رفت و خواند و آفرین شنود و بخانه باز آمد - پس از دو سه روز که این مطلع در شهر اشتهار یافت، روزی ناگاه خان آرزو در انجمنی با ایرانی سوداگری

که تازه از شیراز آمده بود و با آرزو سابقاً معرفتی داشت بر خورده، و گفت : آغا مطلعی گفته ام میتوان شنید؟ همانا میرزا آن مطلع شنیده بود و فرا یاد داشت ـ گفت : بنوازید و بخوانید ـ خان ساده دل بکمال شد و مد خواند :

تند و پرشور و سیه مست ز کهسار آمد

میرزا چون این مصرع شنید بقاه قاه خندید و گفت دانستم که جناب در مصرع ثانی چه خواهند گفت ـ آرزو شگفتی فروماند که شعر نه بدینسان میشنوند ـ بیدماغانه گفت : تا چه خواهم گفت؟ میرزا گفت: خواهی گفت که خرس آمد ـ زهر خندی کرد و مصرع ثانی سرود :

میکشان مژده که ابر آمد و بسیار آمد

شنونده ذوق کرد و مصرع را ستود و گفت : پیش مصرع بس نازیبا ست ـ اگر این چنین بودی خوش بودی :

قطره افشان بسوی شهر ز کهسار آمد

با آنکه میرزای شیرازی سخنور نبود و با صناعت شعر کار نداشت لطف طبع را میرم، که تندی و پرشوری و سیه‌مستی که میان ابر و خرس مشترک است نه پسندید و مصرعی صد ره از مصرع اوستاد نغزتر و خوشتر بدیهه گفت ـ

فایده : ضمان مصدر عربی‌ست و افادهٔ معنی فاعلیت نیز کند و بمعنی ضامن آید ـ آنانکه از تصرف پارسیان نا آگهند، در صحت لفظ ضمانت تامل دارند ـ ما که پیرو فارسی گویانیم تصرف آنان را چون نپذیریم و آنچه پیشروان ما گفته اند ما چرا نگوئیم ـ صاحب‌قدرتان نه تنها آخر لفظ ضمان فوقانی افزوده اند بلکه فراغ را فراغت و قرب را قربت و باب را بابت نیز نوشته‌اند ـ یکی از شیوا بیانان ایران در بهاریه گوید :

شد از داغ شقایق تا پر زاغ
ضمانت نامهٔ سرسبزی باغ

هم چنین یای مصدری در آخر مصادر عربی آورده اند انتظار را انتظاری و حضور را حضوری و سلامت را سلامتی و حیرانی را بمعنی حیران و نقصانی بجای نقصان آرند ـ و ما را از تسلیم گریز نیست ـ ٹیک چند بهار در کتابیکه آن را ابطال ضرورت نام نهاده است، بهر این الفاظ اشعار اساتذه به استناد آورده است ـ هر که خواهد دران کتاب، که معتمد علیه اهل هند است، بنگرد ـ

فایده : مراد مؤلف ابطال ضرورت آنست که همه دانان عجم را تصرف د رالفاظ عربی از روی قدرت است نه

از راه عجز - نامه نگار درین داوری با تیک چند بهار همزبانست - آری، عجز یا آنست که جوهر لفظ عربی ندانند یا آنست که فرومانند و لفظ صحیح بجای لفظ غلط آوردن نتوانند - و پاکدامنی عظمای عجم از لوث این هر دو احتمال پیداست که چه مایه پیداست؛ اما داغم از مؤلف ابطال ضرورت که سهل انگار و نا پروا کسی‌ست اشعار اساتذه را، چنانکه کاتبان نوشته‌اند، غلط میخواند و مفید مدعای خویش میداند - در مبحث اسکان و تحریک و مختار بودن فرزانگان در متحرک ساختن ساکن و کذا بالعکس شعر انوری را سند میگیرد و وا می نماید که انوری لفظ قرن را که به سکون‌ست بحرکت آورده - شعر اینست :

دو قرن از کرمت، برده جهان برگ و نوا
تو چه دانی که جهان بی تو چه بی‌برگ و نواست

حاشا که انوری مخاطب را در سر آغاز خطاب بیحرف ندا آواز دهد - در مرثیهٔ ممدوح مرحوم روی بسوی وی آورده میگوید :

ای دو قرن از کرمت بر دو جهان برگ و نوا

طبع دریابنده، بی آنکه تامل رود، در می یابد، که گفتار بیحرف ندا از اوج بلاغت بلکه از پایهٔ سلامت می افتد - بسا کاتبان باشند که معنی نسنجند و نقل افظ بردارند - و این چنین کاتبان را صورت نویس گویند - ما را درین مقام گله از غلط اندیشی مؤلف است نه از صورت نویسی کاتب -

فایده : همگنان دانند که کاف تازی بپارسی در آخر اسما معنی تصغیر دهد - چون مردک و مردمک و کودک و ریدک همانا کود و رید ترجمهٔ طفلست - هم چنین جیم فارسی و های هوز مختفی چنانکه باغ را باغچه و کو را کوچه گویند - هر آیینه همی بایست که در کوچک را که تازیان غرفه گویند درچه می گفتند - لطف طبع اهل پارس را نازم که درچه بر منش گران آمد تحتانی افزودند و دریچه گفتند و گرانی درچه و روانی دریچه وجدانی‌ست نه بیانی - طغرا که از سخن پیوندان ایران است میسراید :

روز و شب دریچهٔ مشرق و مغرب باز است
ورنه از تنگی این خانه نفس میگیرید

سخنور از آنجا که سخنوران در اسکان و تحریک یای را

تصرف دارند تحتانی ساکن را بحرکت فتحی متحرک ساخت و هم اهرمن پیشه پسینیان را در ضمیر انداخت که در خرد را بچهٔ در اندیشند و دریچه ای را، که به تحتانی مفتوحست، دربچه بموحده گویند - و سند آرند که طغرا چنین میگوید - حاشا که طغرا چنین سراید - دربچه بموحده تمسخر بیش نیست - اهل عجم در الفاظ عربیه تصرفهای بدیع بکار برده اند در الفاظ عجمی که منطق ایشان است جنبشهای سه گانه را چرا برنگردانند - ٹیک چند بهار در رساله ای موسوم بابطال ضرورت ازین عالم مثالها دارد - هر که گفتار مرا نه پذیرد، ازان رساله سند برگیرد - شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمة الله علیه در یک رباعی گذرد و نگرد و برد را گزره و نگره و بره به های مختفی می‌نویسد - و کس را مجال گرفت و گیر نیست - طغرای مشهدی نیز اگر دریچه را به حرکت تحتانی نویسد نادلپذیر نیست - این خود سخنی دیگرست که قیاس را دخل دهند و غرفه را بچهٔ در نام نهند، اما رباعی شیخ اینست :

درویشانیم نشسته در کوه و دره
جائیکه پلنگ و شیر و اژدر گذره

پیران قوی دارم و یاران اسره
هر کس که بما کج نگره جان نبره

هم چنین لت انبان به لام مفتوح بمعنی مرد پر خور شکم بنده شهرت دارد - ما میگوییم که این لفظ مرکب است از لت و انبان یعنی انبان‌لت - انبان معروف و لت با مرادف لکداست یا مخفف لته که هم در فارسی و هم در آردو بمعنی پاره و لخت آید - لاجرم انبان لکد و انبان لته بودن با مرد اکول هیچ نسبت ندارد - عزیزان بشنوند و بدین گفتار گروند - لوت به لام مضموم و واو معروف، خورش چرب بامزه را گویند - لت به بقای ضمه و حذف واو مخفف آن - چون پیداست که هر شکم بنده و پر خور غذای لذیذ را دوست دارد و چندانکه یابد بخورد، لاجرم این چنین کس را لت‌انبان توان گفت، به لام مضموم نه لت انبان به لام مفتوح -

فایده : پوشتن، بپای فارسی مضموم و واو مجهول و پشتن بی واو مصدری‌ست پارسی الاصل - و مضارع نیز دو صورت دارد : پوزد و پزد - هر آیینه مصدر مضارعی نیز دو گونه میتوان ساخت : پوزیدن و پزیدن - اما معنی این هر چهار دعا خواندن و بر آب و شربت دمیدن است - و این چنین دعا را در پارسی درون گویند، به دال مضموم و رای مضموم و واو معروف - و چیزی را که درون بران دمیده باشند پوشته و پشته و پوزده و

پزده گویند - و پوزش و پزش حاصل بالمصدر پوزیدن و پزدن است، که مجازاً بمعنی عجز و استغدار آید - اکنون در دبستان مذاهب مینگریم که پشتن و پشته به تحتانی نوشته اند - حاشا که رقم سنج دبستان مذاهب که گرانمایه ایست، بغوامض دین زردشتیان و دقایق نطق پارسیان دانا، درین منطق خطا کند و پشتن را یشتن بیای حطی نویسد - اتفاق کاروان کاروان کاتبان است بر غلط نوشتن - نگرندگان مشاهده را شاهده گرفتند و هم برین جاده رفتند - اگر فرزانهٔ فرزبود آیین عبدالصمد راه ننمودی، نامه نگار نیز یکی از نگرندگان بودی - نه خود راه راست پیمودی و نه دیگران را آگهی افزودی - اینک دیگر در آگهی میفزایم و وا می نمایم که دعا دو صورت دارد : آنچه بر خوردنی و آشامیدنی دمند، درون بوزن جنون و آنچه از حق بتضرع خواهند، سیمراخست بوزن نیمباز - هر آیینه دو بارهٔ درون کارگر افتادن و کارگر نیفتادن سرایند یعنی تاثیر و عدم تاثیر و سیمراخ را به پذیرفته شدن و ناپذیرفته شدن ستایند یعنی اجابت و عدم اجابت -

فایده : هم این بزرگوار یعنی بهار میفرماید که

ده خدای کشور سخن طرازی مولانا سعدی شیرازی عفو را که بفتحهٔ عین و سکون فاست، عفو بر وزن رفو نیز نوشته است - و بدین مصرع استناد میکند:

عفو کردم از وی عملهای زشت

یا رب شیخ را چه افتاده بود و چگونه غفلت روی داده بود که بی ضرورت حرکت لفظ را برگرداند و نظر ثانی نیز نکند، تا شعر همچنان ماند:

ازو عفو کردم عملهای زشت
زوی عفو کردم عملهای زشت

مگر در تقطیع نمی گنجید - من از جانب شیخ سوگند می خورم که شیخ نه آن چنان نگاشته است که کاتب پنداشته است و بهار روا داشته -

فایده: بهار را هم در چگونگی شعر شیخ پالغز دیگر روی داده است ناروا تو ازان اندیشه که گذشت، چنانکه در سند جواز تبدل مخفف و مشدد باهمدگر این مصرع آورد:

شتر کره با مادر خویش گفت

من می گویم که جز بچهٔ اسپ و خر بچهٔ چارپایان دگر را کره گفتن غریب است، از پیروان اهل زبان عموماً، و از حضرت شیخ که پیشوای اهل زبان است خصوصاً - شتر کره و پیل کره و گاو کره فارسی کجائی‌ست؟ مصرع در اصل چنین است:

شتر بچه با مادر خویش گفت

گرفتم که شتر کره نیز نمی توان گفت، چون بچهٔ دواب را کرّه، به تشدید، گویند نه کره به تخفیف - هر آیینه این مصرع مفید مطلب مدعی نخواهد بود - اگر شیخ کرهٔ باد را که به تخفیف است کرّهٔ باد به تشدید نبشتی از عالم ما نحن فیه بودی و مدعی را بکار آمدی - مؤتمن الدوله شیخ ابوالفضل در سرگذشت همایون پادشاه و شکست خوردن وی از شیر خان و روی آوردن بسوی ایران می نویسد که: ''چون موکب خسروی به تبریز رسید، شهنشه بگمان آنکه تبریز آبادانی کهن است،، مگر یک دو کرهٔ ساختهٔ حکمای باستان درین شهر دست بهم دهد، به یکی از نزدیکان فرمان داد، که ببازار رود و کرهٔ چند از بهر مشاهده آرد، تا بشرط پسند خریده شود - فرمان پذیر رفت و اسپان یکساله و دو ساله

با خویش آورد - فرمان روا بخندید و گفت : من اصطرلاب خواستم و تو ستور آوردی،، -

فایده : صاحب بهار عجم، که مؤلف ابطال ضرورت نیز همین است، در شرح **شب دیریاز** می نویسد که شب دیریاز، به تحتانی، شب دراز را گویند، چه یاز افادهٔ معنی جنبش نیز میکند و **دیرباز** ببای موحده غلط محض و خطای فاحش است - من میگویم که بیچاره راست میگوید - دیرباز ترجمهٔ بطی السیر است - هر آیینه شب را دیریاز میتوان گفت به تحتانی، نه دیرباز، بموحده - ملایان مکتب دار از صفت چشم پوشیده دیرباز را که به معنی مدت کثیر است در ماضی نیز دیرباز گفتند - آخر با که توان گفت که باز باوجود معنی دیگر افادهٔ معنی مدت نیز میکند، چنانکه از دیرباز و از کودکی باز و ازان باز - دیریاز که بمعنی بطی‌الحرکه‌ست بجای دیرباز چون توان نوشت - بهار میگوید که شب دراز را دیر باز میگویند - کج اندیشان میخواهند که لفظ دیرباز را از بیخ و بن برکنند، و چون گیاهی که آن را از زمین کنده باشند دور افگنند - در گیتی هیچ کس را جز خویشتن گمان ندارم که غم تباهی آیین گفتار پارسی

خورد و برهم خوردن قانون این منطق دلش را بدرد آورد۱ :

هر چه از دستگه پارس به یغما بردند
تا بنالم هم ازان جمله زبانم دادند

فایده : هم این فرهنگ نگار یعنی بهار شعر والۀ هروی می نویسد :

رخصت اشک فشانی دهی ار واله را
بیندی نوح که سیلابی و طوفانی هست

سپس میسراید که ''بیندی هرچه صیغۀ ماضی‌ست ازین مقطع صیغۀ حال مستفاد میشود،، - تا این جا عبارت اوست - یا رب دیدن مصدری‌ست و دید ماضی و بیند مضارع و بیندی همان بیند است، به افزایش تحتانی - صیغۀ مضارع به اضافۀ تحتانی زایده صیغۀ ماضی چرا گردد؟ این نه سهوالقلم بلکه سهوالکفر اوست - سخن را درین مقام درازی میدهم، تاهم ذوق افزاید و هم آگاهی - هر گاه خواهند که ماضی را استمراری سازند میم و تحتانی مجهول ماقبل

۱ - آرد (قاطع برهان ص، ۸۹) -

صیغهٔ ماضی آرند، چنانکه رفت ماضی و میرفت ماضی استمراری - هم چنین تحتانی مجهول تنها در آخر صیغهٔ ماضی همان کار میکند، که میم و یای مجهول در اول - چنانکه میرفت و رفتی بیک معنی است - و همین میم و یای مجهول است که ماقبل صیغهٔ ماضی معنی تمنا و شرط دهد - و تنها تحتانی مابعد صیغهٔ ماضی نیز همین کار کند، لیکن خبر شرط است، که بهر افادهٔ معنی تمنا الحاق لفظ کاش و کاشکی و مانند اینها، و برای حصول معنی شرط وجود لفظ اگر شرط است - دیگر این میم و تحتانی مجهول در اول صیغهٔ مضارع افادهٔ معنی دوام در استقبال میکند، اما مانند صیغهٔ ماضی تنها تحتانی در آخر مضارع بهر این مراد نیارند، زیرا که یای حطی در آخر صیغهٔ مضارع جز زائده نیست، لیکن حسن کلام میفزاید، بیفائده نیست - بر متتبع نظم قدما مثل فردوسی و معاصرینش نهان نخواهد بود، که در اشعار آن بزرگان آخر صیغهٔ مضارع هم تحتانی بسیار آمده است، چون گویدی و جویدی، و هم الف چون گویدا و جویدا - و رودا و شودا کس نگوید، که آن رواد و شوادست - ما میگوییم که در تقطیع شواد و رواد بجای شودا و رودا چگونه تواندنشست - رواد و شواد دعاست - الف در وسط دارد نه در آخر -

الفیکه در وسط صیغۀ مضارع آرند دعائیه است و الفیکه در آخر صیغۀ مضارع آرند زاید - از ٹیک چند بهار عجب دارم که بیندی را صیغۀ ماضی اندیشید -

فایده : پارسی دانان هند در بارۀ **والا و بالا** سخنها دارند - گروهی نظر بر آن که موحده بدل واو و همچنین بر عکس در فارسی بسیار آمده - گمان برند که والا و بالا یکی‌ست - اما نه چنین است، بلکه آن غیر اینست - بالا هم قامت را گویند وهم رفیع را، وهم افادۀ معنی مقدار کند در بلندی، چون نیزۀ بالا و پیل بالا - در لفظ والا معنی رفعت ملحوظ است، لیکن خدمت و رتبت و شان و آستان و جاه و نگاه را بوالائی ستایند نه در و دیوار و سرو و چنار را - فارسی دانان هند را در ضمیر خواهد گذشت که آستان نیز از عالم در و دیوار است - گوییم چون والاآستان نویسند از آستان پایه و مقام مراد باشد نه دهلیز و سنگ در که هنگام در آمدن و بر آمدن از خانه پای با پای افراز بران نهند -

فایده : گروهی از مدعیان دانش بجسب اجتهاد جامع کشف اللغات، که در بوالعجبی از صاحب برهان قاطع

پای کمی ندارد، گرفتن را بکسر تین صحیح انگارند و شعر سعدی ر که در بوستان است:

تبسم کنان دست بر لب گرفت
که سعدی مدار آنچه دیدی شگفت

سند آرند - گویی آگهی ندارند که فردوسی در شاهنامه صد جا گرفت را با گفت و خفت و هزار جا با شگفت قافیه کرده است - و آن نیست، مگر تغایر حرکت ماقبل روی، که فردوسی و سعدی و بعضی از متاخرین روا داشته‌اند - در اصل گرفتن بکسرهٔ اول و فتحهٔ ثانی‌ست، چنانکه فردوسی در شاهنامه، جائیکه کاوهٔ آهنگر محضر نکونامی ضحاک در انجمن دریده است، گوید:

سر و دل پر از کینه کرد و برفت
تو گویی که عهد فریدون گرفت

هم چنین خاقانی در تحفة‌العراقین، بعد بیت افتتاح، در نعت سراید:

خور پیش تو ره پیاده رفته
مه غاشیهٔ تو بر گرفته

آنکه این هر دو شعر را چنانکه در بارهٔ شگفت و گرفت

گفته ایم از جواز اختلاف حرکت ما قبل روی پندارد از تحقیق بهره ندارد، و ما را با وی سخن نیست -

فایده : گروهی آل تمغا را اسم مهر دانند و جماعتی را گمان آنست که آل تمغا به معنی توقیع عطیه مدام است، حال آنکه حقیقت لفظ از اندیشه هر دو گروه بیرون است - آل تمغا مرکب است از آل و تمغا - آل مطلق رنگ سرخ و تمغا بدو معنی مشهور است - نخست باجیکه در راه‌ها از رهروان گیرند، دوم مهر - و در آل تمغا معنی دومین منظور است - در دفتر تاجداران تیموریه برنامه‌هائیکه بتاجداران دگر مینوشتند و بر اسناد جاگیر که بمردم می بخشیدند مهر بشنگرف میزدند و آن را آل تمغا می گفتند، یعنی مهر سرخ - تنها مهر را تمغا گویند نه آل تمغا -

فایده : در زبان دری و زبان سنسکرت توافق بیش ازان است که شمرده آید - آنچه در حافظه محفوظ است بر زبان قلم میگذرد - مه، بمیم مکسور و اعلان‌های هوز، در پارسی بزرگ را گویند و هندیان بتبدل کسرهٔ میم به فتحه و افزودن الف در آخر همین معنی جویند - مهادیو

بمعنی دیو بزرگ و مهاراجه بمعنی راجهٔ بزرگ - لطف درین است، که در پارسی الفی‌ست که افادهٔ معنی کثرت دارد، چون خوشا و بدان شگفت که الف مها ازین قبیل باشد یعنی بسیار بزرگ، و فتحهٔ میم از تغیر لهجه - دیگر در فارسی الفی‌ست که در ابتدای کلمه افادهٔ معنی نفی کند، چون اخواستی ترجمهٔ غیر ارادی و اجنبان مرادف ناجنبنده و امیر مرادف نامیرنده - هم چنین در هندی نامیرنده را امر بفتحتین و ناروَنده را اچل گویند - پارسا را ساده، بهای مختلط در آخر و ناپارسا را اسده، مع‌الهای المختلط - سوم، به سین مضموم و واو مجهول، در هر دو زبان اسم ماه - ایت، بر وزن زیت، در هر دو زبان اسم آفتاب، و سنگم، به سین و گاف پارسی مفتوح، در هر دو زبان بمعنی رفیق و همراه، پاتی در هندی به معنی مکتوب و پتیا، به اول مفتوح، در پارسی قدیم به معنی پیام، دشت، بر وزن زشت، در هندی به معنی نگاه، و دشست، بر وزن بزشت یعنی بهر دو کسره، در فارسی چیزی که حس بصر مدرک آن تواند بود، فرتاب و پرتاب در هر دو زبان بمعنی بزرگی و قدرت و کرامت، فرشاد و پرشاد هم در پارسی باستانی و هم در هندی قدیم ترجمهٔ تبرک - خود لفظ باس نیز در لسانین مشترک

است - بزبان دری اشاره بماضی بعید و در عرف اهل هند ایما بماضی قریب، چنانکه آب و نان دینه وِ دوشینه را باسی خوانند - دیگر باس در هندی بمعنی سکونت هست و در فارسی باش و باشنده و بود و باش نویسند و گویند- و تبدل شین منقوطه به سین بی نقطه در هر دو زبان دستور است - دیگر مهمان در فارسی ترجمهٔ ضیف و در هندی ترجمهٔ ضیافت است - بلکه در فارسی نیز بمعنی مصدری مستعمل میشود، چنانکه سعدی فرماید :

چه کم گردد ای صدر فرخنده پی
ز قدر رفیعت بدرگاه حی

که باشند مشتی گدایان خیل
بمهمان دارالسلام از طفیل

یعنی به مهمانی و ضیافتی که در عقبیٰ بجنت خواهد بود- معدن را در فارسی کان و در هندی به افزودن های مضمره کهان گویند- پوت، به بای پارسی مضموم و واو معروف در پارسی جگر را گویند، و در هندی پسر را - ظرفی را که بهر نگاهداشتن آب از چرم سازند در فارسی چگل گویند، بجیم فارسی مفتوح و کاف فارسی مفتوح، و در هندی

چهاگل به افزودن الف و های هوز درمیانه جیم و گاف ـ همانا پوت فارسی قدیم است و چگل یا فارسی مستحدث است یا مفرس ـ

فایده : برخی از فرهنگ نگاران موری بمعنی رهگذر آب و پانی به معنی آب، انگاره، پاره از آتش افروخته ـ این هر سه لغت را در فارسی و هندی مشترک گمان کرده اند و اشعار اساتذهٔ ایران سند آورده اند، چنانکه ازان سه بیت سه مصرع نوشته میشود ـ اول در سند موری :

بینی همچو موری مطبخ

دوم در سند پانی :

نه دران دیده قطرهٔ پانی

سوم در سند انگاره :

آفتاب از آتشم انگاره‌ای

منکه نگارندهٔ این روایتم در فارسی بودن این سه لغت ناقل محضم، نه مجوز، نه منکر ـ هان انگاره به معنی نقش ناتمام است که آن را گرده، به فتحه، و بیرنگ نیز گویند

و خاکا هندی آنست - دیگر هر آهن و سنگ و چوب را، که هیئتی خاص نداشته باشد و هر پیکری که خواهند ازان توانند ساخت، انگاره نامند - متأخرین، که استعاره شیوهٔ ایشان است، مکرر گفتن سرگذشت را نیز انگاره کردن سرگذشت گفته اند و ناتمام گذاشتن گفتار و کردار را انگاره گذاشتن آن قول و فعل نوشته اند -

[فایده] ۱ : دشت، بدال مضموم، بی تغیر صورت در هر دو زبان بمعنی مکروه طبع و ناپاک - جال در هر دو زبان بمعنی دام، تال در هر دو زبان بمعنی آبگیر و تالاب مزید علیه، تگل به اول مکسور و ثانی مفتوح، مرادف پینه بمعنی پیوند و در هندی تهگلی، به آوردن های هوز در وسط و تحتانی در آخر، بوم، بموحدهٔ مضموم، در پارسی زمین را گویند و در هندی بهوم بتغیر لهجه و آمیختن موحده به های هوز - تپاس در پارسی بمعنی ریاضت و در سنسکرت تپسیا بفوقانی مفتوح و بای فارسی مکسور بسین ساده مشدد مکسور پیوسته و تحتانی به الف زده -

باید دانست که تبدل فای سعفص و بای فارسی و

۱ - قاطع برهان، ص ۹۲ -

تا و دال باهمدگر و تبدل سین ساده و شین قرشت با یکدیگر نیز انباری‌ست میانه این هر دو زبان در آیین گفتار -

فایده : **جنگل** بمعنی بیابان و **منگل** اسم مریخ هر دو اسم باشتراک لسانین است - اما تسمیهٔ مریخ در پارسی به منگل توجیهی دارد - و توجیه اینست که بزبان دری **منگ**، بمیم مفتوح، اسم قمار است و **له**، بلام مفتوح و اعلان های هوز، اسم شراب - چون فسق و فجور از منتسبات مریخ است، هر آیینه آن را منگل نامیدند، بحذف های آخر - **شنا**، بر وزن بنا، در فارسی ترجمهٔ سیاحت است و آشناه و آشنا هم به معنی مصدر است و هم بمعنی فاعل - در هندی **اشنان** به فتحهٔ اول و اضافهٔ نون غسل ارتماسی دریا را گویند خصوصاً، و هر گونهٔ غسل را گویند عموماً -

فایده : **دول** بمعنی ظرف که بدان از چاه آب کشند فارسی باستانی‌ست که در هندی بدال ثقیله [ڈول] شهرت دارد - آده که بالف ممدوده و دال ابجد در فارسی بمعنی نشیمن مرغان آید، در هندی بالف مفتوحه و دال ثقیلهٔ مشدده [اڈه] گفته میشود - سریر در هر دو زبان به معنی

جسم و کالبد است و در عربی تخت را گویند - کام بکاف عربی در فارسی به معنی مقصد است عموماً و در هندی به معنی شهوت جماع، خصوصاً کامنا، بافزایش نون و الف در آخر، مطلق به معنی خواهش - من، بمیم مفتوح، در هر دو زبان بمعنی دلست که در تازی قلب نام دارد - جی بکسرهٔ جیم و یای معروف، در فارسی بمعنی لطیف و مقدس و در هندی بمعنی روح و حیات آید -

فایده: رده در فارسی بمعنی صف است و خشتهای دیوار را که باهمدگر برابر نهند نیز رده گویند در فارسی، و رده به تشدید دال در هندی - بانو، بموحده و الف و نون مضموم و واو مجهول، مرادف خاتون است در فارسی، و بنو، بحذف الف و تشدید نون در هندی - بیو، به فتحهٔ موحده و ضمهٔ تحتانی ترجمهٔ عروس است در فارسی و بهو به های هوز بجای تحتانی در هندی - روم و رم، برای قرشت مضموم، در پارسی به معنی موی زهار است و در هندی ترجمهٔ مسام - اگر در پارسی باستانی نیز بدین معنی مستعمل باشد و خصوصیت مستحدث بود شگفت نیست -

فایده: النگ، بفتحهٔ همزه و فتحه لام، اسم دیواری‌ست که روبروی لشکر کشند و در هندی قریب

بدین معنی ستان در فارسی قدیم لغتی‌ست بمعنی مقام و محل، چون گلستان و دبستان، و نظایر این بسیار است - آستان بمعنی دهلیز همان ستان‌ست به آوردن الف ممدوده قبل ازان - در هندی قدیم استهان، بفوقانی مختلط التلفظ به های هوز، به معنی نشیمن و محل و مقام است علی‌الاطلاق، که اکنون در عرف اهل هند به تکیهٔ فقیر اشتهار دارد - و همچنین ساسان در فارسی و سنیاسی به تغیر صورت لفظ در هندی به معنی درویش مجرد نامقید است - و اینکه ساسان نام خسروی بود از خسروان ایران هم ازین جاست که آن خسرو زاده ترک لباس کرده بکسوت قلندران در آباد و ویران و کوه و دشت میگشت - چون این چنین درویش را در ایران ساسان گفتندی و او در ایران بدان پوشش چمر شد، لاجرم بدین نام سمر شد - و همین نام بر تخمه و نژاد وی ماند - و روایتی آنست که پدرش از بهر زیستن نام وی ساسان نهاد - همدرین فایده دو فایدهٔ دیگر توان اندوخت: یکی اینکه چمر بهر دوفتحه بزبان دری با هویدا و نمودار و آشکار مترادف بالمعنی‌ست، دوم آنکه چنانکه درویش قلندر بریش و بروت و ابرو سترده را ساسان نامند فقیر متورع متشرع صاحب خرقه و عمامه را سنجر خوانند و خانقاه را سنجرستان -

کوتاهی سخن کسیکه با هر دو زبان نیک آشنا و دانش وی درست و نگاه وی رسا باشد لغات مشترک در لسانین بیمر نشان تواند داد ـ

یزدان را سپاس که گویندهٔ راز از کوشش خویش کام یافت ـ و نگارش فواید، که از ملحقات **قاطع برهان** است، در سال رستخیز انجام یافت ـ از نفرین معتقدان برهان **قاطع** و پرخاش فارسی دانان هند باک ندارم، و شادم که بدین آویزش دانش من نخواهد کاست و بدان نکوهش ارزش آمرزش خواهد افزود ـ

والله ذوالفضل العظیم

—o—

قطعات تاریخ اشاعت اول

قطعۂ تاریخ طبعزاد سیف الحق، منشی میان داد خان سیاح، جامع لطایف غیبی :

واقعی برهان قاطع کی هوئی ترمیم خوب
واه واه ای کلک تیز آهنگ غالب واه واه

یوں کیا سیاح نے اظہار سن عیسوی
''قاطع برہان ہے فرهنگ غالب واه واه''

۱۸۶۵

قطعۂ تاریخ از نتایج طبع عالیشان شاعر شیرین بیان، سراج الشعرا، سلطان الذاکرین، میرزا یوسف علی خان المتخلص به عزیز :

دو بارا طبع شد قاطع کنون یافت
درفش کاویانی اسم ثانی

پی سالش شمر بی ''عیب'' من بعد
مکرر گو ''درفش کاویانی''

۶۸۲

قطعهٔ تاریخ از افکار گوهر نثار منشی جواهر سنگهه متخلص به جوهر :

درین کتاب مسمی به قاطع برهان
نگر که خامهٔ غالب چه مایه گوهر سفت

بیا که جوهر رنگین صفیر بی کم و بیش
"نگارخانهٔ فرهنگ"، سال طبعش گفت
۱۲۸۳

—o—

فهرست واژه‌ها

علامات اختصاری

الف = اردو — ت = ترکی — ع = عربی — ه = هندی

الف

ب

چ

ح

خ

ن

و

ه

ی

غلطنامه

صفحه	سطر	غلط	صحیح
دو	۱۱	بکنخ	بکنج
۲۵	۸	برون	بر وزن
۴۰	۸	الگتی	الگنی
۹۱	۱۱	تکارو	تکاور
۱۰۷	۱۶-۱۸	خچی	چخی
۱۰۷	۱۸	خچیدن	چخیدن
۱۰۸	۲	خچی	چخی
۱۱۰	۱۵	قلرو	قلمرو
۱۱۱	۵	خسائیدن	خسانید
۱۳۳	۱۵	سبی دیو	سپی دیو
۱۴۴	۱۳	بیابانهای	بیانهای
۱۴۵	۱۰	پژسید	پرسید
۱۴۵	۱۱	نیاقت	نیافت
۲۱۲	۱۱	نوجبهه	نوجبه
۲۲۵	۲	عیشن	عیش